بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ (۸۹/۶)

(ترجمہ) (دیکھو) یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے
جسے چاہتا ہے اُسے اِس سے ہدایت کرتا ہے

# شرحِ
# عقیدۂ سید خوندمیرؓ

یعنی

امام الاولیاء حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے
خلیفۂ خاص بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہد اصدیق ولایت رضی اللہ عنہ
کے رسالۂ عقیدہ شریفہ کی

**مختصر شرح**

**ازقلم**

**حضرت فقیر سید قطب الدّین صاحب خوندمیری مہاجر**

جو

جناب سید یحیٰی میاں صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی
منصرم سیشن جج اضلاع وبلدۂ پالن پور۔ومنصف تعلقہ بڑگاؤں وگڈھ کی امداد سے
بغرضِ افادہ گروہِ مہدویہ
باہتمام
احمد علی عبدالرسول پرنٹر
مطبع نادری واقع کوتوالی بازار جبل پور میں چھپی
۱۳۴۱ھ
۱۹۲۳ء

باہتمام
ادارۂ دارالاشاعت مہدویہ
غنی میاں محلّہ دائرہ چمن پٹن
۱۳، شوال المکرم ۱۴۳۲ھ م ۱۲، ستمبر ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (۸۸/۶)

(ترجمہ) (دیکھو) یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے

جسے چاہتا ہے اُسے اس سے ہدایت کرتا ہے

# شرحِ عقیدۂ سید خوندمیرؓ

یعنی

امام الاولیاء حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے

خلیفۂ خاص بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہداء صدیق ولایت رضی اللہ عنہ

کے رسالۂ عقیدہ شریفہ کی

مختصر شرح

از قلم

حضرت فقیر سید قطب الدّین صاحب خوندمیری مہاجر

باہتمام

ادارۂ دار الاشاعت مہدویہ

غنی میاں محلہ دائرہ چمن پٹن، ۱۴ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ م ۱۲، ستمبر ۲۰۱۱ء

Email-darulisha_at@yahoo.in

Tel" + 91-9986811864, 8892448050

# ہدیہ تشکر

تفصیلات سے قطع نظر ادارۂ دارالاشاعت مہدویہ چن پٹن اس بات کو کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے کہ جس قوم میں ذی شعور، علم دوست، بیدار مغز اور ذکی الحس مخیّر حضرات ہوتے ہیں اور جو اسلاف کے اقدار کی تبلیغ واشاعت کے لئے ہر ممکن تعاون فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس قوم پر اپنا فضل فرماتے ہیں۔

جناب الحاج سید نجم الدین صاحب نجمی خوندمیری نے اپنے والدِ محترم سید خوندمیر صاحب تشریف اللّٰہی مرحوم ابن حضرت فقیر سید علی میاں صاحب تشریف اللّٰہی مرحوم ومحترمہ والدہ سیدہ قمر النساء صاحبہ تشریف اللّٰہی مرحومہ بنت جناب ایس۔آئی۔ممتاز صاحب تشریف اللّٰہی مرحوم

## کے ایصالِ ثواب کے لئے

حضرت اولوالامیر سلطان النصیر بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہداءؓ کی ایمان افروز وعقیدہ پرور تصنیف بنام ''عقاید مہدویہ'' کی ازسرنو اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ جزاک اللہ فی الدارین۔

لہٰذا ادارہ ہذا جناب الحاج سید نجم الدین صاحب نجمی خوندمیری کا بہ صمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب موصوف کو اپنے خاص اکرامات و نوازشات سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

اداریہ

ادارۂ دارالاشاعت مہدویہ، چن پٹن

Printing and composing by : Syed Naseer Ishaqi
Tel 9886875974

# فہرستِ مضامین شرح عقیدہ سید خوندمیر


| صفحہ | مضمون |
|---|---|
| 5 | دیباچہ |
| 10 | علاماتِ امتیاز |
| 11 | حضرت شاہ خوندمیر بحیثیت مصنف |
| 23 | مُلخص عقیدہ سید خوندمیر |
| 27 | ابتدائے کتاب |
| 33 | سیدنا مہدی علیہ السلام کی شان بحیثیت مبشر حضرت رسولؐ |
| 37 | اصحابہ مہدیؑ کی علوشان حضرت رسولؐ کی زبان مبارک سے |
| 41 | بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہداءؓ کے جاں نثاروں کی شان |
| 42 | سیدنا مہدیؑ کا ہر فرمان حکم خدا سے |
| // | آپکا دعوی مہدیت فرمانِ خدا سے |
| 46 | آپ کی مہدیت کا منکر۔ منکر خدا و منکر قرآن و منکر رسولؐ |
| 47 | آپ کا بعث اظہارِ احکام کے لئے |
| // | حدیث کی صحت کا معیار |
| 48 | مہاجرین کو فَالَّذِینَ ھَاجَرُوْا کی بشارت |

| صفحہ | مضمون |
|---|---|
| 49 | بندگی میاں سید خوندمیرؓ۔ بدلہ ذات مہدیؑ |
| 53 | کرشمہ قدرت۔ معجزہ مہدیؑ |
| 54 | ہجرت وطن |
| 67 | ترک دنیا کر کے تائب ہو جانے والوں کی بشارت |
| 68 | تصحیح یعنی جمیع ارواحوں کا جائزہ اور مہر مقبولیت |
| 69 | منکر مہدی کے پیچھے نماز ناجائز |
| 70 | آپ کے فرمان کے خلاف اقوالِ مفسرین وغیرہ وغیرہ صحیح |
| // | آپ کا ہر فعل اور فرمانِ تعلیم خدا سے |
| // | آپ کسی مذہب میں مقید نہیں ہیں آپ کے صدق کی کسوٹی کلام خدا اور اتباع رسولؐ |
| 72 | آپ کا آنا فرائضِ ولایت کے اظہار کیلئے |
| 73 | آپ قرآن پاک کے مبین مراد اللہ ہیں |
| 76 | دیدار خدا چشم سر سے |
| 77 | صفات طالبِ صادق |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| فرائض ولایت | 83 |
| مراتب ذاکرین | 84 |
| اوقاتِ ذکر اللہ | 86 |
| ایمان ذاتِ خدا | 87 |
| مراتبِ دیدار | 90 |
| حصر ایمان | 98 |
| جاودانی در دوزخ | 101 |
| مؤمن کی پاکی کھاٹ میں | 103 |
| مؤمن کی پاکی قبر میں | 105 |
| وعید دوزخ | 109 |
| ماسوی اللہ سے پرہیز | 110 |
| ذکرِ دوام | 111 |
| شجراتِ فرائض ولایت۔ حدود دائرہ مہدویہ | 113 |
| شجراتِ بالا کی صراحت۔ ترک۔ دنیا | 116 |
| ترکِ حیات دنیا۔ | 122 |
| ترکِ متاعِ حیات دنیا۔ | 124 |
| ترکِ علائق | 127 |
| صحبتِ صادقاں | 132 |
| مرشد کی نسبت عام غلط خیالی | 136 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| مرشد کیسا ہو | 137 |
| فیض جاریہ | 140 |
| عزلتِ خلق یعنی ماسوی اللہ سے پرہیز | 145 |
| توکل | 148 |
| ذکر کثیر و ذکرِ دوام | 155 |
| ذکرِ خفی | 158 |
| ذکرِ کثیر و ذکر دوام کے ضمنی احکام ہیں | 169 |
| طلب دیدار خدا | 171 |
| اوپر واڑے کا رستہ یعنی خدا کو حاصل کرنے کا آسان طریق | 173 |
| جہاد فی سبیل اللہ | 179 |
| راہِ خدا میں چار حجاب | 181 |
| دین خدا کو دو چیزوں سے نصرت | // |
| حلال کو حرام کر کے نہ کھائیں | 182 |
| دو باتیں کاسبوں کیلئے | 184 |
| کاسبوں کو دائرہ میں رہنے کا مشروطی اجازت | 187 |
| کاسبوں کے لئے اوقاتِ ذکر اللہ | 190 |
| تاویل و تحویل کی ممانعت | 193 |
| دعا | 195 |
| مکتوب مرغوب | 196 |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# شرح عقیدہ سیّد خوندمیر

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (۹/۲۸)

## دیباچۂ مترجمّ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا۔ میں کیا اور میری حیثیت ہی کیا جو ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر سید الشہد اصدیق والایت رضی اللہ عنہ کی تصنیف عقیدہ شریفہ پر شرح لکھنے کی جرأت کرسکوں! لیکن عقیدت واقتضائے محبت ایک ایسی چیز ہے جو مشکل مشکل امور کے لئے بھی جن کا وہ اپنی کم حوصلگی کی وجہ سے اہل نہیں ہی بلافکرو تامّل آمادہ کردیتی ہے۔ عقیدہ حضرت ثانی امیرؓ کی اشاعت کی دُھن میں پہلے تو راقم آثم نے صرف عقیدہ کا ترجمہ کرکے مطبع کولکھا کہ پانسو کاپی کا کیا صرفہ ہوگا۔ جواب ملا کہ فی کاپی چار آنہ خرچہ پڑے گا۔ میرے پاس زمانۂ دراز سے سو سورر پیہ (125) خاص بندگی میاںؒ کی تصنیف کی اشاعت کیلئے تھوڑے تھوڑے جمع کئے ہوئے موجود تھے۔ جبکہ دیکھا کہ عقیدہ اور ترجمہ کے علاوہ مختصر حواشی چھپ سکتے ہیں تو متوکلاً علی اللہ شرح لکھنے پر کمر بستہ ہوگیا۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان تن من دھن سے کسی نیک کام کی طرف مائل ہوجاتا ہے اُس میں خداوند کریم بہت کچھ آسانیاں پیدا کرہی دیتا ہے عقیدہ

کی شرح لکھنے میں سب سے مشکل کام یہی ہے کہ متکلمین کے طرز استدلال سے دیا جائے۔ خدا کی جناب میں ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ مشکل مرحلہ علامہ عصر۔ فاضل متبحّر مولانا سید اشرف المتخلص بہ شمسیؔ حیدرآبادی (دکن) نے اپنے عالمانہ قلم سے پہلے ہی طے کر دیا ہے۔ آپ کی جدید تصنیف تنویر الہدایہ (بزبانِ اُردو) ثبوت و احکام مہدی علیہ السلام میں ایسی عمدہ لکھی گئی ہے کہ پیشوایانِ گروہ مقدسہ کے علاوہ علمائے منکرین بھی اس کے معقول دلائل و تسلسل بیان و استخراج نتائج کی تعریف کرتے ہیں۔

اشاعتِ دین کے لئے ہر تصنیف و تالیف کے وقت تین گروہ پیش نظر رہا کرتے ہیں۔ علماء۔ متوسطین، و عام لوگ۔ علامہ شمسیؔ صاحب کی عالمانہ تصانیف جنکی تعداد چالیس سے متجاوز ہے زیادہ تر علماء و متوسطین کے لئے مفید ہیں۔ دائرۂ علماء و مشائخ میں تبلیغ کا یہ مشکل کام تو آپ کے فاضلانہ قلم سے باحسن الوجوہ پورا ہوگیا۔ اب رہے گروہ مقدسہ میں ایسے فقیر اور کاسب جو اُردو بآسانی پڑھ لے سکتے اور کسی قدر فارسی بھی جانتے ہیں بس یہ شرح ان ہی حضرات کے لئے لکھی گئی ہیں اُن کے سادہ دماغ استدلالی ایمان کے بلند زینہ تک نہ پہونچ سکتے نہ اس کی ضرورت محسوس کر سکتے ہیں۔ ان کو زیادہ ضرورت ہی صاف صاف اعتقادی و عملی کام اور عملی نقلیات کی۔ اس لئے انکی ضرورت پیش نظر رکھ کر صرف علی احکام کی صراحت بالتفصیل کرنے پر زیادہ توجہ کی گئی کہ یہی مسلک ان کے بلکہ ہم سب کے لئے زیادہ مفید ہے۔

اس رسالہ کی تالیف کے وقت و نیز اس سے قبل جو کتابیں زیادہ تر زیر مطالعہ

رہیں اُن کے نام یہ ہیں۔

1۔رسائل خوندمیری۔یعنی ثانی امیر حضرت ماتنؒ کی تصنیفات۔

2۔انصاف نامہ مُصنفہ بندگی میاں ولی جی غازیؒ در جنگ بدرولایت

3۔مطلع الولایت مصنفہ بندگی میراں سید یوسفؒ ابن بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایتؒ

4۔رسائل بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ ابن بندگی میراں سید یوسفؒ

5۔ شواہد الولایت مصنفہ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدینؒ

6۔منہاج التقویم مصنفہ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدینؒ

7۔ حل المشکلات مصنفہ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدینؒ

8۔شرح عقیدہ شریفہ۔مصنفہ عالم صوری ومعنوی بندگی میاں سید حسنؒ

9۔ شفاء المومنین مصنفہ بندگی میاں سید راجو شہیدؒ پالن پوری۔

10۔انتخاب مرتضوی۔یعنی میاں شیخ مبارک ناگوری ( والد ابوالفضل وفیضی ) کے سوالات کے جواب جو حضرت عبدالملک سجاوندیؒ عالم باللہ وحضرت شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ کے قلم سے دے گئے اُنکا ملخص مع فوائد ضروریہ از بندگی میاں سید مرتضیٰ پالن پوری۔

11۔ انتخاب الموالید۔مصنفہ حضرت سید فضل اللہ ابن حضرت سید راجوؒ

12۔سنت الصالحین ” ” ”

13۔معرفۃ المصدقین۔مصنفہ حضرت سید یعقوبؒ ابن حضرت سید جعفرؒ

# اُردو کتابیں

14۔ خلاصۃ التواریخ۔ مؤلفۂ عالم صوری و معنوی مولائی و مرشدی حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب المتخلص بہ سعد اکیلوی حیدر آبادی صاحب تصانیف کثیرہ (یعنی اٹھارہ کتابیں جو آپ کے عارفانہ و محققانہ قلم سے تصنیف و تالیف ہوئیں۔ وفات ۸ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ ہجری بعمر ۵۸ سال) ابن حضرت سید منوّر عرف روشن میاں صاحب از اولاد حاکم الزمان بندگی میاں سید نور محمد المبشر بہ خاتم کار۔ و آخر حاکم و حاکم الزّمان۔

15۔ تنویر الہدایہ۔ مصنفہ علامہ عصر جناب سید اشرف شمسی مدرسِ دار العلوم حیدر آباد دکن۔

16۔ شرح مکتوب ملتانی " " "

17۔ سیر مسعود واقعات مہدی موعود۔ مصنّفہ مولانا سید اشرف المتخلص بہ شعری پالن پوری مترجم سراج الابصار (یہ کتاب چھپ گئی ہے) و سنت الصالحین و مصنف نتیجہ جہدی فی اثبات مہدی و تشخیص مہدی وغیرہ۔

18۔ شمس البیان مصنّفہ مولانا سید اشرف المتخلص بہ شعری پالن پوری

لیکن ان سب کتابوں میں اس شرح کا بڑا ماخذ انصاف نامہ ہے۔ خداوند کریم سے التجا ہے کہ اس فقیر پر تقصیر کو و نیز اس رسالہ کے پڑھنے والوں کو صحیح

اعتقاد کے ساتھ عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے جو کہ اس رسالہ کی تحریر و اشاعت کا خاص مقصود ہے۔

فقیر حقیر

| | |
|---|---|
| المرقوم ۵ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ جمعرات پٹن شریف۔ ریاست بڑودہ | سید قطب الدّین خوندمیری عرف خوب میاں پالن پوری ولد حضرت سید عثمان میاں صاحب مہاجر مرحوم جاروب کشِ روضۂ مہدویہ پیر حضرت سید خوندمیرؓ واقع پٹن شریف گجرات۔ احاطۂ ممبئی |

☆☆☆

# علاماتِ امتیاز

اس رسالہ میں زیادہ تر چار قسم کے اقتباسات ہیں۔آیت قرآن۔حدیث نبوی ﷺ۔فرمان مہدی علیہ السلام۔قول صحابہؓ آیت کی تمیز عربی خط کے علاوہ اعراب سے نظر پڑتے ہی ہو جاتی ہے۔اس طرح حدیث کی بھی عربی خط کی وجہ سے فوراً تمیز ہو جاتی ہے۔اب رہے فرمانِ مہدی علیہ السلام اور اقوال صحابہ جو خط نستعلیق میں ہونے کے باعث صفحہ کتاب پر نظر پڑتے ہی ممیّز نہیں ہو سکتے۔اس لئے بغرض سہولت وافادہ ناظرین فرمان کے لئے ف اور قول کے لئے ق حاشیہ میں اُسی سطر کے مقابل لکھ دیے گئے ہیں۔تاکہ ناظرین ورق گردانی کے وقت ان ہی اقتباسات کو ایک نظر دیکھتے رہیں جو کہ اس رسالہ کے موضوع کے چار رکن ہیں اور ان ہی چار ستون پر ہمارے ایمان واعمال کی عمارت قائم ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

# حضرت شاہ خوندمیرؓ بحیثیت مصنّف

ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیر نظیر مہدی۔ سیّد الشہداء رضی اللہ عنہ (ولادت ۸۸۶ھ م ۱۴۸۱ وصال ۹۳۰ھ م ۱۵۲۴ء) کی مقدس زندگی اُن اولوالعزم پیشوایانِ دین سے مشابہت رکھتی ہے جن کے قیمتی سوانح کا ایک ایک پہلو ہر امر میں عجیب و غریب خصوصیات پر مبنی ہونے کے علاوہ ہر عاشق صادق کی رہروی کے لے عَلَمِ اقتدار بلند کئے ہوئے ہے۔ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدّین الملقب بہ امام غزالی گروہ مقدسہ نے اپنی ضخیم تصنیف حدیقہ الحقایق و حقیقۃ الدقائق المشھور دفتر اوّل و دوم میں آپ کی بیش بہا سوانح کے ہر ایک پہلو پر عالمانہ استدلال کے ساتھ مبسوط نظر ڈال کر ان کو نہایت عمدگی سے قلمبند کیا ہے۔ یہ کتاب آپ نے امام الانام سیدنا حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام کے روضہ مبارکہ واقع فرح (افغانستان) میں بیٹھ کر دس برس کے عرصہ دراز میں سنہ ۱۰۶۲ ہجری میں ختم کی ہے۔ ناظرین کی توجہ ان ہر دو دفتر کی طرف مبذول کرنے کے بعد اس چھوٹے سے رسالہ میں صرف حضرت صدیق ولایتؓ کی مقبول عام تصانیف کا مختصر ذکر کر دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

# ۱۔ عقیدۂ شریفہ

قاعدۂ کلّیہ ہیکہ کل افرادِ انسانی کی عقل وفہم وحافظہ ومدرکہ یکساں نہیں ہوتا اِسی وجہ سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قرأتِ قرآن ونقل احادیث بوجہ ضعفِ فطرتِ انسانی جب اختلافات پیدا ہونے لگے تو فوراً اِس کا استیصال کردیا گیا۔ اِسی طرح سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال ۹۱۰ ہجری کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ خلیفۂ دوم حضرت مہدی علیہ السلام نے بعض دینی امور میں جزوی اختلافات کی ابتداء محسوس کرکے بنظر حفظ ماتقدم وعقائد قلمبند کرلئے جو گروہ مقدسہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جن میں بعض وہ عقائد بھی داخل ہیں جن کی نسبت آگے چل کر رنگ آمیزیاں پیدا ہونے کا احتمال تھا عقائد میں یہ چھوٹا سا رسالہ لکھ کر آپ نے صحابہؓ مہدی علیہ السلام کو جمع کیا اور اجماعِ صحابہؓ میں پڑھ سنایا۔ حاضرین نے اس تحریر کو بہت ہی پسند کیا اور سب نے اس پر بالاتفاق دستخطیں کردے۔ یہ وہی تحریر ہے جو گروہ پاک مہدی علیہ السلام میں عقیدۂ شریفہ کے نام سے مشہور ومقبول عام ہے۔

چونکہ اِس عقیدہ کی صحت پر کل صحابہؓ کا اتفاق ہو چکا ہے اور کسی نے ایک بات میں بھی خلاف نہیں کیا۔ اس لئے اس عقیدۂ شریفہ کے احکام محکمات سے ایک حکم کا منکر بھی کافر ہے۔

## ۲۔ رسالہ شریفہ

اس رسالہ کو اُمّ الرّسالہ۔ معرفت مہدی و مقصدِ اوّل بھی کہتے ہیں اُم الرّسالہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ امام الکائنات حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد ثبوتِ مہدیؑ میں سب سے پہلے[ا] یہ رسالہ لکھا گیا۔ دوسری کتابیں جو اس کے بعد میں تصنیف و تالیف ہوئیں اس کی خوشہ چیں ہیں۔

جس طرح حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھ کر بادشاہوں کو دعوت اسلام دی۔ اسی طرح خاتم الاولیا۔ داعی الی اللہ خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم نے جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تام ہیں سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کو تصدیق مہدیت کی دعوت دی پس بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بھی اپنے مرشد اور متبوع کے نقش قدم پر بفحوائے آیہ بَلِّغ مَااُنزِلَ اِلَیکَ سلطان مظفر ثانی ابن سلطان محمود بیگڑہ کو تصدیق مہدیؑ کرنے پر بڑے زوروں کا خط لکھا و نیز ملا رکن الدین پٹنی کو جو بلحاظ علم و فضل کے یکتائے زمان سمجھا جاتا تھا آپ نے یہ کتاب تصنیف فرما کر دعوت الیٰ دینِ مہدیؑ کی غرض سے اُس کے پاس بھیجی (انتخاب المواليد)

اس کتاب کی تصنیف کے وقت بندگی میاں سید خوندمیرؓ زبان سے بے

---

ا بندگی میاں الہداد حمید المتخلص بہ الہداد صحابی مہدیؑ نے ایک رسالہ ثبوت مہدی میں ام الرّسالہ کے قبل تحریر فرمایا تھا لیکن صنائع و بدائع لفظی و معنوی کے کثرت استعمال و دقیق عبارت کی وجہ سے مشہور و مقبول عام نہ ہوا ۱۲ منہ

ساختہ بولتے جاتے تھے، اور آپ کے داماد و خلیفہ بندگی میاں ملک جی مہریؓ لکھتے جاتے تھے۔ (خلاصۃ التواریخ حصّہ دوم)

جس وقت یہ کتاب ختم ہوئی آپ نے فرمایا ''یہ کتاب ایسی اچھی تصنیف ہوئی ہے کہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے'' پاکانِ خدا کا کلام عبث نہیں جاتا۔ ہمایون بادشاہ اور اُس کے بھائی ہندال۔ کامران اور مرزا عسکری چاروں ساتھ ملکر بندگی ملک پیر محمدؓ کے ساتھ بندگی ملک الہدادؓ خلیفہ ٔخاص حضرت سید خوندمیرؓ کی خدمت میں بمقام ڈونگر پور علاقہ میواڑ آئے جہاں، اُس وقت آپ کا دائرہ معلّٰی تھا۔ ہمایون کو یہ رسالہ بتایا گیا۔ اُس نے بہت ہی پسند کیا۔ اور جیسا کہ حضرت صدیق مہدیؓ کی زبان سے نکلا تھا۔ آب زر سے لکھوا کر ادھر شاہی کتب خانہ کو زینت دی اور اُدھر حضرت صدیق ولایتؓ کا کلام بعون ملک العلام صادق آیا (خاتم سلیمانی)

## ۳۔ مقصد ثانی

یہ کتاب گویا مقصد اوّل یعنی رسالہ شریفہ کا تتمہ یا دوسرا حصہ ہے رسالہ ٔ شریفہ میں علاوہ دیگر مضامین کے زیادہ تر ثبوتِ مہدی پر بحث کی گئی ہے ۔ثبوت مہدی کے بعد اصول وعقائد مہدویہ کا بیان ضروری ہے۔ عقائد میں اہم مسئلہ ایمان کے متعلق ہے، اسلئے یہ رسالہ ایمان کے بڑھاؤ گھٹاؤ کے صدق میں متکلمین کے طرز استدلال پر لکھا گیا ہے۔ رسالہ شریفہ فارسی میں ہے اور مقصد ثانی عربی میں ہے۔ عارف باعمل بندگی میاں سید حسینؒ عرف سیدن

میاں صاحب حاجی وداعی الی دین اللہ ابن حضرت سید عطاء اللہ ابن بندگی میاں سید علی ستون دین ابن بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدینؓ ابن بندگی میاں سید خوند میرؓ مولف مقصد ثانیؒ نے اس پر فارسی میں نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔

## ۴۔ مکتوب ملتانی

کہنے کو تو مکتوب ہے، لیکن کتاب کی شان رکھتا ہے جبکہ حضرت شاہ خوند میرؓ کا دائرہ بیرون آبادی بندر جیول علاقہ گوکن میں تھا۔ آپ کے ساڑھے چار سو فقرائے متوکلین محض فقر وفاقہ سے خشک ہو ہو کر شہید ہو گئے۔ پھر بفحوائے آیہ ﴿اِن مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً﴾ ترجمہ۔ بیشک سختی کے بعد آسانی ہے اور بفرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ''شاہ کی چوٹ۔ شکر کی پوٹ ا'' دائرہ معلیٰ میں بہت سی فتوح پٹن گجرات سے بے شان و بے گمان آگئی۔ آپ نے آدھی فتوح دائرہ میں سویت کر دیا اور آدھی حج بیت اللہ کے لئے اُٹھا رکھی۔ حج کو جاتے وقت اثناء راہ میں ایک چرواہا آپ کی صورت مبارک دیکھتے ہی بیساختہ بول اٹھا'' ہے پُربھو۔ ہے کرتار۔ ہے اَوتار'' آپ نے اُسے نزدیک بلا کر کلمہ وتصدیق سے مشرف کیا اور ذکر خفی کی تعلیم دی۔ اُس نے عرض کیا'' مہاراج آج سے آپ کا داس آپ کے چرن چھوڑ کر کہیں نہ جائے گا''۔ آپ نے فرمایا'' میں یہاں بیٹھا ہوں۔ تم مالکوں کو اُن کی بکریاں سونپ کر چلے آؤ'' دھنگر بستی سے واپس آکر حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ ہو لیا۔

حج سے واپس تشریف لانے کے بعد آپ نے ایک رسالہ ثبوت مہدی میں لکھ

ا تھیلا۔ گون ۱۲

کر میاں جی کے ساتھ ۹۲۸ھ ہجری میں علمائے ملتان کی خدمت میں بطور دعوت الی دین مہدی بھیجا میاں چوپان اُمّی کی مؤثر تقریر اور اس رسالہ کے مدلل دلائل دیکھ کر اٹھارہ علماء میاں چوپان کے ہاتھ پر تصدیق مہدی موعودؑ سے مشرف ہوئے۔ عامیوں کی تصدیق مہدیت کی تعداد نہیں لکھی گئی لیکن جبکہ اس رسالہ کا علماء پر اس قدر اثر ہوا تو عجب نہیں کہ عامیوں میں کثیر التعداد لوگ تصدیق سے بہرہ مند ہوئے ہونگے۔ (انتخاب المواليد)۔

علامہ عصر۔ فاضل متبحر۔ مولانا مولوی سید اشرف شمسی حیدرآبادی مدظلہ العالی نے اس فقیر ہیچمدان کی درخواست قبول فرما کر ۱۳۳۶ھ ہجری اس رسالہ پر نہایت عمدہ شرح اُردو میں لکھی ہے۔

## ۵۔ رسالۂ بعض الآیات

اس رسالہ میں جیسا کہ خود کتاب کے نام سے ظاہر ہے ثبوت مہدیؑ آیاتِ قرانی سے دیا گیا ہے اور ضمناً احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی لائی گئی ہیں۔

## ۶۔ رسالۂ ختم الولایت

اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت سید محمد جون پوری مہدی موعود عبداللہ، امراللہ، مراداللہ، خلیفۃ اللہ داعی الی اللہ تابع تام محمد رسول اللہ، امام الاتقیا، خاتم الاولیا، معصوم عن الخطا، مبیّنِ کلام اللہ، وارث نبی اللہ، نظیر محمد مصطفیٰ خاتمہ ولایت مقیدۂ محمدیہ ہیں۔

## ۷۔ دیگر تحریرات

ان تصانیف کے علاوہ اور بھی مختصر تحریرات ہیں جو سب کی سب عشق انگیز صدق نما اور حدودِ دائرہ پر جو کہ در حقیقت ﴿تِلْکَ حُدُوْدُاللّٰہِ ، وَ ھٰذا صِرَاطُ مُّسْتَقِیْمَ﴾ ہے ثابت قدم رہنے کو زندگی کا پہلا فرض بتانے والی ہیں۔

## آپ کا طرز تحریر

عقیدۂ شریفہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو آیاتِ قرآنی، احادیث نبویؐ اور کلامِ مہدیؑ۔ ان تین قسم کے اقتباسات سے درخشاں ہے محض اقتباسات سے مصنّف کی عبارت کا صحیح اندازہ معلوم کرنے کے لئے ایک خط بطور نمونہ یہاں درج کیا جاتا ہے جو آپ نے ملاّ سید کبیرالدین پٹنی کو لکھا ہے۔ یہ خط طرز عبارت کے علاوہ حضرت مصنفؒ اور فقرائے دائرہ کے طریق زندگی پر روشنی فگن ہے۔ اس لئے اسی کی نقل بہتر سمجھی گئی۔

خط کے مطالب زیادہ عمدگی سے سمجھے جانے کی غرض سے حضرت مصنف کے ہمعصر علماء ومشائخ کے مذہبی خیالات اور مہدویوں کیساتھ اُن کی عملی کارروائیوں کا ذکر ضروری سمجھ کر محض تمہید کے طور پر چند سطریں قلمبند کی جاتی ہیں۔

سیدنا حضرت مہدی موعود علیہ افضل الصّلوٰۃ والسلام اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ گرام رضی اللہ عنہم کے روزانہ بیان قرآن، اخلاق یاران رسول علیہ السلام وکمالِ فقیری کے مُتّحدہ اثر سے جبکہ بڑے بڑے امیر، دیندار علما، راست رَو مشائخ اور خداترس غربا جوق جوق تصدیق مہدی سے مشرف ہونے لگے۔

یہاں تک کہ ایک ہی وقت میں بارہ ہزار پٹھانوں نے بمقام احمد آباد بندگی میاں سید خوندمیرؓ مصنف رسالۂ ہٰذا کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی متفقہ مساعی جمیلہ سے گجرات میں دس لاکھ تک مہدویوں کی تعداد پہنچ گئی تو علمائے دنیادار و مشائخ ہواپرست کے دل میں بغض وحسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ ان کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ لوگ اگر زیادہ عرصہ تک رہے تو تمام گجرات اُن کا مطیع و منقاد ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ابھی سے اُن کی جاگیرات، شاہی لوازمات اور دنیاوی اعزاز میں گھٹاؤ شروع ہو گیا ہے اسلئے مذہب مہدویہ کا استیصال فرض مقدم سمجھ کر انہوں نے خوب نون مرچ لگا کر بادشاہ اور اُمرا کے کان بھرے کبھی خانگی اور کبھی نیم سرکاری حکم سے مہدویوں کے قتل و تاراج پر فتوے لکھ کر شائع کئے۔ مصدقوں کو تصدیق مہدیؑ سے انکار کرنے پر سخت سخت ایذائیں دینا شروع کیا، لوہے کا پنجہ کوے کے پاؤں کے مثل بنا کر تصدیق مہدیؑ سے نہ پھرنے پر پیشانی پر داغ دئے گئے گرم گرم ریت میں لٹا کر سینوں پر چکّی کے پاٹ رکھے گئے اور حضرت سید خوندمیرؓ مؤلف رسالۂ ہٰذا کو بیس برس میں بیس مرتبہ اخراج کروانے کے قطع نظر مسجد اور فقیروں کے حُجرے جہاں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔ جلا دئے گئے جب دیکھا کہ ملاؤں کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا ہے تو آپ نے ملا سیّد کبیر الدین پٹنی کو جو علمائے گجرات میں سر برآوردہ ہونے کے علاوہ دربار مظفر ثانی میں رسوخ بھی زیادہ رکھتا تھا خط لکھا اور آپ کے خلیفہ اوّل بندگی ملک الہدادؓ کے ساتھ ملا صاحب کی خدمت میں بھیجا۔

وھوھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نامہ سید خوند میرؒ بجانب ملا سید کبیر الدین پٹنی[1]

حسبنا اللہ نعم الوکیل[2] وبہ ثقتنی

﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ﴾ (سورہ ۲۲۔ آیت ۴۰)

معنی ایں آیت در تفاسیر بیان شدہ است و بر دلہائے اہل معنی لائح و شائع گشتہ است۔ ازیں جہت تفسیر نہ کردہ شد۔

واضح باد کہ حق تعالیٰ ایں آیت را برائے تسلی دلہائے مومنان فرستاو زیرا کہ ایشاں از روئے صورت اندک وضعیف بودند۔ بداں سبب ایشاں را از دست ظالماں ہیچ تسکین واماں نبود۔ ہمیشہ در ایذائے ظالماں مبتلا و مظلوم بودند تا آنکہ از حق تعالیٰ ایں آیت بنزول پیوست قولہ تعالیٰ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ﴾ وایں بشارت نصرت است مر ایشاں را کہ کشیدہ شدند از سراہائے ایشاں ناحق و بے موجب ﴿اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْ رَبُّنَا اللّٰهُ﴾ مگر گناہ ایں داشتند کہ ہمیشہ بر توحید خدائے تعالیٰ ثابت بودند۔ قولاً و فعلاً و اعتقاداً۔

---

[1] ملا صاحب کا اصل وطن پٹن ہے، لیکن ملازمت سلطانی کی وجہ سے احمد آباد سکونت اختیار کر لی تھی اس لئے بعض موالید میں پٹنی لکھا ہے اور بعض میں احمد آبادی۔ صاحب شواہد الولایت احمد آبادی لکھتے ہیں ۱۲ منہ [2] سورہ انسا آیت ۱۷۳۔

المقصود۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ہر اصحاب رسول اللہ رضی اللہ عنہم بہ سببِ مظلومیت ایشاں وعدۂ نصرت دادوآں وعدہ درحق ایشاں محقق گشت پس ازقرآن مجید وفرقانِ حمید معلوم گشت کہ از امتیان وصدقہ خوارانِ وے صلی اللہ علیہ وسلّم ہر کراحالِ مظلومیت پیش آید۔ ومبتلا بانواع ایذا شود بغیر حق۔ وحال آنکہ ثابت باشد بر توحید ۔آنکس ہم امیدوارِایں وعدہ باشد۔ اگرچہ ایں وعدہ خاص درحق اصحاب رسول علیہ السلام است لیکن تبعاً درحق ہمہ مؤمناں تواند بود۔ ازیں جہت تاہم امیدوار ہستیم ۔شاید کہ ماراہم درمظلوماں بشماردودرزمرۂ منصوران درآرد۔

ازاں روز کہ سید محمدؑ درملک گجرات قدم سعادت فرمودہ اندودعوی مہدیت خود بامرِ خدا آشکار کردہ اندوخلق راسوے کتاب خدا خواندہ اندوخلق با اوو کسانے کہ دے رامصدق اند مخالفت می کنند وایذا بغیر موجب می رسانند۔ پس ناچار ایشاں استعانت از خدائے تعالیٰ بکنند واستفتاح ازو جویند۔

معلوم باد ازاں روز کہ سید محمدؑ خلق راسوے خدائے تعالیٰ خواند خلق بادے مخالفت آغاز کرد۔ فرمود کہ ”معلوم نمی شود کہ موجب مخالفت چیست اگر از بندہ سہوے وغلطی شدہ باشد بر مسلماناں فرض است کہ بحکم ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ﴾ (سورہ ۴۹۔ آیت ۱۰) اعلام فرمایند تاباہم متفق شدہ رجوع سوے کتاب خدائے تعالیٰ نیم وموافقت بارسول علیہ السلام بسازیم۔ کمال قال سبحانہ وتعالیٰ ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (سورہ ۴۔ آیت ۵۹) ازماوشما ہر کہ از اتباعِ خداورسول خدا قدم بیروں نہادہ باشد آنکس توبہ کندو بازآید۔ وموافقت بارسول خداً بنماید۔ واگر از خلافِ خداورسولِ خدا صلی الہ

علیہ وسلم باز نیاید و مُصر باشد۔ واجب القتل است‘‘۔

’’بیست و پنج سال شدہ است کہ سید محمدؑ و تابعانؓ وے بدیں معنی فریادی کنند کہ ’’ہر کہ از جملہ مسلمانان تقصیر و نقصانِ ما معلوم کردہ باشد بطریق انصاف و بـحُـجـت علمی مارا باز دارد تا عند اللہ ماجور گردد‘‘ مگر ہیچ کس بحجت تفہیم نہ کردہ است لیکن ہمیشہ بطور تغلُّب و تسلُّط بر ما حکم بدعت و ضلالت کردند تا ایں زمان مظلوم گشتیم۔ بحدّے کہ بعضے را از ما ضرب کردند و بعضے را در زنداں کردند و بعضے را اخراج کردند و مسجد را سوختہ و حجرہ ہا ویران کردند۔ و ظالماں با نواع ظلم پیش آمد ند۔ چنانچہ در قرآن مجید مسطور است ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ط﴾۔

ایں زمان بر ما لازم شدہ است کہ از برائے نصرتِ دین خدا جان خود را در بازیم تا ما را ہم خدائے تعالیٰ نصرت کند۔ ﴿وَ لَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهٗ﴾۔ (۱۷/۱۲) اگر چہ کہ اندک و ضعیف ہستیم ولیکن صاحبِ ما توانا و غالب است کقولہ تعالے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ (۴۰/۲۲)

شنیدہ می شود کہ در احمد آباد برسرِ فقیراں کسانے کہ سید محمدؑ را مہدی کردہ قبول می کنند بسیار تعدی و ظلم بر ایشاں می شود۔ عجب می آید کہ بودنِ علما و مشائخ چگونہ امر ظالماں جادی می شود بلکہ می باید کہ نفاذِ امرِ علما بر ایشاں شود۔ اگر ممکن باشد ظالماں را مانع شوند و از ایذائے فقیراں منع فرمایند۔ مدّت مدید است کہ برسرِ فقیراں بے موجب ظلم می رود۔ ایں زماں بنہایت رسیدہ است و بر

مسلماناں فرض است کہ از برائے خدا مظلوماں را نصرت کنند و انصار خدا شوند کقولہ تعالیٰ ﴿ یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا أَنْصَارَ اللّٰہِ ﴾(۱۴/۲۱)

المقصود آں عزیز را نوشتہ شدہ است از جہت آنکہ آں عزیز را جانبِ حق خیال است واز حقیقتِ سید محمدؐ وکیفیت ایں جا واقف اند۔ چناں فرمایند کہ ظالماں را مانع شوند۔ وگرنہ تحقیق بدانند کہ فتنہ پیدا خواہد شد و بسیار کساں کشتہ خواہند شد ایں زمان بر ما لازم است کہ جانِ خود را در راہِ خدا بازیم۔

دیگر ہر چہ آرندۂ کتابت زبانی عرض کند یقین تصور فرمایند۔ و باقی ہمہ کیفیت در کتابت دیگر مسطورات۔ فقط۔

..................

یہ ہے حضرت مصنفؒ کا عام طرز تحریر۔ عبارت سادہ فصیح۔ اظہار مافی الضمیر عمدہ پیرایہ میں۔ استدلال نہایت اچھا۔ اور غیر ضروری الفاظ و مبالغہ آمیز فقروں کی شان و شوکت اور توڑ جوڑ سے معرّا۔

☆☆☆

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

﴿ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾

ترجمہ:۔ یہ اللہ کی ( باندھی ہوئی ) حدّیں ہیں تو ان سے ( آگے ) مت بڑھو اور جو حُدُوْدُ اللہِ سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ ظالم ہیں" (۱۳/۲)

# مُلَخّص عقیدۂ سیّد خوندمیر

یہ ملخص گویا مردمکِ عقیدۂ شریفہ ہے جس میں احکام اعتقادی و عملی مندرجۂ عقیدہ کی مکمل تصویر اقلّ صورت میں سما گئی ہے۔ ناظرین ان دو ہی صفحوں کے مطالعہ سے تمام عقیدہ کے مطالب و بیان پر حاوی ہو سکتے ہیں۔

سلسلۂ احکام حسبِ ترتیبِ رسالہ درج ذیل ہے اور حوالہ کے لئے بجائے صفحوں کے نمبر فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام لکھ دے گئے ہیں

وھو ھٰذا

| شمار مسلسل | | نمبر فرمان |
|---|---|---|
| ۱ | امام الانام میراں سید محمد مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر بات خدا سے بلاواسطہ معلوم ہوا کرتی تھی | ۱ |
| ۲ | آپ تابع (تام) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ | ۱۰ |
| ۳ | آپ مہدی (آخر) الزماں (وموعود حضرت رسول علیہ السلام ہیں | ق۔۱۰/۲۱ |
| ۴ | آپ وارثِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں | ق۔۱۰ |
| ۵ | آپ علم القرآن اور (حقیقتِ) ایمان کے عالم ہیں | ،، |
| ۶ | آپ حقیقت وشریعت ورضوان کے بیان کرنے والے ہیں۔ | ،، |
| ۷ | آپ کا ہر حکم خدا سے اور امرِ خدا سے ہے | ۲۰ |
| ۸ | آپ کے احکام سے ایک حکم کا منکر بھی کافر ہے۔ | ،، |
| ۹ | آپ کا منکر خدا اور رسول کا منکر ہے | ۲۹ |
| ۱۰ | جو حدیث قرآن پاک اور آپ کے حال کے موافق ہو وہی صحیح ہے | ۳۱ |
| ۱۱ | جو لوگ مومن ازلی تھے وہی آپ پر ایمان لائے اور اطاعت کی | ۳۲ |
| ۱۲ | ہجرت، اخراج، ایذاء، اور قتال یہ چار صفتیں مصدقوں کی خاص علامت ہیں | ۳۳ |
| ۱۳ | جو شخص ہجرت نہ کرے } وہ منافق ہے | ۳۹ |
| ۱۴ | اور مرشد کی صحبت سے بے فیض رہے } وہ منافق ہے | |
| ۱۵ | جہاد کفار ظاہری کے ساتھ (عند الضرورت) اور دشمنانِ باطنی یعنی نفس وشیطان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کرتے رہو | ۳۹ |
| ۱۶ | جو شخص توبہ کر کے (ترک دنیا و ہجرت وطن وصحبت مرشد میں آکر) اپنی ذات کی اصلاح کر لے وہ مؤمن ہے۔ | ۵۱ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۷ | تصحیح یعنی داخلہ رَواح میں جوارواح مقبول مہدیؑ ہوئی وہی روح مقبول خدا ہے | ۵۳ |
| ۱۸ | منکرِ مہدیؑ کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ اگر (بے خبری میں) پڑھ لی تو پھر پڑھو۔ | ۵۷ |
| ۱۹ | فقہ کی کتابوں اور تفسیروں وغیرہ میں جو حکم اور جو بیان فرمانِ مہدی علیہ السلام کے خلاف ہو وہ غیر صحیح ہے۔ | ۵۹ |
| ۲۰ | آپ کا ہر فعل اور ہر حکم تعلیم خدا اور (بلا توسط غیر) پیروی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے | ۶۰ |
| ۲۱ | آپ کسی مذہب میں مقید (اور کسی امام کے مقلد) نہیں ہیں | ۶۱ |
| ۲۲ | آپ کے بعث کا خاص سبب یہی ہے کہ جو بیان اور جو فرمان ولایتِ محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے واسطہ سے ظاہر ہوں | ۲۲ |
| ۲۳ | قرآن مجید کا بیان مراد اللہ کے موافق آپ کی زبانِ مبارک ہوا | ۶۷ |
| ۲۴ | آپ نے چشم سر سے خدا کو دیکھا اور فرمایا کہ اسی دار دنیا میں خدا کو چشم سر سے دیکھنا (ضروری) ہے (پس) دیکھنا ہی چاہیے۔ | ۷۰ |
| ۲۵ | ہر مرد اور عورت پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے اور جب تک چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مؤمن نہیں ہے۔ | ۸۲ |
| ۲۶ | جس میں طلب صدق کی چھ صفتیں پائی جائیں وہی طالب صادق ہے اور طالبِ صادق حکماً مؤمن ہے۔ | ۸۳ |
| ۲۷ | ایمان ذاتِ خدا ہے یعنی اہل دیدار ہی اہل ایمان ہیں۔ | ۸۷ |
| ۲۸ | مجتہدوں اور مفسروں کے عقیدہ کے خلاف آپ نے بعض آیتوں کا بیان کیا۔ | ۱۰۰ |

۲۹ زبان سے اقرار۔ دل سے تصدیق۔ اور اعضا سے عمل۔ ان تینوں کے اجتماع کا نام ایمان ہے۔ اسلیۓ ہر شخص کے اعتقاد و عمل کے موافق اس پر حکم کیا جاۓ گا۔ یعنی اعتقادِ حصرِ ایمان بحکم قرآن واجب ہے۔ ،،

۳۰ جو شخص مرتے دم تک گناہ پر اڑا رہا (یعنی گناہِ کبیرہ کا مرتکب) ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا۔ خلود دوزخ حق ہے۔ ۱۲۰

۳۱ دنیا کی خواہش رکھنے والا دوزخی ہے (بشرطیکہ بلا ترک وتوبہ مرجاۓ) وعید دوزخ حق ہے۔ ۱۳۴

۳۲ دنیا کی زندگی چھوڑنے والے کو پاک زندگی کی بشارت۔ یعنی ترکِ دنیا فرض ہے۔ ۱۳۵

۳۳ غیر اللہ سے پرہیز کرو۔ یعنی عزلتِ خلق فرض ہے۔ ۱۳۶

۳۴ ذکر و دام میں لگے رہو ۱۳۷

خاتم عقیدہ شریف

۳۵ آپ نے ان تمام احکام پر ایسا عمل کیا کہ کسی ایک حکم میں بھی فرق نہ آیا

۳۶ ہم ان تمام احکام پر اعتقاد اور ایمان رکھتے ہیں۔

۳۷ جو شخص آپ کے بیان میں تاویل یا تحویل کرے آپ کے بیان کے مخالف ہے۔


☆☆☆

یا اللہ

وَ اعْتَصِمُوْ ا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعاًوَّ لاَ تفرَّقُوْا (۲/۴)

ترجمہ:۔ سب مل کر اللہ کی رسّی (یعنی احکام اعتقادی و عملی) مضبوط پکڑے رہو اور الگ الگ مت ہو جاؤ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

# شرح عقیدۂ سیّد خوندمیر

**(1) عقیدہ:۔** قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم "علمت من اللہ بلا واسطة جدید الیوم"۔

ترجمہ:۔ امام آخر الزمان سید محمد مہدی موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "مجھے اللہ سے ہر روز بلا واسطہ (خواب یا فرشتہ اور بلا وسیلہ الہام وارواحِ پیغمبران محض بالمشافہہ) تعلیم ہوا کرتی ہے"۔

نزولِ قرآن کے وقت جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت سے متعلق ہے جبرئیل علیہ السلام کا واسطہ ہوا کرتا تھا۔ یہ بھی ادباً تھا۔ ورنہ بمقتضائے شانِ ولایت مصطفوی آپ کے سینۂ مبارک میں سارا قرآن پیشتر ہی سے موجود تھا۔ آپ کی اس شان باطنی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی﴾ ترجمہ:۔ نزدیک ہوا۔ پھر اور نزدیک

ہوا۔ پھر اس قدر نزدیک ہوا کہ وہ کمان کے قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی) کم (۵۳ سورۂ نجم کا شروع) اسی شانِ یکتائی کی نسبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملك مقرب و لا نبی مرسل"۔ ترجمۂ حدیث:۔ اللہ کے ساتھ مجھے (ایسا) وقتِ (سرمدی) ہے کہ اُس میں فرشتۂ مُقرّب یا نبی مرسل کو بھی دخل نہیں ہے"۔ حضرت خاتمین علیہما السلام کی اس حالتِ علی الددام کی نسبت بندگی میاں ملک جی مہریؒ خلیفۂ مصنف رسالہ ہٰذا اپنے دیوان میں لکھتے ہیں کہ ؎

لی مع اللہ وقتِ سرمدآں جامِ حظِّ عظیم نوش گنال

لمن الملک موبمو گویاں ہرچہ ہست از ولایت است ظہور

(2) عقیدہ:۔ حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک صحابی کے دریافت کرنے پر کہ مہدی کا ذکر قرآن مجید میں کیوں نہیں ہے آپ نے فرمایا "جہاں رسول اللہ کا ذکر ہے وہاں بندہ کا بھی ذکر ہے"۔ (انصاف نامہ)۔

(3) عقیدہ:۔ سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام نے ﴿دَنیٰ فَتَدَلّٰی﴾ پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملائیں پھر ﴿فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی﴾ پڑھتے وقت انگلیوں میں انگلیاں پرودیں اور فرمایا "اس طرح مل گئے"۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی

تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

پھر فرمایا:۔

دوھرہ

(4) عقیدہ:۔

ہم بَلْہَارِی سَجَّنا سَجَّنْ ہم بَلْہَار

ہم سَجَّنْ سِرْ سہرا سَجَّنْ ہم گلہار [1]

ترجمہ:۔ہم محبوب پر فدااور محبوب ہم پر فدا۔ہم محبوب کے سر پر سہرااور محبوب ہمارے گلے کا ہار۔

بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ خلیفہ حضرت شہاب الحقؓ ابن حضرت سید خوندمیر صدیق ولایتؓ در جواب مکتوب میاں شیخ مبارک ناگوری (والدِ ابوالفضل وفیضی) میفر مایند کہ......''حضرت مہدیؑ ہمیشہ شب وروز درخلا وملا از امور بشری وملکی بے آگاہ بودند۔ ودراوقات مفروضہ برائے امتثالِ اوامرازحق تعالیٰ آگاہی دادہ می شدے بے واسطہ بشر تا عبادت تواند کرد۔ ودعوتِ خلق واداے امورِ بشری دریں وقت بودے۔اگر بے اوقاتِ مفروضہ کسے برائے تربیت مزاہم شدے ویاحلّ مشکلات طلبید ے حاجت بیدار کردن افتادے چنانچہ کسے راازخوابِ گراں بیدار کنند۔ایں معاملہ شدے نہ یک بار دوبار۔نہ یک سال دوسال۔بل فی جمیع العمر الیٰ آخر النفس'' (ق)۔

پس آپ کی شان ﴿دَنیٰ فَتَدَلّٰی ونیز لِیْ مَعَ اللّٰہ﴾ سے واضح ہے کہ آپ کوخدا سے بے واسطہ تعلیم ہوا کرتی تھی۔

یہ بے واسطگی مقام قرب مرتبۂ دیدار، مقام یکتائی، بلکہ کل امورِ دین میں

[1] ازتحریرات بندگی میاں سید یوسفؓ ۔۱۲

تھی یہاں تک کہ آپ ہجرت بھی بجز فرمانِ خدا نہیں کرتے تھے۔ آپ کے سب کام معلوماتِ خدا سے تھے۔ لیکن جبکہ دین دست بدست ہے تو القاء ذکر میں خواجہ خضر علیہ السلام کا واسطہ ضرور تھا۔ یہ واسطہ استاد و شاگرد یا پیر و مرید کے جیسا نہیں تھا بلکہ ایسا تھا کہ گویا بادشاہ کی جانب سے اُس کے معزز ملازم نے خلعت لاکر پیش کیا۔ کل موالید مہدی علیہ السلام میں بلا خلاف لکھا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو امانت خواجہ خضر علیہ السلام کے تفویض کی تھی آپ نے ۸۵۹ ہجری میں جبکہ سیدنا مہدی علیہ السلام کی عمر ۱۳ برس کی تھی اور آپ فارغ التحصیل ہو کر "خطاب اسد العلماء" سے ممتاز ہو چکے تھے حضرت کو جون پور کی کھوکھری[1] مسجد میں بلاکر بلاکم و کاست سپرد کردی۔ امانت سپرد کرنے اور خلوت میں جو کچھ کہنا سننا تھا اس سے فارغ ہو کر خواجہ خضر علیہ السلام اُسی ذکرِ خفی کے ساتھ جو امانتاً لائے ہوئے تھے اور سیّدنا مہدیؑ کو بطریق امانت سپرد کیا تھا۔ اب سیدنا مہدی علیہ السلام سے خود تلقین ہوئے اس لئے مرید کرتے وقت سلسلہ میں سیدنا مہدی علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ میں خواجہ خضر علیہ السلام کا نام ادباً لیا جاتا ہے کیونکہ بندگی میاں سید خوند میرؓ اپنے رسالہ شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سید محمد و یاران دے در ذکر متابعت[2] با انبیا و اولیا می کنند"۔ (ق)

---

[1] ہندوستان کے بعض حصوں اور گجرات کے اکثر مقامات میں کھوکھر آباد ہیں۔ یہ قوم اپنے تئیں پٹھانوں کی ایک شاخ بتلاتی ہے۔ پس کھوکھری مسجد سے مراد کھوکھروں کی تعمیر کردہ یا کھوکھروں کے محلّہ کی مسجد ہے عجب نہیں کہ کسی زمانہ میں وہ مسجد آباد ہوگی اور بعد میں بستی چلی جانے سے ویران ہوگئی۔ ۱۲

[2] یہ متابعت ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں حضرت محمد مصطفیٰ کو فرماتا ہے ﴿ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا﴾ ۱۶ النحل۔ ۱۲۳/۱۶)۔ ترجمہ:۔ "پھر (اے پیغمبر) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم کے طریقے کی پیروی کرو جو ایک (خدا) کے ہو رہے تھے" (۲۲/۱۴) حالانکہ حضرت ابراہیم کے ساتھ نسبت ہوتے ہوئے فی الحقیقت دین اللہ کی پیروی ہے۔ ۱۲ منہ

(5) عقیدہ:۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''بندہ تابع محمد رسول اللہ و شریعت است و متبوع در معنیٰ'' (6) عقیدہ:۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''اینجا ہم جبرئیل است لیکن معمور نیست'' (7) عقیدہ:۔ اور ''سرتاپا مسلمان ''اِسی طرح ﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ کی نقلیں جو گروہ مقدسہ میں مشہور ہیں (8) عقیدہ:۔ اِسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام نے جس مقام میں فرمایا ''انا احمد بلا میم'' اُسی مقام میں سید نا مہدیؑ نے فرمایا ''انا رب العالمین'' (9) عقیدہ:۔ وغیرہ نقلوں کی تطبیق دے کر بزرگانِ پیشیں نے لکھا ہے کہ ''محمدؐ کا باطن سو مہدیؑ کا ظاہر اور مہدیؑ کا باطن سو محمدؐ کا ظاہر۔ باطن میں دونوں ایک ذات اور ایک وجود ہیں''۔

یک حقیقت در دو مظہر رونمود دو نمود ۔ اماّ حقیقت دو نبود

پس بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے ایک جگہ جو تحریر فرمایا کہ ''مہدی علیہ السلام روحِ رسول اللہ سے معلوم کر کے فرماتے تھے''۔ اس کی یہی معنی ہوگی کہ آپ اپنے باطن یعنی اپنی حقیقت سے معلوم کر کے فرماتے تھے۔ آپ کی حقیقت کیا ہے؟ وہی ''انا احمد بلا میم۔ پس علمت من اللہ بلا واسطۃ اور من روح رسول اللہؐ ''میں جو بظاہر تناقض معلوم ہوتا تھا نہ رہا۔

حاصل کلام یہ کہ آپ کو ہر امرِ دین میں خدا سے بے واسطہ تعلیم ہوا کرتی تھی۔

(10) عقیدہ:۔ ''قل انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ''

ترجمہ:۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے سید محمدؑ) کہو کہ میں بندۂ خدا اور تابع (تام) حضرت محمد رسول علیہ السلام ہوں''۔

عقیدہ:۔ محمد مہدی الزماں ۔ وارث نبی الرّحمن ۔ عالم

علم الکتاب و الایمان ۔ مبین الحقیقۃ و الشریعۃ والرضوان ۔(ق)۔

ترجمہ:۔(حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں)''حضرت سید محمدؑ (آخر) زمانہ کے مہدی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ آپ علوم قرآن سے آگاہ اور (حقیقت) ایمان سے واقف ہیں۔(اسی طرح) حقیقت وشریعت۔ خوشنودی خدا کو (کھول کھول کر بیان کرنے والے ہیں)''۔

عقیدہ:۔ المقصو د بندہ سید خوندمیر موسی عرف چھچھوؒ ایں احکام از زبانِ سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ است

ترجمہ:۔المقصو د بندہ سید خوندمیرؒ (ابن) سید موسی عرف چھچھوؒ[1] نے یہ احکام حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام کی زباں مبارک سے سنے ہیں۔

یہ رسالہ عقائد مہدویہ میں ہے ثبوت مہدی میں نہیں ہے۔ عقائد میں صرف اُن ہی باتوں کا اجمالی یا تفصیلی بیان ہوتا ہے جو پیشتر ہی سے مانی ہوئی ہیں۔ اس لئے یہاں بھی ثبوت مہدی کی نسبت احادیث و دلائل واضحہ کو اس رسالہ کے موضوع سے غیر متعلق سمجھ کر صرف اُن ہی آیات و احادیث و اقوال کا اقتباس کیا جاتا ہے جو امام الانام حضرت سید محمد عبد اللہ مہدی موعود جون پوری ﴿قدْ جَاءَ وَ مَضیٰ﴾ کے اعلی اخلاق واوصاف آپ کے اعلی مقاصد واغراض اور آپ کی ظاہری وباطنی علوشان پر روشنی فگن ہیں۔

وھو ھذا

---

[1] پیار میں شجاع الملک کا بگڑ کر چھچو ہو گیا جیسے زبدۃ الملک کا ملک جبدل۔ مجاہد کا مونجھا۔ شہامت کا ٹھموجی اور شہاب الحق کا چھابوجی۔ آپ کاٹھیاواڑ (گجرات) سلطان محمود بیگڑہ کے فرمان سے سپہ سالار فوج بن کر گئے تھے جہاں کفار کیساتھ بمقام چراڑہ سخت معرکہ آرائی کے وقت ۸۸۹ھ م ۱۴۸۴ء میں شہید ہو گئے۔ ۱۲

## ۱۔ آپ تابعِ تام حضرت رسول علیہ السلام ہیں

## ۲۔ آپ معصوم عَن الخطا ہیں۔

بفحوائے حدیث "المهدی منی یقفو اثری ولا یخطی" ۔ترجمہ:۔ "مہدی (موعود) مجھ سے ہیں۔ وہ میرے قدم بقدم چلیں گے اور خطا نہ کرینگے"۔ قدم بقدم چلنا اور کسی امر دین میں خواہ وہ تبلیغی ہو یا آپ کا ذاتی فعل ہو کسی قسم کی خطا نہ کرنا اسبات کی بین دلیل ہے کہ آپ دیگر امتیوں کی طرح تابعِ ناقص نہیں بلکہ پورے پورے تابع ہیں۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام کا پورا مُتبع وہی ہوسکتا ہے جو آنحضرت کے کمالاتِ ظاہری و باطنی سے متصف ہو۔

## ۳۔ آپ دافعِ ہلاکت اُمّت ہیں

## ۴۔ آپ اہلِ بیت حضرت رسول ﷺ ہیں۔

بفحوائے حدیث "کیفت تهلك امتی انا فی اولها و عیسیٰ فی آخرها المهدی من اهل بیتی فی وسطها"

ترجمہ:۔ "میری امت کیسے ہلاک ہوگی جبکہ میں اس کے اوّل ہوں اور عیسیٰؑ اُس کے آخر میں ہیں اور مہدی جو میرے اہل بیت ہیں اُس کے وسط میں ہیں" اس حدیث میں حضرت مہدی علیہ السلام کی علوشان اس بات سے بھی پائی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا اہل بیت فرما کر دو اولوالعزم پیغمبر کے بیچ میں آپ کا ذکر کیا۔

## ۵۔ آپؑ ہمنامِ حضرت رسولؐ ہیں

## ۶۔ آپؑ صاحبِ عدل وانصاف ہیں

بفحوائے حدیث "لاتذهب الدنیا حتیٰ یبعث الله رجلا من اهل

بیتی یواطی اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی ۔ فیملأ الارض قسطاً و عد لا کما ملئت جوراً و ظلماً"

ترجمہ:۔ "دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک شخص پیدا نہ کریگا۔ وہ میرے ہمنام ہونگے اور آپ کے والد میرے والد کے ہمنام ہونگے جس طرح کہ زمین ظلم وستم (وخدا کی نافرمانیوں) سے بھرگئی تھی اس کو عدل وانصاف سے (جو آپ کی اعلیٰ تعلیمات واخلاقِ فاضلہ کا ثمرہ ہے) بھر دینگے" (تا کہ آپ کے پیرو خدا اور رسول کی فرمانبرداری سے اپنی ذاتوں پر انصاف کریں کہ ہم سے کوئی فعل شرعی خلافِ محل تو نہیں ہوا۔ اور شرکِ خفی کو توحید خالص کے ساتھ تو نہیں ملادیا!)۔

نقل: کسی نے حضورِ مہدی علیہ السلام سے کہا "حاتم بڑا سخی اور نوشیرواں بڑا ہی عادل تھا" آپ نے فرمایا "حاتم نے اپنی ذات پر سخاوت نہ کی اور نوشیرواں نے اپنی ذات پر عدل نہ کیا"۔ (مولود مہدیؑ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَالَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ ﴾

(۶۱ صف، ۳،۲/۱)

ترجمہ:۔ مسلمانو کیوں (ایسی باتیں لوگوں کو) کہتے جو جن پر خود عمل نہیں کرتے (ایسا کرنا) اللہ کے نزدیک بڑی بے حیائی ہے کہ کہو (سب کچھ) اور کرو (کچھ) نہیں۔ (۲۸/۹) بڑی بڑی سخاوت یہی تھی کہ اپنی دولت اور اپنی جان پیغمبر زمانہ پر نثار کردیتا! اسی طرح بڑا عدل یہی تھا کہ فرمانِ خدا اور رسول زمانہ کے تابع ہوجاتا!

## ۷۔ آپ خلیفۃ اللہ ہیں

## ۸۔ آپ صاحبِ بیعت ہیں

بفحوائے حدیث "ثمہ یجیئی خلیفۃ اللہ فاذ اسمعتم بہ فاتوہ ولو

حبو اعلی الثلح ، فانه خلیفة الله المهدی " ترجمہ۔ پھر اللہ کے خلیفہ آئیں گے جب اُن کے آنے کا سنو تو اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے بیعت کرو۔ اگر چہ کہ تم کو برف پر گھسٹتے ہوئے چلنا پڑے کیونکہ وہ خلیفہ مہدی (موعود) ہیں"۔ اس لئے فرض ہے۔

## ۹۔ آپ ہم خُلقِ حضرت رسولؐ ہیں

بفحوائے حدیث "یشبہ فی الخُلق و لا یشبہ فی الخَلق "ترجمہ۔ اس مہدی کے اخلاق آنحضرت کے اخلاق کے جیسے ہوں گے لیکن صورت شکل میں وہ آپ کے جیسے نہ ہونگے"۔ پھر ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ "اسمہ اسمی و خُلقه خُلقی۔ ترجمہ "وہ میرے ہمنام و ہمخُلق ہونگے"۔

## ۱۰۔ آپ خاتمِ دین ہیں

بفحوائے حدیث "یارسول الله اَمِنا آل محمد المهدی من غیر نا ؟ فقال بل مِنا . یختم الله به الدین کما فتح بنا "ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا محمد مہدی ہماری اولاد سے ہونگے یا غیر کی اولاد سے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہماری اولاد سے ہونگے جس طرح دین کا آغاز ہم سے ہوا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ دین کو اُن پر ختم کرے گا"۔

## ۱۱۔ آپ ماحیِ رسم و عادت۔ کفر و بدعت واحکام ظنّیہ ہیں

## ۱۲۔ آپ مجدّدِ اسلام ہیں

بفحوائے حدیث "اذاخرج المهدی سیرة یسیر۔ قال یهدم ماقبله کمال فعل رسول الله ویستانف الاسلام جدیدا "ترجمہ۔ جب مہدی

پیدا ہونگے تو آپ کے عادات وخصائل کیسے ہونگے ؟ کہا جس طرح آنحضرتؐ نے ماقبل کے کفر و بدعت کو مٹایا اسی طرح مہدی بھی (کفر و بدعت) باطنی مٹائینگے اور اسلام کو (احکام ظنیہ سے خالص کر کے ظاہر و باطن) پھر تازہ کرینگے۔

## ۱۳۔ آپ مالک دو جہاں ہیں

## ۱۴۔ آپ قاسم المال علی السّویّت ہیں۔

"کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الالیلة یطول اللّٰہ تلك اللیلة حتیٰ یملك رجلا من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی۔ یملأ الارض ......ویقسم المال بالسویت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ختم دنیا میں ایک رات بھی باقی رہ گئی تو اُس رات کو اللہ تعالیٰ اسقدر لمبی کریگا کہ بالآخر میرے اہل بیت سے ایک شخص مالک ہوگا اُس کا نام میرا نام اور اُس کے والد کا نام میرے والد کا نام ہوگا جس طرح زمین ظلم وستم سے بھر گئی تھی وہ عدو انصاف سے بھر دے گا اور مال برابر برابر تقسیم کرے گا۔

## ۱۵۔ آپ صاحبِ جودِ کثیرہ ہیں

"فی قصة المهدی ۔ قال یجیء الیه الرحل فیقول یا مهدی اعطنی اطعنی فاعطی له ما استطاع ان یحمله" ترجمہ۔ ایک شخص آپکے پاس آئے گا۔ اور عرض کرے گا کہ اے مہدی مجھے عنایت کریں مجھے عنایت کریں۔ تو اُسکو (گنجینہ عرفان وفیوض ولایت مقیدہ) (11) عقیدہ:۔ اس قدر عطا فرمائیں گے جتنا کہ وہ اٹھا سکے۔

حضرت مصنف رسالہ ہٰذا مبشّر بہ حدیث مذکورہ ہیں

(12) عقیدہ:۔ یہاں ایک شخص سے مراد بندگی میاں سید خوندمیر صدیق

ولایت۔ حامل بار امانتؓ ہیں جن کی نسبت سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''مرد گجراتی ایں بندہ را عاجز ساخت۔ ہر چند کہ از طرف حق تعالیٰ عطامی شود بس نمی کند و طلبش کوتاہ نمی گردد'' (13) **عقیدہ:۔** پھر فرماتے ہیں کہ ''ہفت ہفت دریائے الوہیت یکدم نوش می کنند و لب بالاہم ترنمی گردد'' (14) **عقیدہ:۔** پھر فرماتے ہیں ''فرمانِ خدامی شود کہ محمد رسول اللہؐ را فرما کردیم کہ ''اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَر'' مراد از اں کوثر ذات بھائی سید خوندمیر است و آں فرزندِ ولایت مصطفیٰؐ سید خوندمیر اند''۔ (15) **عقیدہ:۔** برائے آں خود حضرت میراں علیہ السلام بندگی میاں را ''فرزندِ حقیقی'' خویش فرمودند۔ (16) **عقیدہ:۔** پھر فرماتے ہیں ''دادِ الٰہی راشمار نیست و امکان نیست کہ در عقلِ بشر آید۔ کسے داند کسے را کسے می دہد۔ خدامی دہاند خدامی وہد چنانچہ میاں سید خوندمیر را دادِ دلِ میاں سید خوندمیری داند یا آں کس می داند کہ میاں سید خوندمیر را داد۔ حالا معلوم نمی شود پیشتر معلوم خواہد شد کہ ایں چنیں دادہ است'' (انتخاب الموالید)

## اصحاب مہدی علیہ السلام کی علو شان

جس طرح عمارت کی اعلیٰ شان معمار کے کمالات کا پتہ دیتی ہے اس طرح صحابہؓ کا علو مرتبت اُن کے ہادیِ کامل کی شہادت پر بیّن دلیل ہے۔ پس صحابہؓ کی تعریف خود سیدنا مہدی علیہ السلام کے کمالات کی تعریف ہے جس کی نسبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

یرضیٰ عنہ ساکن السماء وساکن الارض لاتدع السماء من اقطار ھاشیئ الاوصبتہ ولاتدع الارض من نبا تھاشیئًاالا واخرجتہ حتی یتمنی الاحیاء الاموات " ترجمہ۔ آسمان کے رہنے والے اور زمین

کے رہنے والے اس سے خوش ہونگے۔ آسمان سب کا سب برسات اُنڈیل دیگا اور زمین سب کی سب روئیدگی نکال کر رہے گی (یہ قوم ان سے بڑے مرتبہ والی ہوگی کہ) زندہ لوگ (اپنے) مُردوں کے زندہ ہونے کی آرزو کرینگے" کہ اگر وہ بھی زندہ ہوتے تو ہماری طرح بارانِ رحمتِ الٰہی و فیوضاتِ ولایت نامتناہی سے اُن کے دل کی زمین سیراب ہوجاتی (رسالہ شریفہ)

اِسی قوم عالی منزلت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "ثم قال یا اباذر اتدری ماغمی وفکری؟...... " ترجمہ۔ اے اباذرؓ تمہیں معلوم ہے کہ میں کس سوچ اور فکر میں ہوں اور کس بات کی طرف میرا شوق لگا ہوا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فکر اور سونچ سے مطلع کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا آہ! میرے بھائیوں کو دیکھنے کا شوق (جو میرے بعد ہونگے)! صحابہؓ نے کہا۔ ہم بھی تو آپ کے بھائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو میرے بعد ہونگے۔ جن کی شان نبیوں کی شان ہوگی۔ اور وہ خدا کے نزدیک شہیدوں کے درجہ پر ہونگے وہ اپنے باپ۔ اپنی ماں۔ اپنے بھائی۔ اپنی بہنوں۔ اپنے بیٹوں سے (محض) خدا کی خوشنودی کے لئے الگ[1] ہوجائیں گے وہ اپنے مال کو خدا کے لئے چھوڑ دینگے[2] اور کمال تواضع کے باعث اپنی ذات کو ذلیل[3] سمجھیں گے۔ خواہشات[4] اور دنیا کی فضول[5] چیزوں کی طرف رغبت نہ کریں گے۔ وہ محبتِ الٰہی کی وجہ سے خدا کے کسی گھر[6] میں جمع ہونگے۔ عشقِ الٰہی میں مغموم[7] ومحزوں رہینگے۔ ان کے دل خدا کی طرف لگے لگے[8] ہونگے۔ اُن کی روحیں اللہ سے واصل[9] ہونگی۔ انکے عمل (خالص) اللہ کے واسطے ہونگے (یعنی خودی و ہستی کی گندگی سے بے لوث رہیں گے)۔

---

[1] ہجرت و ترکِ علائق۔۱۲۔ [2] ترک دنیا۔۱۲۔ [3] توکل و ترکِ خودی۔۱۲۔ [4] ماسوئی اللہ سے پرہیز۔۱۲۔
[5] عزلت خلق۔۱۲۔ [6] ثارہ۔۱۲۔ [7] بیبسی و تسلیمی۔۱۲۔ [8] ذکر دوام۔۱۲۔ [9] دیدار خدا۔۱۲۔ منہ

ان میں سے ایک کا بھی بیمار ہونا خدا کے نزدیک ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے (کیونکہ بیماری سے نسبتی و تسلیمی پیدا ہوکر مدارج میں ترقی ہوتی ہے) اے اباذرا اگر تم چاہو تو اور بھی کہوں عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا۔ ان میں کوئی مر جائیگا تو خدا کے نزدیک اُن کی بزرگی کی وجہ سے (یہ سمجھا جائے گا کہ) گویا کوئی آسمان کا باشندہ مر گیا ہے۔ اے اباذرا اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں ۔عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا اگر ان میں سے کسی کو اُس کے کپڑے کی جُو کاٹیگی تو اللہ تعالیٰ ستر حج اور ستر جہاد کے علاوہ چالیس نبی اسماعیل کو (جو کسی وجہ سے غلام ہوگئے تھے) بارہ بارہ ہزار سے خرید کر آزاد کرنے کا ثواب عطا کرے گا۔ اے اباذرا اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں۔ عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا جب کوئی ان میں سے اپنے اہل[1] وعیال کو یاد کریگا اور اُن کے لئے اُس کے دل میں کسی قسم کی فکر ہوگی تو اُس کے لئے ہر دم ہزار ہزار درجے لکھے جائیں گے۔ اے اباذرا اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا ان میں سے کوئی دو رکعت نماز پڑھے گا تو اُس کی یہ نماز خدا کے نزدیک اُس شخص کی عبادت سے افضل ہوگی جو اُس نے کوہ لبنان (واقع شام) میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر یعنی ہزار برس تک کی ہوگی۔ اے اباذرا اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں عرض کیا ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا۔ ان میں سے کوئی ایک وقت بھی تسبیح پڑھیگا تو اُس کی یہ تسبیح قیامت کے روز دنیا کے تمام پہاڑوں سے بہتر ہوگی جو اُس کے ساتھ ساتھ سونا بن کر چلیں گے (یعنی اسکو بے انتہا ثواب حاصل ہوگا) اے اباذرا اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں۔ عرض کیا ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا ان کے گھروں (یعنی گھاس پھوس کے حجروں) سے ایک گھر کو بھی کسی نے دیکھ لیا تو خدا کے نزدیک اُس کا دیکھنا بیت اللہ کے دیکھنے سے بھی زیدہ پسندیدہ ہے اور جس نے صاحب خانہ (یعنی فقیر دائرہ) کو

[1] اہل وعیال وہی ہیں جو نبی مہدی کے مسلک پر ہوں الی من سلک طریقی (حدیث) ۱۲۔منہ

دیکھا تو گویا اُسنے خدا کو دیکھ لیا۔ اور جس نے اُس کو کپڑا پہنایا گویا اُس نے خدا کو پہنایا۔ اور جس نے اس کو کھانا کھلایا تو یا خدا کو کھانا کھلایا۔ اے اباذرا گر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں عرض کیا فرمایئے۔ حضرت فرمایا جو لوگ گناہوں پر اڑے رہتے رہتے اپنے گناہوں کے سبب بوجھل ہو گئے ہونگے وہ اگر انکے پاس آکر بیٹھیں گے تو خدا کے نزدیک ان برگزیدوں کے علو مرتبت کے باعث جن تک کہ خدا ان گنہگاروں کو (رحم کی نظر سے) نہیں دیکھے اور اُنکے گناہ نہیں بخشے وہ اُن کی مجلس سے انہیں اٹھینگے۔ اے اباذر۔ ان کی ہنسی عبادت۔ اُن کی خوش طبعی تسبیح اور ان کی نیند صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر روز ستر مرتبہ (نظر رحمت سے) دیکھے گا۔ اے اباذر میں ان ہی لوگوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر سر جھکالیا۔ پھر اُٹھایا اور اس قدر روئے کہ دونوں آنکھوں سے آنسو نکل نکل پڑے۔ پھر فرمایا" آہ ! ان کے دیدار کا شوق پھر فرمانے لگے۔" اے اللہ اُن کی حفاظت کرنا اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر اُن کو مدد دینا اور قیامت کے روز میری آنکھیں اُن سے ٹھنڈی کرنا"۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿اَلآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ ترجمہ:۔ سنو جی اللہ کے دوستوں پر نہ (تو کسی قسم کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر[1] ہونگے۔ (۱۲/۱۱)

حضرت رسول اکرمؐ صحابہ مہدیؑ کی شان میں پھر فرماتے ہیں۔

" انی لا عرف اقواما هم بمنزلتی ۔ فقال اصحابه کیف یکون ذلك یا رسول اللّٰه انت خاتم النبی و لا نبی بعدك فقال لیسو امن الانبیاء و الشهداء لکن یغبطهم الا نبیاء و الشهداء هم المتحابون فی اللّٰه " ترجمہ۔ میں یقیناً اُس قوم کے لوگوں کو پہچانتا ہوں جو میرے مرتبہ کے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا اے رسول اللہؐ یہ کیسے ہوسکتا ہے آپ تو خاتم النبی ہیں

[1] رسالہ شریفہ مصنفہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ ۱۲ منہ

اور آپ کے بعد کوئی نبی ہونے ولا ہے نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ انبیا اور شہید تو نہیں ہیں لیکن انبیا اور شہدا اُن کے جیسا ہونے کی آرزو کرینگے اور وہ لِلّٰہ فی اللہ ایک دوسرے پر محبت کرینگے"۔

**فائدہ**:۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا کہ پیغمبر بھی صحابہ مہدی علیہ السلام کا غبطہ کرینگے یہ غبطہ مرتبہ دیدار و مقام یکتائی میں ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "جا یکہ ختمِ ولایتِ مصطفیٰ شود آنجا بعضے ہم مقام انبیا شوند" و بعضے را مقام ابرہیم و موسیٰؑ و عیسیٰؑ وغیرہ علیہم السلام فرمونید"۔ (18) عقیدہ:۔ پھر فرماتے ہیں کہ "مہدی و مہدیان تا نزولِ عیسیٰؑ باشند چیزے عیسیٰؑ را بد ہندو چیزے از عیسیٰؑ بگیرند" (19) عقیدہ:۔ (انصاف نامہ) حضرت رسول اللہؐ اپنے صحابہؓ سے فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عیسیٰؑ سے بیعت کرینگے وہ تمہارے جیسے ہونگے یا تم سے بہتر۔ "ھم مثلکم او خیر منکم" صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو یہ جزئی فضیلت پیغمبروں پر حاصل ہے وہ اُنکی شان نبوت و فضیلتِ کلی پر سبقت نہیں لے جا سکتی۔ اعتقادی بات یہی ہے کہ کوئی ولی کامل حضرت یونس علیہ السلام کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جن کا درجہ پیغمبروں میں سب سے ادنیٰ سمجھا جاتا ہے"۔

## بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہداؓ

## مصنف رسالہ ہٰذا کے جاں نثاروں کی شان

(19) عقیدہ:۔ جنگ بدر ولایت ختم ہونے کے بعد شہدائے کھانبیل و سُدراسن کی روحیں حضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے لائی گئیں۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد بداں دآگاہ باش کہ در حضرتِ ما برابر ایں جماعت ہیچ کدام کساں نیستند" (انتخاب المو الید)۔

(20) عقیدہ:۔ او (سیدنا حضرت مہدی السلام) فرمودہ است "ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامرِ خدا بیان می کنم۔ ہر کہ ازیں احکام یک حرف را منکر

شود عند اللہ ماخوذ گردد"

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "بندجو حکم بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے (معلوم کرکے) اور اللہ (ہی) کے حکم سے بیان کرتا ہے۔ اسلئے جو شخص ان احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہے وہ خدا کے نزدیک گرفتار ہوگا"۔

کیونکہ جوذات خلیفۃ اللہ۔ خلیفہ رسول اللہؐ۔ صاحبِ دعوتِ جمیع جہانیاں۔ تابع تام حضرت رسول علیہ السلام۔ معصوم عن الخطا۔ ماحی رسم وعادت وبدعت۔ قائم الدین۔ صاحبِ خلق عظیم وغیرہ صفاتِ مخصوصہ سے متصف ہو وہ حضرت رسول اللہ کی طرح واجب الاطاعت ہے۔ اس لئے آپ کے ایک حکم کا منکر بھی بلاشبہ کافر ہے۔

(21) عقیدہ:۔ واوذاتِ خویش را بامرِ خدا بہ "مہدیت" اظہار کرد۔ وبرثبوت مہدیت حجت از خدا۔ واز کلام خدا۔ و بموافقتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آورد۔

﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ؕ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ

عَنهُم مَّا كَانُو يَفتَرُونَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُم فِى الاٰخِرَةِ هُمُ الاَخسَرُونَ ۝ اِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُو وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ وَ اَخبَتُوٓا اِلٰى رَبِّهِم لا اُولٰئِكَ اَصحٰبُ الجَنَّةِ ج هُم فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ مَثَلُ الفَرِيقَينِ كَالاَعمٰى وَالاَصَمِّ وَ البَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ط هَل يَستَوِيٰنِ مَثَلاً اَفَلاَ تَذَكَّرُونَ ﴾ (۱۱ ہود، ۲۔۱۷ سے ۲۴) مثلِ ایں ایت دیگر آیتہا بسیار مشہور اند۔

ترجمہ:۔ آپ فرمانِ خدا سے اپنی ذات کو مہدی کہا اور ثبوت مہدیت پر دلیل کے لئے اللہ اور کلام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت بتلائی، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَفَمَن كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ ﴾...... ترجمہ:۔ کیا جو شخص اپنے پروردگار کی راہ روشن (یعنی ولایت محمدیؐ) پر ہو، اور اُس کی نسبت (یعنی مہدی کے آنے اور خاتم ولایت ہونے پر) اُس (خدا) کی طرف سے گواہی دینے والا (قرآن) گواہی دیتا (اور مہدی کے تمام احوال واقوال وافعال پر شاہد) ہو اور (نزول) قرآن سے پہلے کتابِ موسیٰؑ (یعنی تورات) نے (بھی اس امر کی گواہی دی ہو کہ (مہدی) امام ہے اور (دنیا جہاں کے لئے) رحمت ہے۔ یہی لوگ (جن کی روحیں روزِ ازل سے مصدق مہدی ہیں) اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور (دوسرے) فرقوں سے جو (لوگ) اس مہدی موعود کے منکر ہوں تو اُن کے لئے آخری ٹھکانا دوزخ ہے۔ پس (اے محمد یعنی اے اُمت محمد) تم اس (مہدی موعود کی طرف) سے (کسی طرح کے) شک میں نہ رہنا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ (مہدی) برحق ہے (اور تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے ۔لیکن بہت سے لوگ (بعثِ مہدی کے بعد بھی اُس پر) ایمان نہیں لائیں، اور جو (شخص) خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون! یہی لوگ (قیامت کے دن) اپنے پروردگار کی حضور میں پیش کیے جائیں گے اور

گواہ گواہی دینگے کہ یہی ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سنو جی ! (ان) ظالموں پر خدا ہی کی مار جو خدا کے راستے سے (لوگوں کو) روکتے اور اُس میں کجی (پیدا کرنی) چاہتے ہیں اور یہی ہیں جو آخرت سے (بھی) منکر ہیں ۔ یہ لوگ نہ دنیا ہی میں (خدا) کو ہرا سکے اور نہ خدا کے سوا اُن کا کوئی حمایتی (ہی) کھڑا ہوا (تو قیامت میں) ان کو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ (مارے حسد کے) نہ (حق بات) سن سکتے تھے اور نہ (سیدھا راستہ) ان کو سوجھ پڑتا تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے آپ اپنا نقصان کرلیا اور وہ جو (دنیا میں) افترا پردازیاں کیا کرتے تھے (آخرت میں سب) ان سے گئی گذری ہوگئیں (پس) ضرور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ ٹوٹے میں ہونگے ۔ جو لوگ ایمان لائے اور (ایمان لانے کے علاوہ انہوں نے) نیک عمل (بھی) کیے اور اپنے پروردگار کے آگے عاجزی کرتے رہے یہی جنتی لوگ ہیں کہ یہ بہشت میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے (اہل انکار اور اہل تصدیق کے) دو فریقوں کی مثال اندھے اور بہرے اور آنکھوں والے اور سننے والے کی سی ہے ۔ کیا دونوں کی حالت یکساں ہوسکتی ہے! کیا تم لوگ غور نہیں کرتے ۔ (۲/۱۲) (شرح عقیدہ از بندگی میاں سید حسینؒ)

عالم سوری و معنوی بندگی میاں لاڈ شہؒ ولد مبارکؒ مہاجر مہدی علیہ السلام و پیر علامہ عصر بندگی میاں شیخ علائیؒ نے اس آیت کے معنی بڑے دلکش و لطیف پیرایہ میں بیان کئے ہیں جس کے دیکھنے سے آیت مذکورہ کا اصل مفہوم اور زیادہ روشنی میں آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ ﴿ اَفَمَنْ کَانَ ﴾ ''پس ہر کہ باشد مراد از مَنْ اوّل ذاتِ محمد رسول اللہ باشد و تبعاً مہدی و جمیع مؤمنانِ ازلی وغیرہ ہر کس کہ در دین محمدؐ است'' عَلٰی بَیِّنَۃٍ '' بر بینہ یعنی بر ظہورِ ذات با جمیع

صفات یا بر ہدایتِ ایمان و معرفت و بینائی'' مِنۡ رَّبِّہٖ ''از پروردگارِ خویش''
وَیَتۡلُوۡہُ '' ومی خواند برآں بینہ یعنی برآں ظہور خدا ہدایت وایمان و معرفت و
بینائی معنی دیگر پیش می آید۔ آن بینہ را شاہدٌ گواہ قرآن مِنۡہُ از و یعنی از پروردگار
خویش یا بر گواہی قرآن بر آبینہ'' مِنۡ قَبۡلِہٖ '' واز پیش آں قرآن گواہ
بود۔'' کِتَابُ مُوۡسٰۤی اِمَامًا کتابِ موسیٰؑ ''یعنی توریت رہنما بود با ایمان
وتوحید و بینائی'' اُولٰٓئِکَ '' ایشانند یعنی رسول و امّت دے یعنی ملکوتی و جبروتی۔
جبروتی در مرتبہ جبروت وملکوتی در مرتبہ ملکوت ظہور حق را دیدند و معرفِ خدا چشیدند
۔ و جبروتی بمرتبہ جبروت ظہورِ خدا را دیدند و بمعرفتِ خدا رسیدند دلاہوتی بمرتبہ
لاہوت ظہورِ خدا را شناختند و معرفتِ خدا حاصل کردند و بر بینائی خدا رسیدند یعنی
امام وگروہ ہر ہمہ۔ بدیں عبارت ضمیر'' اُولٰٓئِکَ '' راجع باشد بر رسول و امّت و
مہدی و مہدیاں وسائر المومنین کہ بر ظہورِ خدا و بینائی خدا اند کہ ولایت حضرت
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بے واسطہ از حق تعالیٰ فیض می گیرد می دہد۔ و
امّت بواسطۂ رسول علیہ السلام ہدایت یافتند وحق را'' یُؤۡمِنُوۡنَ '' ایمان می آرند
بِہٖ بداں ظہور خدا و ہدایت وایمان و معرفت و بینائی'' وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ '' وکسے کہ
کافر گردد بداں ظہورِ خدا و ہدایت وایمان و معرفت یعنی ہادی و ہدایت را نسبت
بہ کفر کند یا انکار کنند یعنی ظہور خدا نہ بیند'' مِنَ الۡاَحۡزَابِ '' از گردہا'' فَالنَّا
رُمَوۡعِدُہٗ ''پس آتش وعدہ کردہ شدہ اوست اورا''

اس آیت کے جیسی اور بہت سی آیتیں ہیں جہاں'' مَنۡ و اَنَا '' سے مراد
خاص ذاتِ مہدی موعودؑ ثابت ہوتی ہے اور خود حضرت مہدی علیہ السلام نے
بھی مَنۡ کو اپنی ذاتِ مبارک سے منسوب ومخصوص کیا ہے۔ مثلاً'' قُلۡ ھٰذِہٖ
سَبِیۡلِیۡ '' (۱۲ یوسف ۱۰۸)(22) عقیدہ:۔ '' قُلۡ اَیُّ شَیۡءٍ '' (۱۹/۱۶) (23)
عقیدہ:۔'' فَاِنۡ حَآجُّوۡکَ '' (۱۹/۳)(24) عقیدہ:۔ وَکَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَا

(۴۲/۵۳)(25) عقیدہ:۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ (۳۵/۳۲ سے ۳۵)(26) عقیدہ:۔ ''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (۲/۱۸۹ سے ۱۹۴)(27) عقیدہ:۔ ''هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ (۲/۲۲ سے ۴)(28) عقیدہ:۔ وغیرہ وغیرہ (معرفت مہدی المشہور رسالہ شریفہ)۔

(29) عقیدہ:۔ و فرمود ''ہر کہ از مہدیت ایں ذات منکر شود او از خدا واز کلام خدا و از رسول وے صلی اللہ علیہ وسلم منکر باشد''

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس ذات کی مہدیت کا منکر ہے وہ خدا اور قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے'' پس حسب الحکم شریعت محمدیؐ منکرِ مہدی بلاشبہ کافر ہے۔

(30) عقیدہ:۔ فرمود کہ ''این احکام در خلق اظہار کردن ماور گشتیم''

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ''ہم یہ احکام لوگوں میں ظاہر کرنے کی غرض سے مامور ہوئے ہیں''۔

(31) عقیدہ:۔ دکسے کہ بہ احادیث وے راپیش محبت آور وفرمود کہ ''در احادیث اختلاف بسیار است ایں صحیح شدن مشکل است ہر حدیثے کہ موافق با کتاب خدا و حالِ ایں بندہ باشد آں صحیح است چنانچہ حضرت مصطفیٰ فرمودہ است ''ستکثر لکم الا حادیث من بعدی فاعرضوا علیٰ کتاب اللہ فان وافقوا فاقبلوا والافردوا ''(32) عقیدہ:۔ وبعضے احادیث را بیان ہم فرمود۔ آن خلافِ عقیدہ وفہم ایشاں آمد۔ وکسانے کہ ایں حدیث پیش حجت آوردند کہ ''یملأ الارض قسطا وعدلا کماملئت جورًا وظلماً''یعنی ہمہ عالم مہدی را ایمان بیارو واطاعت کند۔ جواب فرموند کہ ''ہمہ مؤمناں ایماں آوردند واطاعت کردند''

ترجمہ: جو شخص آپ سے سندِ احادیث کے بل پر حجت کرنے لگا تو فرمایا کہ حدیثوں میں بہت (ہی) اختلاف ہوگیا ہے ان کا صحیح ہونا مشکل ہے۔ جو

حدیث قرآن مجید[1] اور اس[2] بند کے حال کے موافق ہو وہ صحیح ہے۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ستکثر لکم و لا حادیث...... ترجمہ:۔ میرے بعد تمہارے لئے حدیثیں کثرت سے بڑھ جایں گی۔ ان کو قرآن پاک سے ملاؤ اگر موافق ہوں تو مان لو ورنہ رد کردو"۔ آپ نے چند حدیثیں بھی بیان فرمائیں جو لوگوں کو اُن کے عقیدہ کے خلاف اور سمجھ سے الٹی نظر آئیں۔ اور جو لوگ اس حدیث کو حجت کے طور پر لائے کہ "یملا الارض ........." ترجمہ جس طرح زمین ظلم وستم سے بھر گئی (امام مہدی) عدل وانصاف سے بھر دینگے"۔ یعنی تمام جہان مہدی پر ایمان لائیگا اور آپ کی اطاعت کریگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ "کل مومنین (جن کی روحیں روز ازل سے مومن تھیں) ایمان لائے اور اطاعت کی" کماقال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا ط اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ o وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ (۱۰ یونس ۱۰/۸۱) ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے آدمی روئے زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرسکتے ہو کہ وہ (سب کے سب) ایمان لے آئیں، اور بے حکم خدا کسی شخص کے اختیار میں نہیں ہے کہ ایمان لے آئے، اور خدا (کفر کی) گندگی اُن ہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو (ایمان کے بارے میں کھلی کھلی دلیلیں سمجھنے میں بھی) عقل کو کام ہیں نہیں لاتے"۔ (۱۱/۱۵)۔

(33) عقیدہ:۔ ودرحق گرویدگاں ایں آیت فرمود ﴿فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا﴾ (۳ آل عمران ۲۰/۱۹۴)۔ (34) عقیدہ:۔ ایں صفتہا کہ دریں آیت مذکور است درحق مہدیاں داشت وفرمود کہ "ایں ہمہ علامات درایشاں موجود شد مگر یک صفت کارزار ماندہ

است'' آں را بمشیتِ حق تعالیٰ داشت۔ ہر کہ موافق ایں آیت باشد واز جملہ مہدیاں باشد۔

ترجمہ:۔ آپ نے مصدقوں کے حق میں یہ آیت پڑھی" فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا ''......ترجمہ ''جن لوگوں نے ہجرت (وطن) کیا اور گھروں سے (جو دائرہ میں تھے) نکلے گئے اور اللہ کے رستے میں ایذائیں دیئے گئے، اور کافروں سے لڑے (اُن کو مارا) اور (خود بھی) مارے گئے'' (۴/۱۱) جو چار صفتیں کہ اس آیت میں بیان ہوئی ہیں یعنی ہجرت۔ اخراج۔ ایذا اور قتل وہ مہدویوں کی شان میں بتلائیں اور فرمایا کہ ''یہ سب علامتیں ان میں موجود تھیں لیکن ایک جنگ کی صفت باقی ہے'' جس کو ارادۂ ایزدی پر اُٹھا رکھا پس جو شخص اس آیت کے موافق ہو جمیع مہدیوں (یعنی اصحابِ ہدایت) میں داخل ہے''۔

(35) عقیدہ:۔ یہ چاروں صفتیں اصالتاً سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کی ہیں اور تبعاً وحکماً گروہ مقدسہ کی جن میں تین صفتوں کی نسبت تو آپ نے ناگور میں بیان قرآن کے وقت فرمایا کہ " فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا شد۔ وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ شد۔ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ شد۔ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا کہ ماندہ است انشاء اللہ خواہد شد'' (36) عقیدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین امر تو ہو گئے اب چوتھا امر جو کہ جہاد فی سبیل اللہ ہے باقی رہا۔ اس کا وقوع بھی اوّل الذکر تین کی طرح لازمی ہے اس لئے آپ کی ذاتِ مبارک سے ہونا ہی چاہئے لیکن دوسرے پہلو پر آپ علماء کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ''پانی کا کام ڈبانا ہے آگ کا کام جلانا اور تلوار کا کام کاٹنا ہے لیکن کوئی شخص ان کے ذریعہ سید مہدی پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے'' چنانچہ میر ذوالنون حاکم فرح (واقع افغانستان) نے آپ پر تین وقت تلوار کا وار کیا اور تینوں وقت ہاتھ

شل ہو گیا اور بالآخر بے ہوش ہو کر گر پڑا میر ذوالنون کا مقصد یہی تھا کہ (معاذ اللہ) اگر آپ مہدی کاذب ہیں تو خس کم جہاں پاک ایک ہی وار میں کام تمام کر دونگا اور اگر سچے ہیں تو آپ پر کچھ اثر نہ ہوگا۔

پس جبکہ کوئی شخص تلوار سے آپ پر قادر نہیں ہوسکتا تھا تو فرمانِ خدا سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ نظیر مہدی۔ صدیق مہدی۔ فانی فی الذاتِ مہدی کو اپنا بدلہُ ذات بنا کر فرمایا کہ۔

''بھائی سید خوندمیر صفتِ قاتلوا وقتلوا[1] جو میری ذات کا خاصہ ہے تم سے ظہور میں آئیگی اور اس بار امانت کے حامل تم ہی ہوگے''

اس لئے بندگی میاں سید خوندمیرؓ بدلہُ ذات مہدی ہوئے۔ بدلہُ ذات مہدی وہی شخص ہوسکتا ہے جس میں ویسی ہی قابلیت و استعداد اور ویسے ہی کمالاتِ صوری و معنوی پائے جائیں۔ خواہ وہ کمالات تبعاً ہی کیوں نہوں۔ چونکہ حضرت شاہ خوندمیرؓ میں یہ کمالات موجود تھے اس لئے سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کی اس صفت خاص کے آپ ہی حامل و عامل ہوئے۔

امام الامام حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی اس صفتِ خاص کو اپنے صدقِ مہدیت پر بطور دلیل قطعی فرمایا کہ۔

(37) عقیدہ:۔ ''بھائی سید خوندمیر اگر تمام جہان ایک طرف ہو ایک طرف تم اکیلے رہ جاؤ اور ایسی حالت میں تمام جہان تم پر ٹوٹ پڑے اُس وقت اگر سب کے سب بھاگ جائیں تو (سمجھ لو کہ) میں (سچا) مہدی ہوں''

رانا سانگا کا فوج جرار کیساتھ ۹۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷ ہجری میں جابجا افواجِ سلطانی سے

---

[1] حسنِ موافقت۔ ایں صفت وَقَاتَلُوْ اَوْ قُتِلُوا البعد وصال مہدیؑ بہ کہ ظہور پذیرد؟ بمیاں سید خوندمیر (شرح عقیدہ) ایضاً سنہ وصال مہدی'' خوندمیر'' ۱۰۳+۷۴+۱۹۰=۱۰۸۷ (انتخاب الموالید)۔۱۲

مقابلہ کرنے اور تخت و تاراج کا سُن کر بندگی میں سید خوند میرؓ نے ثبوت مہدی میں فعلی پیشن گوئی کے طور پر سلطان مظفر ثانی ابن سلطان محمود بیگڑہ کو یہ پیغام بھیجا کہ۔

''میں اس شرط پر رانا سانگا سے اکیلا مقابلہ کر کے اُس کی تمام فوج کو بھگا دینے پر آمادہ ہوں کہ آپ فتح کے بعد حضرت سید محمد مہدی موعود جون پوری کی تصدیق کرلیں'' (ق)

بادشاہ نے اس امر کو پسند کیا لیکن امرا اور ملاؤں کی اس گزارش پر کہ ''ان مہدوی فقیروں میں کچھ ایسا جادوئی اثر ہے کہ بلا شبہ یہ لوگ دشمن کی فوج کو بھگا دینگے لیکن ساتھ ہی اس امر کو بھی بالیقین مان لیں کہ کل کہ روز حضور کو بھی تخت سے اُتار کر خود سلطان بنجائیں گے۔ متحدہ زبانوں سے یہ کلام سُن کر بادشاہ خاموش ہورہا اور بندگی میاںؓ کو کچھ جواب نہ بھیجا۔ (دفتر اوّل رکن ۵۔ باب ۴)

اس وقعہ کے کچھ عرصہ بعد بندگی میاں سید خوند میرؓ نے الزام کے طور پر پھر سلطان مظفر ثانی کو کہلایا کہ

''تمام گجرات کی فوج جو قریباً پانچ لاکھ سنی جاتی ہے اگر ہم گنتی کے فقیروں سے مقابلہ کرے اور پہلے روز شکست پائے تو جان لو کہ مہدی موعود برحق ہیں اور آپ کو تصدیق کرنا لازم ہوگا''۔

لیکن ملاؤں کا زور اُس وقت بہت بڑھا ہوا تھا۔ بادشاہ کے کان میں کچھ ایسی باتیں پھونکیں کہ سلطان مظفر حضرتؓ کے پیغام سے انجان ہو گیا اور کچھ جواب نہ بھیجا (دفتر اوّل رکن ۵۔ باب ۴)

ملاؤں کی روزانہ افترا پردازیوں اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ثبوت میں بندگی میاں سید خوند میرؓ کی زبان سے ایسے شجاعانہ کلمات سُن کر سلطان خوف زدہ ہوا اور بالآخر فوجِ کثیر عین الملک کی زیر سرداری ثانی امیر حضرت سید خوند میرؓ کے مقابلہ کو چاپانیر سے روانہ کی۔

بروزِ چہارشنبہ ۱۲ شوال ۹۳۰ھ ۱۵ اگست ۱۵۲۴ء بمقام کھانبھیل جہاں آپ کا دائرہ تھا اور جو پٹن (نہر والہ) سے گیارہ کوس جنوب میں ہے پہلا جنگ[۱] ہوا اور حسب پیشن گوئی حضرت مہدی علیہ السلام پینتالیس ہزار (45000) فوج سو (100) فقیروں کے مقابلہ میں تاب نہ کر بھاگ گئی جس میں آٹھ ہزار مارے گئے اور فقرائے حزب اللہ میں اکتالیس (41) شہید ہوئے۔

دوسرے جنگ میں جو تاریخ ۱۴ شوال ۹۳۰ھ روز جمعہ کو بمقام سدراسن واقع ہوا جو پٹن سے مغرب میں بارہ کوس ہے آپ شہید ہوئے اور حسب پیشن گوئی حضرت مہدی علیہ السلام آپ کا سر۔ پوست اور جسم تینوں الگ الگ تین جگہ دفن کئے گئے یوں حضرت مہدی علیہ السلام کی فعلی پیشن گوئی جو آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی مہدیت کی بدیہی دلیل حضرت سید خوندمیرؓ کے شہید ہونے پر موقوف تھی صادق آئی۔ اس لئے حضرت سید خوندمیر الشہدؓ کو خاتم الحجۃ المہدی اور زبانِ تصوّف میں مظہر خاتمینؑ کہتے ہیں۔

اسلئے حضرت سید خوندمیر سید الشہداء کو خاتم الحجۃ المہدی اور زبان تصوف

---

[۱] مراۃ سکندر۔ مرآۃ احمدی۔ تاریخ بہادر شاہی وغیرہ تواریخ گجرات میں اِس جنگ عظیم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس لئے بادی النظر میں غیر مسلمین بلکہ منکرین مہدیؑ کو بھی اس کا وقوع مشتبہ یا غلط معلوم ہوگا۔ لیکن ذرا اندر اُتر کر بنظر تحقیق دیکھنے سے یہ راز کھل جاتا ہے کہ اگر یہ مورخیں مصدق مہدی موعود جن پوری ہوتے تو اُن کو طبعاً مذہب مہدویہ کے واقعات سے دلچسپی ہوتی۔ دوسرے یہ کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کی پاسداری فطرتاً ہوا کرتی ہے۔ اس لئے جو بات اپنے اعتقادات کے خلاف دیکھی یا جس میں اپنے بزرگوں کی تحقیر اور اُس زمانہ کے دنیا دار علماء و ہوا پرست مشائخ کی تذلیل سبھی جس سے مؤرخ کا سلسلہ تعلیم ارادت متعلق تھا تو ان صورتوں میں انہوں نے ارادتاً واقعات کو لکھا ہی نہیں یا لکھا تو ایسا لکھا کہ اپنے ذاتی خیالات کا رنگ چڑھا کر اُس کو بدنما بتایا تا کہ لوگ مذہب مہدویہ سے ہمیشہ متنفر رہیں۔ الفنسٹن صاحب نے جو بڑے پایہ کے مورخ و محقق مانے جاتے ہیں اپنی تاریخ ہندوستان (بزبان انگریزی) میں ہم مہدویوں کو نسبت جمال خاں پنی پٹھان کے حالات کے ضمن بلا تحقیق لکھ دیا کہ ''اس فرقہ کو غیر مہدیہ کہتے ہیں'' عربی داں الفنسٹن نے معنی پر بھی نظر نہ کی کہ بھلا کوئی مسلمان اپنے کو غیر مسلم یا غیر محمدیؐ کہے گا!! اگر چہ اس یورپین مورّخ نے چندسال بحیثیت گورنر ممبئی ہندوستان میں رہ کر ہندوستان

میں مظہرِ خاتمینؑ کہتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کے مذاہب و معاشرت کا خاص طور پر تجربہ حاصل کیا تھا غیر ملکی سمجھ کر جانے دو لیکن صاحب فرشتہ نے امام الانام حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا سال وصال جو ۹۶۰ ہجری بتایا کس تاریخ سے یا کس مہدوی سے دریافت کر کے لکھا! حالانکہ آپ کا وصال ۹۱۰ ہجری میں ہوا ہے۔ اسی طرح صاحب مرآۃ سکندری نے بھی جو دل میں آیا لکھ دیا اور صاحب مرآۃ احمدی نے تو سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کو بلا ارادہ یا بلا تحقیق فرقۂ نور بخشیہ سے منسوب کرنے ہی پر اکتفا نہ کر کے قلم اجتہاد ہاتھ میں لے کر مصدقین مہدی علیہ السلام کو گمراہ و بدعتی بتایا اور ان سے بھی اک قدم آگے بڑھ جانے والے مولوی فضل اللہ بن لطف اللہ سورتی سابق نائب دیوانِ ریاست راھن پور (گجرات) نے باوجودے کہ پالن پور میں آمدورفت کی وجہ سے ہم مہدویوں کے حالات سے خوب واقف تھے تاریخ مرآۃ سکندری کا انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت سرے سے حضرت مہدی علیہ السلام کے حالات کا پیرے گراف ہی اُڑا دیا۔ کیا لائق مترجم اپنے ترجمہ میں ایسی خیانت کرے گا! صرف تاریخ تحفۃ الکرام (فارسی در ۳ جلد) میں سیدنا مہدیؑ۔ عالم اجل میاں شیخ دانیال جونپوری۔ دریا خاں سپہ سالار جام شیخ صدر الدین ساکن ٹھٹھ ۔میر ذوالنون والی فرح (خرساں) وغیرہ کے حالات صحیح صحیح لکھے ہیں۔ (یہ کتاب راقم ہیچمداں کے پاس موجود ہے) تاریخ بہادر شاہی جو خود سلطان بہادر شاہ ابن سلطان مظفر ثانی کے عہد میں لکھی گئی بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی شہادت کا عظیم الشان و حیرت انگیز واقعہ جو سلطان بہادر شاہ کی تخت نشینی سے صرف دو ہی برس قبل خود مورخ اور سلطان دونوں کی آنکھوں کے سامنے ہوا کیوں قلم انداز کیا گیا ؟...... بندگی میاں سید علی فرزند سید حضرت مہدی علیہ السلام کو احمد آباد بھدر کی دیوار میں زندہ درگور کیا جن سے کوئی پولیٹکل گناہ صادر نہیں ہوا تھا اسی طرح آپ کے بڑے بھائی بندگی میاں سید محمود رضی اللہ عنہ کو محض اس وجہ سے کہ لوگوں کو ترکِ دنیا کی ترغیب و دیدارِ خدا کا شوق دلا رہے ہیں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں احمد آباد ۹۱۸ ہجری میں قید کیے گئے۔ ان اہم واقعات سے مورخین کیوں خاموش ہیں۔ اسی طرح شہنشاہ اکبر عادل نے جبکہ ۱۵۷۳ء میں احمد آباد آیا تو عالم اجل پیر طریقت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ پٹنی گجراتی کو محض مذہبی تعصب کی وجہ سے اڑھائی برس جو قید رکھا عبد القادر بدایونی کے سوا دوسرے مورخین نے اس واقعہ کو کیوں نظر انداز کر دیا؟...... پیشوائے دین بندگی میں سید محمود خاتم المرشدینؓ اکبر کے حضور ۹۸۰ ہجری میں احمد آباد بلوائے گئے۔ بادشاہ کے حضور علما سے مباحثہ ہوا جس میں وہ لاجواب ہو گئے اس تاریخی واقعہ کا صاحب مراۃ سکندری و احمدی نے سرسری ذکر بھی کیوں نہیں کیا؟ اسی طرح ہم دریافت کرتے ہیں کہ عالم صوری و معنوی بندگی میاں شاہ عبد المجید مہاجر مہدیؑ کے واقعہ شہادت جو ۹۱۸ میں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں اور حضرت سید راجو کہ واقعہ شہادت کو جو ۱۰۵۶ھ میں صوبہ داری اورنگ زیب کے زمانہ میں سرزمین احمد آبد میں ہوئے ان اہم واقعات کے صحیح بیان سے تواریخ گجرات کیوں معرا ہیں! بات یہ ہے کہ اگر کسی مہدوی نے تاریخ گجرات لکھی ہوتی تو یہ سب واقعات صحیح اور تفصیل سے بیان ہوتے۔ ۱۲ منہ

# کرشمہ قدرت...... معجزہ مہدیؑ

جنگِ اوّل میں طلوعِ آفتاب سے ظہر تک سخت معرکہ آرائی رہی جس میں صرف وہ ۱۴ جاں نثار شہید ہوئے جو دائرہ کی حفاظت کے لئے دائرہ کے پھاٹک پر اس ہدایت کے ساتھ رکھے گئے تھے کہ کسی حالت میں بھی اس خط کے باہر (جو حضرت ثانی امیرؓ نے اُس وقت کھینچ دیا تھا) قدم نہ رکھنا۔ اس لئے حسب فرمانِ حضرت صدیق ولایتؓ کسی نے بھی حدِ فاصل سے آگے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ نہ کیا اور سب کے سب اُسی خط کے اندر شہید ہو گئے ، لیکن ان شہدا کے علاوہ برخلاف عام قاعدہ جنگ فقرائے حزبُ اللہ سے ایک شخص بھی باوجودیکہ قلبِ فوج میں گھُس گھُس کر جنگ کرتا تھا شہید نہ ہوا۔

اسی طرح جنگ ثانی میں بھی یہ بات سخت حیرت انگیز ہے کہ فقرائے مہدویہ سے بہ استثنائے بندگی میاں سید جلالؓ جن کا حضرت اسماعیلؑ کی طرح ذبیح اللہ ہونا تھا ایک جاں باز بھی دشمن کی فوج میں نہیں مرا بلکہ ہر جاں نثارِ بندگی میاں جنگ کرتے کرتے بالآخر دشمن کی قلب فوج سے نکل کر اپنے آقا کے قدموں پر مثل پروانہ کے گر گر کر شہید ہوتا تھا۔

یہ ایسی نظیریں ہیں جو دنیا کی کسی پولیٹکل یا مذہبی تاریخ میں نہیں پائی جاتیں۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس چیز کا ظاہر ہے اُس کا باطن ہوا کرتا ہے۔ گلاب کا

پھول ظاہر ہے تو اُسکا باطن خوشبو ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی بھی کئی بطن ہیں اور ہربطن میں اُسکے معنی اپنے طور پر صحیح ہوتے ہیں۔ چنانچہ بندگی میاں سید نور محمد ستون دین ابن حضرت خاتم المرشدینؓ نے اپنے خلیفہ بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزمانؓ کیلئے عربی میں اِنَّا اَنزَلنَا کا بیان مسلک مہدویہ کے طور پر[1] لکھ کر عنایت کیا اُس میں آیۂ ''فَالَّذِینَ ھَاجَرُوا'' کے معنی آپ نے اس طرح لکھے ہیں۔

''فَالَّذِینَ ھَاجَرُوا'' یعنی ناسوت سے نکلے

''وَاُخرِجُوا مِن دِیَارِھِم'' یعنی ملکوت سے آگے بڑھائے گئے۔

''وَاُوذُوا فِی سَبِیلِی'' یعنی جبروت میں صفات کی تجلیات چکھیں جو تجلیات ذات کے مقابلہ میں ایذا ہیں۔ وحسنات الابرار سیئاتِ المقربین۔

''وَقَاتَلُوا وَ قُتِلُوا'' یعنی لاہوت میں موہوم نسبتوں اور اضافتوں کو مٹا کر مقام فناء الفنا سے بقاء البقا کو پہنچ گئے۔

(38) عقیدہ:۔ ہر کہ مہدی را قبول کردہ است واز ہجرت وصحبت وے باز ماندہ است اور حکم منافقی بدیں آیت کرد۔ ''لَا یَستَوِی القٰعِدُونَ مِنَ المُؤمِنِینَ غَیرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ المُجٰھِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ بِاَموَالِھِم وَ اَنفُسِھِم ط فَضَّلَ اللّٰہُ المُجٰھِدِینَ بِاَموَالِھِم وَ اَنفُسِھِم عَلَی القٰعِدِینَ دَرَجَةً ط وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الحُسنٰی ط وَ فَضَّلَ اللّٰہُ المُجٰھِدِینَ عَلَی القٰعِدِینَ اَجرًا عَظِیمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنہُ وَ مَغفِرَةً وَّ رَحمَةً ط وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُورًا رَّحِیمًا''

(۴سورہ نسا ۱۳/یعنی ۹۵۔۹۶)

---

[1] ماخوذ از بیاض مرشدی حضرت سید سعد اللہ عرف سید نجی میاں صاحب اکیلوی حیدر آبادی مصنف زبدۃ العرفان (اُردو۔ چھ جلدوں میں) ماہیت کلمہ وغیرہ وغیرہ۔۱۲

ترجمہ:۔ جس نے امام الانام حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق تو کی لیکن ہجرت اور صحبت سے باز رہا تو اُس کو اس آیت سے آپ نے منافق کہا۔ "لَا یَستَوِی الْقَاعِدُوْنَ "......ترجمہ:۔ جن مسلمانوں کو (کسی طرح کی) معذوری نہیں اور وہ (جہاد سے) بیٹھ رہے (تو ایسے لوگ درجہ میں اُن لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے) جو اپنے مال وجان سے خدا کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں (خواہ جہاد اکبر ہو یعنی اپنے نفس کے ساتھ۔ یا د جہادِ اصغر ہو یعنی کافروں کے ساتھ) اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو (عذر شرعی کی وجہ سے جیسے بیمار۔ بوڑھا۔ اندھا۔ لنگڑا) بیٹھ رہنے والوں پر درجے کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے اور (یوں) خدا کا وعدۂ نیک تو سب ہی (مؤمنین) سے ہے اور اللہ نے ثوابِ عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو (بوجہ عذر معقول) بیٹھ رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے۔ یہ (مؤمنین کے) مدارج ہیں (جو) خدا کے ہاں سے (ٹھہرے ہوئے ہیں) اور اُس کی بخشش اور مہر ہے، اور اللہ (معذورین کے گناہ بخشنے والا (اور اُن پر) مہربان ہے" (۱۰/۵)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگ بتائے۔

۱:۔ مجاہدین فی سبیل اللہ

۲:۔ وہ قاعدین جو عذر شرعی یعنی اندھے۔ لنگڑے۔ بیمار۔ اور ضعیف العمر ہونے کے باعث جہاد میں نہ جاسکے لیکن گھر بیٹھے بہت افسوس کرتے رہے کہ ہم ایسی نعمت سے بے بہرہ ہیں۔

۳:۔ وہ قاعدین جو اچھے جوان اور تندرست ہوتے ہوئے بلاوجہ معقول بیٹھے رہے تیسری قسم یعنی قاعدین بلا عذر کو آنحضرتؐ نے منافق کہا "مَـــن

ھاجر معی فھو مؤمن و مَن لَّمْ یَھاجر معی فھو منا فق ''اور منافق کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ '' ترجمہ:۔ کچھ شک نہیں کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہونگے ۔(۴ نسا ۱۲/۱۴۵) اب مؤمنین میں رہے دو ہی قسم کے لوگ مجاہدین اور قاعدین بالعذر۔ بس ان ہی دو کے لئے دَرجات ثواب ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''قد رجعنا من الجھاد الاصغر الی جھاد الاکبر۔ قیل ما جھاد الاکبر یا رسول اللہ ۔قال ھی مع النفس '' ترجمہ:۔ ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ آئے۔ پوچھا یا رسول اللہ جہادِ اکبر کسے کہتے ہیں؟ فرمایا! اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا''۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑا جہاد وہی ہے جو رات دن اپنے نفس کے ساتھ کیا جائے۔

سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کی عادت مبارک تھی کہ کسی کا بھی کلام ہو اگر معنی خیز ہے تو آپ اپنی زبان دُرفشاں سے ادا فرماتے۔ چنانچہ آپ اور صحابہؓ اکثر فرمایا کرتے کہ

تلسی رن میں جھوجھنا ایک گھڑی کا کام

نِت اُٹھ مَن سے جھوجھنا بن کھانڈے سنگرام

ترجمہ:۔ اے تلسی داس میدان جنگ میں جہاد کرنا صرف ایک گھڑی کا کام ہے لیکن ہر روز اُٹھتے ہی نفس سے مقابلہ کرتے رہنا جہادِ بے شمشیر ہے'' انصاف نامہ باب ۱۶

بعض لوگوں کے یہ کہنے پر کہ ''صرف ہجرت باطنی ضروری ہے ''(39) عقیدہ:۔ سیدنا مہدیؑ نے فرمایا ''جب تک کہ اوّلاً ظاہری گھروں سے ہجرت نہ کریں باطنی ہجرت حاصل نہیں ہوتی بلا ہجرتِ ظاہری ہجرت باطنی شاذ و

نادر ہی نصیب ہوتی ہے کہ النادر کالمعدوم ہے“ (انصاف نامہ باب ۷)۔

کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے ہم مذہب۔ ہم خیال۔ ہم طریق لوگوں کے سوا دوسرے دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقاتِ دنیاوی رکھنے و نیز اہل کسب قرابت داروں سے بھی میل جول رہنے کے باعث آئے دن نئے نئے موانعات پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔

مثلاً مولوی صاحب اوّل وقت میں عصر کی نماز پڑھ کر یادالٰہی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور طلبی ہوئی کہ چلو حضرت تسمیہ خوانی میں۔

پیرومرشد۔ آج معمول کے خلاف طلوعِ آفتاب سے پہلے کیوں مصلّٰی اُٹھالیا گیا؟ میاں۔ کیا کروں۔ میرے خلیرے بھائی کا شب گشت ہے اگر نہیں جاؤں تو بُرا لگے گا۔

مغرب کے بعد ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ آج ذاکرین خدا سے مسجد کیوں خالی پڑی ہے۔ جواب ملا کہ سب فقراء سکندر آباد کھانے کی دعوت میں گئے ہیں۔

نماز تہجد کے بعد بار بار غوطے مارتے دیکھ کر رفیق کہتا ہے۔ میاں صاحب۔ آج اس قدر اونگھ کیوں غالب ہے؟ بھئی۔ اسی وجہ سے کہ منگنی اور پان کی رسم سے رات کو بارہ بجے آئے۔

اس کے علاوہ گھر اور مسجد محلّہ یا رستہ پر ہونے کیوجہ سے دن بھر شور وغوغا رہا ہی کرتا ہے۔ کوئی فحش گیت گا رہا ہے کوئی جھگڑ رہا ہے۔ کوئی بلند آواز سے لایعنی باتیں کر رہا ہے۔ کوئی کچہری سے تھکا ہارا آکر ہارمونیم بجا رہا ہے۔ کہیں لڑکے کا تولد ہونے کی خوشی میں ڈھولک بج رہی ہے۔ کہیں ماتا کی منت کے موقع پر ناچ رنگ ہو رہا ہے۔ غرض یہ ایسے اسباب ہیں جس کی وجہ سے عبادت میں دلجمعی نہیں

ہوتی بلکہ اکثر اوقات سلطان اللیل وسلطان الہنار "بِالْغُدُوِّ وَالْآصَال۔ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَار" جیسے اوقاتِ مفروضہ سے منہ موڑ کر دنیاداروں کی طرف کیا جاتا ہے ۔اتنی جُرأت نہیں ہوتی کہ اسٹیشن ماسٹر کی طرح کہدیں کہ جناب یہ وقت میری ڈیوٹی (ادائے فرض کا ہے) اس لئے نہیں آسکتا۔ معافی چاہتا ہوں۔ پس جہاں عبادت الٰہی میں خلل ہوا تو ہجرت جس کو ترکِ علائق بھی کہتے ہیں فرض ہوگئی۔ یہ خلل ایسا ہے جو حسبِ فرمان حضرت مہدی علیہ السلام ہجرت کئے بغیر ہرگز ہرگز دور نہیں ہوسکتا۔

ہجرت اور صحبت کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے گروہ کی صفت بتایا ہے جو سیدنا کے لئے اصالتاً اور آپ کے بعد تبعاً وحکماً ہر فرد مصدق پر تا قیامت فرض ہے۔ مولوی احمد شہ قدن احمد آبادی کو ہجرت نہ کرنے اور صحبت سے بے فیض رہنے پر آپ نے "سرمنافق" کہا۔(40) **عقیدہ**:۔ قاضی خاں اور بی بی شکر خاتون وغیرہ فقر وفاقہ کی تاب نہ لاکر ٹھٹھ (سندھ) سے سیدنا مہدی کی صحبتِ فیض اثر سے نکل گئے تو حضرت نے اُن کو بڑے تہدیدی الفاظ کے ساتھ منافق" کہا۔(41) **عقیدہ**:۔اور اور بندگی میاں شاہ نظامؓ کو جو کرایہ کے بچت پیسے دینے کو جارہے تھے فرمایا "مت جاؤ کھاجاؤ۔ اگر اللہ تم سے پوچھے تو بندہ کا دامن پکڑنا ۔(42) **عقیدہ**:۔ وہ مہدی سے مونہ پھیر کر گئے۔ اگر اللہ قوت دے تو ان کے پاس سے ذرّہ ذرّہ چھین لوں"۔۔ یہ لوگ تصدیق مہدی سے نہیں پھرے تھے بلکہ صحبت سے دور ہوکر گجرات اپنے سگوں میں جارہے تھے۔ (انصاف نامہ باب ۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" ترجمہ:۔ مسلمانو۔ اللہ سے ڈرو اور صادقین کی صحبت میں رہو۔ ہر زمانہ میں

صادق۔کاذب۔منافق۔عمل میں سست عبادت میں چُست سب ہی قسم کے لوگ رہتے ہیں اس لئے سب کو چھوڑ کر صادق یعنی مرشد کامل کا صحبت میں رہنا ہر طالب خدا کا فرض ہے۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے غیر مہاجرین کو یعنی ترکِ دنیا کر کے جب تک دائرہ میں نہ آتے کبھی مصدق نہیں کہا بلکہ ان کو قاعدین۔لسانی اور دنیادار ہی کہتے (انصاف نامہ باب ۸) آپ فرماتے ہیں کہ ''مصدق مہدی وہی ہیں جن کے اقوال۔ افعال اور احوال موافق ہوں'' (ق) پھر فرماتے ہیں کہ ''تصدیق مہدی میں وہی لوگ صادق ہیں جن کے صفات اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ ''لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهَاجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَ اَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانًا وَّ يَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ'' (۵۹سورہ حشر ۱/۸)۔ترجمہ:۔(مال میں) فقرائے مہاجرین کا (حق) ہے جو اپنے گھروں اور مال سے بے دخل کئے گئے (اور وہ) خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہوئے اور اللہ اور اُس کے رسول کی مدد کر رہے ہیں یہی لوگ (ایمان میں قولاً۔فعلاً۔اعتقاداً) صادق ہیں (۴/۲۸)۔(ق)

پس جس میں یہ صفات نہ پائی جائیں اُسے مصدق نہیں کہنا چاہیئے''۔ایسے لوگوں کو شاہ خوندمیر و دیگر صحابہؓ لسانی و مجازی مصدق اور دنیادار کہتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰكِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَ لَمَّا يَدۡخُلِ الۡاِيۡمَانُ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ'' (۴۹ حجرات ۲/۱۴)۔ترجمہ:۔عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے (اے پیغمبران سے) کہہ دو کہ تم ایمان

نہیں لائے۔ہاں (یوں) کہہ کہ ہم مسلمان ہو گئے۔اور ایمان کا تو ہنوز تمہارے دلوں میں گذر تک بھی نہیں ہوا (۱۴/۲۶)۔(ق)۔

بندگی میاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر کہ ترکِ دنیا کہ دہ است و ہجرت برائے صحبت از وطن نمی کند آں کس مساوی است در ترکِ دنیا و طلب دنیا ۔بروے فرض است کہ ہجرت کنند و خود را در صحبت مرشد رسانند (انتخاب المولید) (ق)۔

بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کا دائرہ جبکہ شہر ناگور (راجپوتانہ) میں تھا آپ کا فقیر میاں علی ڈھولکیہ کا انتقال ہوگیا۔مرحوم کے پاس پچاس فیروزیاں نکلیں۔سیدنا مہدی علیہ السلام کے اس فرمان کی بناء پر کہ ''تارکِ ہجرت و محبت منافق ہے'' آپ نے فرمایا'' دائرہ کے فقرائے مہاجرین میں سویت کردو۔یہ ان ہی کا حق ہے'' حالانکہ میاں علی مرحوم کا بیٹا اور بیٹی دھولکہ (گجرات) میں زندہ موجود تھے۔(ق)۔

ہر شخص جانتا ہے کہ امام الانام سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانۂ مبارکہ میں و نیز صحابہ تابعین و تبع تابعین کے عہد میں گجرات میں سلاطین گجرات کی اور دہلی میں شاہان دہلی کی حکومت تھی۔اسی طرح دکن میں بھی مسلمان فرمانروا تھے۔فقیران دائرہ کا سب مہدوی اُن کی حکومت میں رہتے تھے اور باوجودیکہ وہ تصدیق مہدی سے بے بہرہ تھے لیکن کسی بادشاہ یا سلطان نے فقیروں کو اُن کے دائرہ میں اور کاسب مصدقوں کو شہر کی مسجدوں اور گھروں میں نماز روزہ و ذکر اللہ سے نہیں روکا۔بلکہ ہندو راجاؤں کے ملک میں بھی جہاں کہیں مہدویوں کے دائرہ ہوئے یا کاسب مہدوی اُن کے شہر میں آباد تھے کوئی

راجا صوم وصلوٰۃ اور ذکر وفکر میں مانع ومزاحم نہیں ہوا۔ ملاّ اور مشایخوں کو جو خصومت تھی اور مہدویوں کے اخراج وایذا کے درپے ہوئے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ اُن کے ہزاروں مریدوں کا اِدھر چلے آنے سے اُن کی روٹی میں بہت گھٹا وہوگیا تھا، اُن کی دشمنی اصل بنا دین نہیں تھا، دنیا تھی۔ اسی وجہ سے باوجود اس قدر مخالفت کے بھی احکامِ الٰہی کی ادائی میں کسی مہدوی کے سدِّ راہ نہیں ہوتے تھے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ سیدنا مہدیؑ کا دائرۂ معلٰی دکن۔ گجرات۔ شمالی۔ ہندوستان۔ بلوچستان وافغانستان کے کئی مقامات میں ہوا لیکن صرف چند ہی جگہ سے آپ کو اخراج ہوا یا سلطانی اذیّت کا متحمل ہونا پڑا۔ اِسی طرح صحابہ۔ تابعین۔ وتبع تابعین سے صرف بعض بزرگوں پر ایذا واخراج کا حکم ہوا ہے۔ اکثر مقامات میں زیادہ تر زمانہ امن ہی کا رہا۔ ایسے امن دامان کے زمانہ میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے ہجرت فرض فرمائی اور صحابہ۔ تابعین وتبع تابعین بھی ایسے امن کی حالت میں بھی اس پر برابر عامل تھے۔ ہجرت کی اصل وجہ ترکِ دنیا کیساتھ ہی ترکِ علائق وصحبتِ صادقاں ہے۔ بلکہ مستقل فرض کیلئے وجہ دیکھنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ہجرت کی اہم فرضیت کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ط قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۝ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا'' (۴ نسا ۱۴۔ ۹۷ سے ۹۹)۔

ترجمہ:۔ جولوگ (دنیاداروں میں پڑے رہنے سے اکثر اپنی عبادتوں اور ذکر اللہ میں خلل واقع ہونے کے باعث) اپنے اوپر آپ ظلم کررہے ہیں فرشتے اُن کی جان قبض کیئے پیچھے اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم (ایسی جگہ پڑے پڑے) کیا کرتے رہے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو وہاں بے بس تھے (اس پر فرشتے اُن سے) کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم ہجرت کرکے اُس (زمین) میں (جہاں کسی کا دائرہ ہو) چلے جاتے (غرض) یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔ مگر (ہاں) جو مرد اور عورتیں اور بچّے اس قدر بے بس ہیں کہ اُن سے کوئی حیلہ کرتے بن نہیں پڑتا اور نہ اُن کو (گھربار چھوڑ نکل جانے کا) کوئی رستہ سوجھ پڑتا ہے تو امید ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۱۱/۵)۔

ان آیات کے اخیر میں لفظ "یَّعْفُوَا عَنْهُمْ" یعنی اُن کے گناہ معاف کردے سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود عذر کے ہجرت نہ کرنے کے باعث عورتیں اور لڑکے بھی گہنگار ہوئے کہ آخر اہل دنیا کی روز مرّہ کی صحبت کا اثر کہاں جائے گا! اسلئے اسی آیت سے بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "نابالغ لڑکوں اور عورتوں پر بھی ہجرت فرض ہے" (انصاف نامہ باب ۷)۔ پھر فرماتے ہیں کہ "ہجرت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ذکر اللہ کی توفیق عنایت کرتا ہے"۔ (انصاف نامہ باب ۷)۔

ہجرت کی فضلیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْآ اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا﴾ (۲۲ حج ۸/۵۸)

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت وطن کیا پھر شہید (شمشیر یا شہید فقر) ہو گئے یا (طبعی موت سے) مر گئے اللہ اُن کو ضرور عمدہ روزی دے گا (جو کہ

دیدِ اخدا ہے)۔ بندگی میاں شاہ دلاور فرماتے ہیں کہ ''جس نے آتش فقر یا آتش شمشیر کا مزہ نہیں چکھا اُس کیلئے تیسری آگ یعنی آتشِ دوزخ تیار ہے''۔ (ق)۔

پھر فرماتا ہے ﴿وَمَنْ یَخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِراً اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ط﴾ (۴نساء۔۱۴/۱۰۰) ترجمہ:۔ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اُس کو آئے موت تو اللہ کے ذمہ اُس کا اجر ثابت ہو چکا (۱۱/۵) مولائی و مرشدی حضرت سید نجی میاں قبلہ اکیلوی حیدر آبادی اپنی اخیر تصنیف مثنوی زبدۃ العرفان (اُردو) حصہ ششم میں بزرگوں کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہاں ''اجر'' سے مراد اللہ کی دِیَت ہے۔ اللہ کی دِیَت یعنی خون بہا کیا ہے؟ اللہ کا دیدار۔

(43) عقیدہ:۔ ہجرت ظاہری ادا کرنے کے بعد ایک اور ہجرت درپیش ہے جس کی نسبت سیدنا امام علیہ السلام فرماتے ہیں ''خانہ گل و چوبیں سے تو نکلے لیکن خانہ استخواں سے کب نکلے ہو''

کاسبوں و نیز فقرائے غیر مہاجرین سے ظاہر و باطن بے تعلقی رکھنے کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''کوئی شخص ہجرت کر کے گجرات سے خراسان گیا اور اُس کے قرابتی گجرات میں ہوں۔ اگر دل کا میلان اُن سگوں کی طرف کریگا تو وہ ظالم ہے (انصاف نامہ باب ۸)۔ (44) عقیدہ:۔ پھر فرمایا ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآئَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۹توبہ ۲۳/۳) (45) عقیدہ:۔ ترجمہ۔ اے مومنو۔ تمہارے باپ اور تمہارے بھائی

ایمان کے مقابلہ میں (طلبِ دنیا یعنی) کفر کو عزیز رکھیں تو اُن کو اپنا رفیق نہ بناؤ اور تم میں سے جو اسے باپ بھائیوں کے ساتھ دوستی (کا برتاو) رکھیں گے تو وہ ظالم ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا﴾ (۸ انفال۔۱۰/۷۲)۔ (46) عقیدہ:۔ ترجمہ:۔ جو لوگ (مہدیؑ پر) ایمان تو لے آئے اور ہجرت نہیں کو تو تم (مہاجرین) کو اُن کی وراثت سے کچھ تعلق نہیں یہاں تک کہ ہجرت کر کے تم میں (نہ) آئیں (۱۰/۶) کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے زمانہ میں بعض مہاجر تھے اور بعض انصار، لیکن مہدی کے زمانہ میں انصار نہ ہونگے اسلئے کہ مہدی کا ناصر خدا ہے مہدی کے ہاں صرف مہاجر ہوں گے" (47) عقیدہ:۔ اسی وجہ سے تارکانِ ہجرت کو آپ نے منافق کہا (انصاف نامہ باب ۸)۔

پھر فرماتے ہیں کہ "جن لوگوں نے ہجرت نہیں کی اور صحبت سے باز رہے تو اُن سے دوستی مت رکھو اور اُن کے گھر بھی مت جاؤ" (48) عقیدہ:۔ جبکہ فقرائے غیر مہاجرین سے بے تعلق رہنے کی اس قدر تاکید ہے تو کاسب یعنی غیر تارکین دنیا سے کس قدر قطع تعلق رکھنا ضروری ہے۔ ترکِ تعلق کا یہاں تک احتیاط کیا جاتا ہے اگر احیاناً کسی فقیر دائرہ نے اپنی بیٹی بیرون دائرہ کسی فقیر غیر مہاجر یا کاسب (غیر تارک) سے بیاہ دی تو وہ دائرہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح کوئی فقیر دائرہ فقر و فاقہ کی برداشت نہ کر کے رسول مہدی کو پیٹھ دے کر اپنے دنیا دار رشتہ داروں میں چلا جاتا تو اُس کی جورو دائرہ ہی میں رہتی اُس کو اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا تھا کیونکہ طلبِ دیدار خدا اور صحبت صادقاں عورت پر بھی ویسی ہی فرض

ہے جیسے مرتد پر۔[1]

بندگی میاں سید خوند میرؓ فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص سو (۱۰۰) برس دنیا کی طلب میں رہا لیکن بعد میں ترکِ دنیا کرکے دائرہ میں آتے مر گیا تو مومن ہے۔(ق) بفحوائے آیہ ﴿مَنْ یُخْرِجُ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا﴾۔

---

[1] زمانہ موجودہ میں طالب خدا کو ترکِ دنیا و ہجرت وطن کرتے وقت جو جو موانعات پیش آتے ہیں منجملہ اُن کے (۱) ایک یہ ہے کہ بی بی کہتی ہیں" میاں دس اوقیہ زرِ خالص جو میرے مہر کے آپ ذمہ باقی ہیں پہلے ادا کردیجئے پھر ترک کا نام لیں ورنہ قیامت کے روز پلہ پکڑوں گی (۲) رشتہ دار کہتے ہیں" میاں بچے چھوٹے ہیں اُن کی پرورش اور پڑھائی آپ پر فرض ہے۔ پہلے ان کے کھانے پینے کا انتظام کرکے ترک کریں" (۳) ساڑھو کہتا ہے" میاں لڑکی جوان ہوگئی ہے۔ آتے سال آپ کے بیٹے سے بیاہ دینے کا قصد ہے۔ لڑکی کی شادی ہونے کے بعد جو کچھ کرنا ہے کیجئے (۴) حضرت کے ترک کا ارادہ سن کر بنیا بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا" میاں گھر بیچو۔ بی بی بیچو۔ بچے بیچو۔ پہلے میرا قرض مع سود دھر دو پھر سنسار تیاگ کا نشچے کرو"۔ غرض ترکِ دنیا کے ارادہ کا اظہار کرتے ہی کئی موانعات پیش آگئے۔ حضرت گھبرا گئے اور ترک کا ارادہ قطعاً موقوف کردیا۔

اس بات کو ابھی تین روز بھی گذرنے نہیں پائے تھے کہ اس طالبِ خدا نے کسی گاؤں کو جاتے ہوئے راستے میں دیکھا کہ چور قصباتی عورت کو لوٹ رہے ہیں اور عورت چلا رہی ہے کہ خدا واسطے کوئی آؤ اور میری مدد کرو۔ طالبِ خدا یہ حال دیکھتے ہی جوشِ ہمدردی میں اُس کی مدد کو بھاگا۔ اُس نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر میں مارا گیا تو میری زوجہ کا مہر میرے ذمہ رہ جائے گا۔ بچوں کی پرورش کا کیا حال ہوگا! بیٹے کی شادی کون کردے گا بنئے کا قرضہ کس طرح ادا ہوگا! جس طرح عورت کو ظالموں کے ہاتھ سے بچانے کے مقابلہ میں یہ سب وجوہات باطل ہیں اس طرح ترکِ دنیا جس سے اپنی خود کی جان ہلاکت سے بچنے کے علاوہ وہ ہر شخص پر فرض ہے یہ عذر زیادہ قابل توجہ نہیں ہیں۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے کئی خون کئے۔ کئی لوگوں کا مال لوٹا۔ لیکن سیدنا مہدی علیہ السلام نے صرف ایک ہی حبشی کیلو کے کا خون معاف کرا کے آجانے پر اکتفا کیا۔ کیونکہ ہجرت و صحبت کے مقابلہ میں یہ امور ذیلی ہوجاتے ہیں۔ ہاں طالب حق کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ نکاح کے وقت مہر کم رکھے اور ہمیشہ فضول قرضہ سے گریز کرتا رہے۔ ساداتِ پالن پور میں پہلے دس اوقیہ زرِ خالص تھے۔ پچیس برہوئے گھٹا کر تین سو روپیہ کردیئے گئے ہیں۔ یہ رقم بھی ماں اپنے بچہ کو دودھ معاف کردینے کی طرح اپنے شوہر کو مہینے دو مہینے کے اندر ہی ثوابِ عظیم سمجھ کر بخش دیتی ہے محض ادائے مہر اور بیٹے کی شادی کے خیال سے ترکِ دنیا نہ کرنا بنظر فرمان مہدیؑ عذر معقول نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

مکہ معظّمہ میں جندع بن ضمرہؓ جو بڑے پکّے مسلمان تھے جب ہجرت کا حکم سُنا تو آپ نے بیٹوں سے کہا ''اگر چہ میں کہ بہت بوڑھا ہوں۔ ناتواں ہوں۔ بیمار ہوں پھر بھی ''مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ'' میں داخل نہیں ہوں کیونکہ مدینہ طیبہ کا راستہ جانتا ہوں اور گھر سے نکلنے کی بھی قدرت رکھتا ہوں اس لئے تم مجھے اسی چارپائی میں اُٹھا کر مدینہ لے چلو۔ بیٹے بڑے لائق تھے فوراً والد کے حکم کی تعمیل کی اور ہجرت کی نیّت کر کے گھر سے نکلے۔ راستے میں حضرت جندعؓ کا انتقال ہوگیا۔ اُن کے بیٹوں نے مدینہ طیبّہ پہنچ کر حضرت سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ راستے میں لوگ طرح طرح کی مسخریاں کرتے تھے۔ کوئی کہتا تھا ''بوڑھا مدینہ پہنچے تو ہم جانیں'' کوئی کہتا تھا ''راستے ہی میں مر گئے ہجرت ناتمام۔ محنت برباد'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سنکر بیٹوں کو تسلی اور مرحوم کے حق میں بشارتیں دیں (تفسیر حسینی)۔

ہمارے ہاں بھی مریض کو چارپائی میں لٹا کر ہجرت اور صحبت کی غرض سے دائرہ میں مرشد کی خدمت میں لے جاتے ہیں وہ اِسی اصول پر تھا۔ افسوس کہ اب ان فرائض پر مضحکے اور ٹھٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن خدا نہ کرے اگر مسخری کرنے والے کا پاؤں کٹ جائے تو فوراً کہیگا کہ مجھے چارپائی میں ڈال کر اسپتال میں بڑے ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔ مریض جسم کو شفاخانہ جسم میں لیجانا تو عین حکمت اور مریض قلب کو دارالشفائے قلب (دائرہ) میں حکیم حاذق کی خدمت لے جانا عین ابلہی! افسوس!! ﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ (۱۱/۱۳) (یہ لوگ صرف اپنے وہم و) گمان (اور خیال فاسد) کی

پیروی کرتے اور اٹکل کے تکے چلاتے ہیں" پس ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ (شروع پارہ ۱۴) ترجمہ :۔ (اے پیغمبر) ان کو چھوڑ دو (اور دنیا کے نشہ میں مست و مدہوش رہنے دو) کہ کھائیں (پییں) اور (چند روزہ) فائدے اٹھائیں اور توقعاتِ (بے جا) ان کو غافل کیے رہیں۔ پھر آخر (قیامت میں) تو ان کو معلوم ہو ہی جائے گا" (شروع سورہ حجر)۔

(49) عقیدہ:۔ وہ رحق تا بان فرمود۔ ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (۴ نسا۔۲۱/۱۴۶)

آپ نے توبہ کرنے والوں کی نسبت فرمایا ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا﴾ ترجمہ۔ مگر جن لوگوں نے (شرک و نفاق اور فسق و فجور اور محبتِ دنیا سے) توبہ کی، اور (ترکِ دنیا کے بعد ہجرت وطن۔ صحبتِ صادقاں۔ عزلت خلق و ذکرِ کثیر سے) اپنی حالت درست کرلی ا(۲) اور اللہ کا سہارا (ایسا) پکڑا (کہ میدان توکل و تسلیم و رضا میں استوار ہے) (۳) اور خدا کے واسطے اپنے ذہن کو (معرفتِ حقیقی وحصول دیدار کے بدولت) خالص کرلیا۔ تو (اس درجہ کے) (۴)۔ یہ لوگ امومنین کے ساتھ ہیں اور اللہ عنقریب (اس دنیا میں بھی ان مومنوں کو بڑے بڑے اجر (از انجملہ مراتب رویت اللہ ہیں) عطا فرمائیگا (۱۸/۵)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تائب کو توبۂ نصوح کے بعد اور تین شرطیں زمرۂ

---

ا ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر مبشر بہ "مرد گجراتی" گجری بھاکا میں فرماتے ہیں "کیڑ وے" یعنی پس رو بھی مومن ہیں جنھوں نے مُہوری یعنی پیش قدمی کرنے والوں کو دیکھ کر بعد میں ہجرت کی"
(انصاف نامہ باب ۱۸)

مؤمنین میں داخل ہونے کے لئے بتلائی ہیں (۱) اصلاح نفس (۲) ہر امر میں اللہ ہی پر نظر (۳) اور قولاً۔ فعلاً۔ اعتقاداً اخلاص فی الدین "اذافات الشرط فات المشروط"۔

نیکی ہو یا بدی ہر عمل میں کئی درجے ہوتے ہیں۔ اسی طرح توبہ کے بھی کئی مدارج ہیں۔ مرتے وقت جو توبہ محض زبان سے کی جاتی ہے ناقص توبہ ہے توبہ نصوح یعنی کامل توبہ تو جمیع فرائض ولایت کی ادائی سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ کی معنی ہیں بازگشت جس طرح عروج سے نزول کیا تھا پھر نزول سے عروج کر کے اپنے وطن اصلی کو جو کہ حقیقتِ انسانی ہے لوٹ کر جب ہی پہنچے گا کہ حسب الحکم آیہ ﴿وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلاً﴾ ط ترجمہ:۔ جسے منقطع ہونے کا حق ہے ویسے (سب) سے الگ ہو جا کر اُسی (خدائے واحد) کی طرف (لگے رہو) (۷۳ مزمل ۱/۸) اور حسب فرمان مہدی علیہ لسلام۔

"بایہ شکست از ہمہ عالم برائے یار ...... آرے برائے یار دو عالم تواں شکست" پر عامل ہو جائے "ذلك فضل الله يوتيه من يشاء"

(50) عقیدہ:۔ و نیز فرمودہ است کہ "پیش ایں بندہ تصحیح امی شود۔ ہر کہ ایں جا قبول شد او مقبول خدا است و ہر کہ پیش ایں ذات صحیح نہ شد او عند اللہ مردود است"۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ "اس بندہ کے حضور تصحیح ہوتی ہے جو یہاں مقبول ہو وہ خدا کے ہاں بھی مقبول ہے جو اس بندہ کے نزدیک صحیح نہ ہو وہ خدا کے نزدیک مردود ہے"۔

اللہ صاحبِ علم الاوّلین والآخرین کی ہے آپ اللہ سے معلوم کر کے فرماتے ہیں کہ "اس بندہ کے سامنے تصحیح ہوتی ہے اور تمام انبیا واولیا ومومنین کی روحیں اور ان کے علاوہ وہ سب روحیں جو روز ازل میں پید ہوچکی ہیں بندہ کے سامنے سے گزرتی ہیں جو یہاں مقبول ہوا خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو اس بندہ کے نزدیک مقبول نہ ہوا خدا کے نزدیک بھی مردود ہے" صحابہؓ کے عرض کرنے پر کہ "پیغمبروں کو تصحیح کی کیا ضرورت ہے وہ تو روز ازل سے خدا کے مقبول بندے ہیں" ف:۔۵۴ آپ نے فرمایا "سچ ہے لیکن انہوں نے جس خزانہ سے فیض حاصل کیا ہے اپنے ایمان کو اُس سے ملا کر صحیح کر لینا ضروری ہے" (انتخاب الموالید) ف:۔۵۵

اسی فرمان کو فرح مبارک میں آپ نے اس طرح فرمایا کہ "بھائی سید خوندمیر ہر کہ نزدیکِ شمار صحیح است او نزدیک ما صحیح است و ہر کہ نزدیک شمار داست او نزد و بندہ و محمد رسول اللہ و خدائے تعالیٰ امر دود است" (انتخاب الموالید) ف:۔۵۶۔

(51) عقیدہ:۔ ونیز فرمودہ است کہ "بدنبالِ منکرانِ مہدی نماز مگذارید اگر گذاردہ باشید یگر دانید" ف:۔۵۷

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ منکر مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر (بے خبری میں) پڑھ لی ہے تو پھر پڑھو۔

کیونکہ منکر مہدی کافر ہے اور کافر کی اقتدا جائز نہیں۔ اسی وجہ سے دائرہ بھیلوٹ میں (رادھن پور سے تین کوس) ملا محمود کو بندگی میراں سید محمود خلیفہ اوّل سیدنا مہدی علیہ السلام نے اور مُلا شیخ احمد کو دائرہ پٹن میں بندگی میاں سید خوندمیر ثانی امیر نے امامت کے مصلے پر سے ہاتھ پکڑ کر ان الفاظ کیساتھ ہٹا دیا کہ "تم منکر مہدی

ہو۔تمہاری اقتدا ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔(انصاف نامہ باب ۳)(ق)۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''جہاں جاؤ جماع کے ساتھ جاؤ اور نماز اپنی جماعت سے پڑھو۔ایسی جگہ مت جاؤ جہاں اُن کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے (انصاف نامہ باب ۳) اُن سے علم پڑھنے اور مسجدوں میں اُن کا وعظ سننے کی بھی ممانعت ہے کیونکہ اس سے محبت و دوستی پیدا ہوتی ہے اور مخالفوں سے محبت رکھنا جائز نہیں (انصاف نامہ باب ۴)۔ ف:۔۵۸

(52) عقیدہ:۔ و نیز فرمودہ است ''ہر حکمے و بیانے کہ در تفاسیر و جز آں کہ مخالفِ بیان ایں بندہ است آں صحیح نیست''۔ ف:۔۵۹

''و ہر اعمال و بیان کہ از بندہ است از تعلیم خدا و از اتباع محمد مصطفیٰ است صلی اللہ علیہ وسلم'' ف:۔۶۰

''و ما بہ ہیچ مذہب مقید نہ یم'' ف:۔۶۱

''و اگر کسے خواہد کہ صدق ما را معلوم کند باید کہ از کلامِ خدا و اتباع رسول علیہ السلام در احوال و اعمال ما بجوید و فہم کند'' کمال قال سبحانہ وتعالیٰ۔﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾(۱۲ یوسف۔۱۲/۱۰۸)

ف:۔۶۲

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ''جو حکم اور جو بیان کہ تفسیروں اور تفسیروں کے علاوہ دوسری دوسری کتابوں میں اس بندہ کے بیان کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہے'' کیونکہ مفسروں اور مجتہدوں کے بیان میں خطا ممکن ہے۔

اور جو عمل و بیان کہ بندہ سے ہوتا ہے وہ تعلیم خدا (پر مبنی) اور پیروی محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم (کے موافق) ہے" اسلئے اُس میں ہر گز ہر گز خطا کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

فرماتے ہیں کہ "ہم کسی مذہب میں مقید نہیں ہیں" کیونکہ سیدنا امام علیہ السلام کا درجہ مفسرین۔ محدثین اور فقہا سے بہت بلند ہے اسی طرح آپ کا مذہب بھی اجماع واجتہادی مذہب سے بالاتر وعین پیروی رسول مقبولؐ ہے۔ اس لئے ہم مصدقین مسائل شرعیہ میں بھی آپ ہی کے فرمان اور آپ ہی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں لیکن اگر کسی مسئلہ میں سیدنا امام علیہ السلام کا فرمان نہیں ملتا تو عندالضرورت چار مذہب میں سے رخصتی فعل کو چھوڑ کر اُس مسئلہ پر عمل کریں گے جس میں عزیمت ہو۔ کیونکہ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "مجتہدین و مفسرین پہلوانِ دین اور طالبِ حق تھے۔ امور دین میں انہوں نے موشگانی کی ہے اور جو کچھ کہا اور کیا وہ سب خدا واسطے تھا" (انتخاب المموالید)۔ ف:۔۶۳ اور یہ بھی فرمایا کہ "بندہ کو جس مخصوص کام کے لئے خدا نے بھیجا ہے اُسی کے متعلق پوچھو" ف:۔۶۴ یعنی خدانمائی کے متعلق۔ پھر فرماتے ہیں کہ "اگر کسی شرعی مسئلہ کی ضرورت ہو تو کتابوں میں دیکھ کر مجتہدین کے مسئلہ عزیمت پر عمل کرو" (انتخاب المموالید)۔ ف:۔۶۵

اگر کوئی شخص ہمارا صدق معلوم کرنا چاہے تو وہ قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔ ان دو کو ہمارے حال اور عمل سے مطابق کر کے دیکھے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ﴾...... ترجمہ (اے محمد) کہو کہ یہ (سیدھی راہ جو مجھے بتائی گئی ہے) میری راہ ہے۔ میں اللہ کی طرف اُس کی بینائی پر (بقول ماتن رضی اللہ عنہ "بچشم دل و بچشم سر") لوگوں کو بلاتا ہوں میں اور وہ شخص

(بھی) جو میری پیروی پر ہے" (وہ شخص سے مراد بفرمانِ مہدیؑ ذاتِ مہدی موعود ہے بینائی خدا پر لوگوں کو بلاتے ہیں) (۶/۱۳)

سیدنا مہدی علیہ السلام کے سوا تابعِ تام حضرت رسول علیہ السلام اور کون ہو سکتا ہے۔ دوسرے دوسرے داعی وہادی طفیلی وخوشہ چینِ حضرت خاتمین علیہما السلام ہیں۔

(53) عقیدہ:۔ ونیز فرمودہ است "حق تعالی کہ مار فرستادہ است مخصوص برائے ایں است کہ آں احکام وبیان کے تعلق باولایتِ محمدی دارد بواسطہ مُہدی ظاہر شود"۔ ف:۔۲۶

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے بندہ کو محض اسی غرض سے بھیجا ہے کہ جو احکام وبیان کو ولایت محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں مہدی کے واسطہ سے ظاہر ہوں"۔

دین خدا تین اصول پر مبنی ہے۔(۱) ایمان یعنی اعتقادات۔(۲) اسلام یعنی احکام شریعت۔(۳) احسان یعنی رویت اللہ۔ جن میں اسلام نبوت محمدیؐ سے تعلق رکھتا ہے اور احسان ولایتِ محمدی سے۔ نبوت کے متعلق احکام تو حضرت خاتم المرسلینؐ نے کھول کھول کر بیان کردئے۔ اب رہے احسان کے متعلق احکام۔ وہ بھی آپ نے اپنے خاص خاص صحابہ میں جنکو اصحابِ صُفہ کہتے ہیں۔ بیان کئے لیکن عام طور سے اظہار کرنے پر آپ مامور نہیں تھے یہ عہدہ حضرت خاتم ولایتِ محمدیؐ کا تھا۔ جو آپ کی باطنی شان کا ظہورِ اتم ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا﴾ (۱۷ابنی اسرائیل ۷۹/۹)۔ ترجمہ:۔ (اے محمدؐ) تمہارا پروردگار تم کو عنقریب مقامِ محمود میں مبعوث

کرے گا۔ استغفراللہ۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ ذاتِ مہدی میں حلول کریں گے۔ یا مسئلہ آواگون کے رو سے آپ مہدی کی صورت میں اُوتار لیں گے۔ اسلام میں مسئلہ تناسخ محض غلط ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آپکے جیسے اخلاق اور آپکے سے کمالات کا ایک شخص پیدا ہوگا جو احسان یعنی ولایتِ محمدیؐ کے متعلق احکام کھول کھول کر بیان کرے گا۔ (تنویر الہدادیہ) چنانچہ وہ احکام آپ نے بیان کیے اور اُنکی تعمیل تا قیامت فرض فرمائی۔ فرائض ولایت یہ ہیں:۔

ترکِ دنیا۔ ہجرتِ وطن۔ صحبتِ صادقاں۔ عزلتِ خلق۔ ذکر کثیر۔ توکل۔ وتسلیم۔ طلب دیدار خدا۔

(54) عقیدہ:۔ وفرمود کہ ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ﴾ (۷۵ قیامت۔۱۹/۱) ایں بیان برزبانِ مہدی می شودٗ" ف:۔۶۷

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ﴾۔ ترجمہ۔ پھر اس (قرآن کے حقیقی معنی جو ظن وقیاس واجتہاد سے پاک ہوں اور اسکے اسرار ونکات) کا بیان کرنا تو ہمارا ہی حق (اور ہمارا ہی کام) ہے یہ بیان مہدی کی زبان سے ہو رہا ہے"۔

ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ ﴿فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ﴾ (۷۵۔ قیامتہ ۱۔ ۱۸/۱) ترجمہ جب ہم (جبرئیل کی زبان سے) قرآن پڑھائیں تو (اے محمد) تم اُنکی قرأت کی اتباع کرو، ساتھ ہی فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ﴾ ترجمہ۔ پھر قرآن (کے بطن دربطن) کو (ہمارے ارادہ کے موافق) بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے" (۲۹/۱۷) یہ تو ظاہر ہے کہ خدا ہر کسی کے دوبدو کلام کرتا نہیں اس لئے ایسے اہم کام کیلئے اپنا خاص بندہ منتخب فرماتا ہے جو قرآن مجید کے مراد اللہ معنی لوگوں

کو سنائے۔ یہ بندہ خلیفہ خدا۔ نظیر محمد مصطفیٰ سیدنا محمد مہدی مراد اللہ ہے۔ سیدنا مہدی نے عَلَیْنَا کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا۔ پس قرأتِ قرآن حضرت خاتم الانبیا پر نازل ہوئی اور بیان قرآن حضرت خاتم الاولیا پر صلی اللہ علیہما وسلم۔

سیدنا مہدیؑ نے حج بیت اللہ سے تشریف لانے کے بعد ۹۰۲ھ ہجری میں احمد آباد قیام فرمایا۔ یہاں آپ کے بیانِ قرآن کا غلغلہ بہت بلند ہوا اور لوگ جوق در جوق تصدیق مہدی سے مشرف ہونے لگے۔ یہاں تک کہ خود سلطان محمود بیگڑہ کے محل میں اس کی بہنیں اور اس کی بیٹی مصدق ہو گئیں۔ اسی طرح امیروں کی تعداد بھی بڑھتی چلی۔ ملا اور مشائخ کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکی۔ ان کو خوف ہوا کہ اب ہماری عزت وریاست رہنے کی نہیں۔ اس لئے انہوں نے چانپانیر جا کر سلطان محمود بیگڑہ سے عرض کیا کہ ''سید محمد حقائق بیان کرتے ہیں جہاں حقائق بیان ہوتے ہیں سلطان اور سلطنت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے'' بادشاہ نے کہا ''پھر کیا کیا جائے'' عرض کیا۔ ''یہاں سے اخراج کا حکم ہو جائے''۔ جب اخراج کا حکم لے کر سرکاری ملازمین بسرپرستی اعتماد خاں چاپانیر سے حضور مہدی علیہ السلام میں آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ ''آخر اخراج کی وجہ کیا ہے''؟ انہوں نے کہا ''علما و مشائخ نے بادشاہ کو اس اس طرح سمجھایا'' آپ نے سن کر فرمایا ''یہ بے وقوف کیا جانیں حقائق کس کو کہتے ہیں۔ حقائق بیان میں نہیں آتے جو کچھ بیان میں آتا ہے شریعت ہے اگر بندہ حقائق بیان کرے تو تم جل جاؤ'' (مولود مہدیؑ) ف:۔۶۸ یہ ہے آپ کے عام بیان کی شان۔ مصنف انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ ''عصر مغرب میں بیان قرآن سننے کے بعد نماز مغرب پڑھ کر

صحابہؓ اپنے اپنے حجروں میں جاتے وقت اُس استغراق کی وجہ سے جو بیان قرآن سننے سے پیدا ہوا تھا بعض حضرات راستے ہی میں گر جاتے اور بعض حضرات عالم محویت میں اُن کو روندتے جاتے ۔ نہ روندنے والوں کو یہ خبر کہ ہم کس کو اپنے پاؤں تلے رَوندر ہے ہیں اور نہ روندے جانے والوں کو یہ خبر کہ ہم پر پاؤں دے دے کر کون جارہا ہے۔ یہ بھی فرح مبارک پہنچنے سے پہلے کے بیان کا اثر ہے۔

پھر جب سیدین صالحین یعنی حضرت ثانی مہدی و ثانی امیر رضی اللہ عنہما گجرات تشریف لائے اُس وقت حضرت میراں علیہ السلام نے بیان کا نہج ہی بدل دیا۔ صحابہؓ کے اظہار مسرت پر کہ اس سے قبل کبھی ایسے اسرار و نکات و حقائق بیان نہیں ہوئے تھے آپ نے فرمایا ’’ حاملِ بیان آگئے ہیں اب کس کیلئے اُٹھا رکھوں‘‘ ف:-۲۹ سیدنا کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب احمد آباد میں حضرت کے عام بیان کو جسکو آپنے ’’شریعت‘‘ فرمایا علما و مشائخ نے حقائق پر محمول کیا تو فرح مبارک کا بیان جو ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ کی پوری پوری شان رکھتا تھا کلام خدا کے بطن دو بطن بطن در بطن مراد اللہ معنوں سے کس قدر معمور ہوگا!!!

سیدنا مہدیؑ کے بیان قرآن کے معنوی کمالات کے علاوہ اُس کی ظاہری شان یہ تھی کہ (۱) دُور اور نزدیک کے بیٹھنے والے یکساں سُن سکتے تھے (۲) ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ میری زبان میں بیان ہو رہا ہے (۳) یہ بیان قید قلم میں نہیں آسکتا تھا۔ چنانچہ مرزا سلطان حسین بادشاہِ خراسان کے فرمان سے ملاّ علی فیاض شروانی وغیرہ جو ثبوتِ مہدی علیہ السلام کی غرض سے آپ کی خدمت میں آئے تھے آپ کا بیان بتمامہ و کمالہ لکھ لینا چاہا لیکن آخر اُن کو اعتراف کرنا پڑا کہ

حضرت مبین قرآن کا بیان مطلق ہے جو بعینہٖ حیز تحریر میں نہیں آسکتا (معجزاتِ مہدی علیہ السلام)۔

(55) **عقیدہ:**۔ و نیز فرمودہ است کہ "خدا بچشم سر در دنیا دید نیاست باید دید" و بر رویت حق تعالیٰ ہم خود گواہی داد باذنِ خدا و بجہتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف: ۷۰

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں چشم سر دیکھنا ضروری ہے تو دیکھنا ہی چاہئے"۔ اور دیدارِ خدا کی نسبت خود آپ نے بھی حکم خدا سے گواہی دی اور جہت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بھی)۔

متکلمین اسلام میں مسئلہ دیدار کی نسبت دو مذہب ہیں۔ ایک فریق کہتا ہے اس دنیا میں محال ہے آخرت میں ہوگا کیونکہ اس کی جلالی و جمالی تجلیات وہ اطلاقی شان رکھتی ہیں کہ انسان مقیدُ الحواس وضعیف الخلق ان کے دیکھنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ دوسرا فریق کہتا ہے اگر محال ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر اُس کو دیکھنے کی آرزو نہ کرتے۔ امر محال کی آرزو کرنا شانِ نبوت کے خلاف ہے۔ اس لئے ممکن تو ہے لیکن اس جہاں میں اُس کا وقوع محال ہے۔

ایک ملاّ نے سیدنا مہدی علیہ السلام سے اثناء بحث میں کہا۔ دیدارِ خدا دنیا میں جائز نہیں ہے حضرت نے پوچھا۔ کسی نے جائز بھی بتایا ہے؟ ملاّ نے کہا۔ ہاں آپ نے فرمایا "ہم نے بصیروں کا مذہب اختیار کیا ہے تم اندھوں کا مذہب اختیار کرلو"۔ ف: ۷۱ (انصاف نامہ باب ۱۲)۔

سیدنا مہدیؑ کا دائرہ جبکہ بڑلی (پٹن شریف سے تین کوس) میں تھا علمائے

پٹن واحمد آباد نے چند سوال لکھ کر حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے جن میں ایک سوال دیدار کے متعلق تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا﴾ (۱۷بنی اسرائیل ۸/۲ ۷)۔ ف:۔۷۲ ترجمہ:۔ اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راہِ (رویت اللہ) سے بہت بھٹکا ہوا (۸/۱۵)۔

پھر فرماتے ہیں کہ ﴿فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا﴾ (اخیر آیہ کہف): ف:۔۷۳ ترجمہ:۔ پس جس کو اپنے پروردگار کے دیدار کی آرزو ہو تو عمل صالح کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (۳/۱۶)۔ یہاں اللہ کا وعدہ مطلق ہے بندہ بھی مطلق کہتا ہے" پس وقوعِ دیدار کو زمان ومکان کے ساتھ مقید کرنا غلط ہے (شواہدالولایت)۔

ایک ملاّ نے سیدنا امام علیہ السلام سے اثناء بحث میں کہا۔ دیدار تو مرنے کے بعد ہوگا آپ نے فرمایا۔ "بندہ نے کب کہا کہ جیتے جی ہوگا۔ بندہ بھی یہی کہتا ہے (کہ مرنے کے بعد ہوگا) تم نے حدیث موتوا قبل ان تموتوا پڑھی ہے"؟ ف:۔۷۴ ملاّ نے کہا "ہاں" تو بس جو شخص مرنے سے پہلے مرجاتا ہے اسی کو دیدار حاصل ہوتا ہے۔

سیدنا مہدی فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی علیہ السلام کو جس رستے پر چلنے کے لئے فرمایا ہے اسی رستہ (پر چلنے چلانے) کے لئے بندہ کو مہدی کر کے بھیجا ہے۔ ف:۔۷۵ کما قال سبحانہ وتعالیٰ ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ﴾ (۱۲یوسف اخیر رکوع): ترجمہ

(اے محمدؐ) کہو کہ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بینائی پر لوگوں کو بلاتا ہوں میں (بھی) اور جس نے میری پیروی کی (وہ بھی)۔

پھر فرماتے ہیں کہ "بینائی خدا میں بندہ رسول علیہ السلام کے قدم بر قدم ہے۔ جس طرح حضرت رسولؐ نے خدا کو چشمِ دل و چشمِ سر سے اور چشمِ دل و چشمِ سر کے سوا بال بال سے دیکھا اِسی طرح بندہ نے بھی حضرت نبی علیہ السلام کی متابعت تام کے صدقہ سے چشمِ دل سے چشمِ سر سے اور چشمِ دل و چشمِ دل کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا" (انصاف نامہ باب ۱۲)۔ ف:۔۷٦

اسی طرح فرح مبارک میں آپ نے علماء کے مجمع میں اپنی بینائی خدا کا اظہار کرتے وقت فرمایا کہ "دیکھو حضرت رسول علیہ السلام حاضر ہیں پوچھ لو"۔ (مولود مہدی) ف:۔۷۷

ونیز آپ نے اس عبارت سے اپنی ذات کو مہدی موعود کہا کہ "ذاتِ بندہ لا الہ الا اللہ ہوگئی ہے یعنی حضرت پیغمبر علیہ السلام کی متابعتِ تامہ سے مرتبہ تام کو پہنچ گئی ہے"۔ ف:۔۷۸

"اپنے ہاتھ کی چمڑی کو چٹکی سے پکڑ کر فرماتے ہیں "یہ سب ولایت ہے" ف:۔۷۹ (تعلیمی رسالہ بندگی سید محمود نبیرۂ خاتم کار۔ آخر حاکم)۔

اپنی ذات کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں "هو الله المعروف" ف:۔۸۰

معنی کلمۂ طیّب کا سراپا ہوں میں

صورتِ ذات کے دکھلانے کو ظاہر ہوں میں

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی نسبت بندگی میاں سید

خوند میر سید الشہداء اپنے رسالہ 'معرفت مہدی (المشہور رسالہ شریفہ) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ﴿دنیٰ فتدلّیٰ...... مازاغ البصر وماطغیٰ﴾ (۵۳ نجم کا شروع) ترجمہ:۔ نزدیک ہوا۔ پھر اور نزدیک ہوا...... (دیدارِ الٰہی کے وقت حضرت پیغمبرؐ کی نظر نہ بہکی نہ اُچکی (بلکہ یکساں سیدھی اور محو در محو رہی) (۲۷/۵)۔(ق)

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

دید محمدؐ نہ بچشم دگر بلکہ بدیں چشم سرایں چشم سر

حضرت نظامیؒ فرماتے ہیں۔

ہمہ دیدہ گشتہ چو نرگس تنش نہ گشتہ یکے خار پیرامنش

بندگی میراں سید محمود المقلب بہ ثانی مہدی کے دیدار کی نسبت حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں "بھائی سید محمود کا گوشت پوست۔ استخواں۔ خون۔ بلکہ بال بال لا الہ الا اللہ ہو گیا ہے"۔ ف:۔۸۱

پٹن (گجرات) میں نماز جمعہ کے بعد مُلّا شہیر پیش امام وخطیب سے ثبوت مہدی اور دیدار خدا پر بحث ہوتے وقت ملا صاحب کے استفسار کرنے پر ثانی امیر حضرت شاہ خوند میرؓ نے فرمایا "ہاں میں نے خدا کو دیکھا ہے"۔ کس طرح؟ فرمایا "جس طرح خدا نے سب کو دو آنکھیں دی ہیں اللہ تعالیٰ میرے بال بال کو دو دو آنکھیں عنایت کیں جس سے میں نے خدا کو دیکھا" (دفتر اوّل بندگی میاں سید برہان الدین)۔(ق)

غرض بفحوائے آیہ کریمہ ﴿اُدْعُوا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ﴾ خود

نے دیکھا۔ دوسروں کو بتایا اور گروہ مقدسہ پر فرض کردیا۔

معنیٔ کلمۂ طیّب کا سراپا ہوں میں

رویتِ ذات کے دکھلانے کا ضامن ہوں میں

اب جو لوگ دیدار کے قائل نہیں ہیں یا طلبِ دیدار سے عملاً بے پروا ہیں اُن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ﴾ (۶ انعام ۴/۳۱) ۔ (ق) ترجمہ:۔ جب لوگوں نے دیدار الٰہی کو جھٹلایا بے شبہ وہ لوگ (بڑے) گھاٹے میں رہے۔ جب ایک دم قیامت اُن (کے سر) پر آموجود ہوگی تو چلا اٹھیں گے کہ اے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس بارے میں ہم سے ہوئی

اللہ تعالیٰ منکرین رویت کی نسبت پھر فرماتا ہے ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطٌ ۝﴾ (۴۱ حم السجدہ کا آخر) ترجمہ:۔ عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں اطراف میں دکھائیں گے اور اُنکے اپنے درمیان میں بھی۔ یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (امر) حق ہے (اے پیغمبر) کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد (حال) ہے۔ سنو جی یہ (لوگ تو) اپنے پروردگار کے دیدار ہی سے شک میں (پڑے) ہیں۔ سنو جی۔ خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔

(56) عقیدہ:۔ ونیز حکم کردہ است کہ ”بر ہر یکے مرد و زن طلبِ دیدار خدا فرض است تا آنکہ بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب خدائے را نہ بیند مومن نہ باشد۔ ف:۔۸۲

مگر طالب صادق کہ ف:۔۸۳

۱۔ روے دل خود را از غیر حق گردانیدہ است

۲۔ و روے دل خواد را بسوے مولا آوردہ است۔

۳۔ و ہموارہ مشغول بخداست

۴۔ و از دنیا

۵۔ و از خلق عزلت گرفتہ است

۶۔ و ہمت از خود بیروں آمدن می کند۔"

ایں چنیں کس را ہم حکم ایمان کرد۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ "ہر مرد پر اور ہر عورت پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے اور جب تک کہ چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مؤمن نہیں ہے۔

لیکن طالبِ صادق جس نے

۱۔ اپنے دل کی توجہ غیر خدا سے اٹھالی ہو۔ ترکِ علائق

۲۔ اور اپنے دل کی لو خدا کی طرف لگادی ہو۔ صحبتِ [1] صادقاں

۳۔ اور رات دن خدا کے دھیان میں لگا رہتا ہو۔ ذکرِ دوام

۴۔ اور دنیا سے الگ ہو گیا ہو۔ ترک دنیا

۵۔ اور خلق سے علیحدگی رکھتا ہو۔ عزلت خلق

۶۔ اور اپنے سے نکل آنے کو کشش کرتا ہو۔ ہجرت باطنی

یعنی "خانۂ استخواں سے نکل آنا"

ایسے شخص پر بھی آپنے ایمان کا حکم فرمایا۔

---

[1] اللہ سے زیادہ صادق کون؟ پس اصالتاً اللہ اور تبعاً مرشد جو کہ نائب رسولؐ و مسند نشین مہدیؑ ہے۔ ۱۲ منہ

گروہِ مقدسہ میں مرد خدا بیں کو مؤمن حقیقی اور ایسے طالب دیدار کو جس میں مذکورہ بالا صفات پائے جانے سے طالبِ صادق کے درجے کو پہنچ گیا ہو مؤمن حکمی کہتے ہیں۔ غازی جو میدان جنگ میں شہادت کا کمال آرزو مند تھا۔ شربتِ شہادت سے بظاہر بے بہرہ رہنے پر بھی جس طرح خدا کے نزدیک اُس کا شمار شہیدوں میں ہے اسی طرح طالبِ صادق کو بھی جو باوجود اپنی تمام کوششوں کے دیدار سے مشرّف نہیں ہوسکا۔ حضرت امام خدا بیں و خدا نما نے زمرہ مُومنین میں شمار کیا ہے کیونکہ خواہ جہاد بالکفار ہو یا جہاد بالنفس ہو مجاہد[1] ہونا شرط ہے۔ غازی اور شہید اسی طرح مؤمن حقیقی اور مؤمن حکمی کے مدارج میں ضرور فرق رہیگا۔

قاعدہ کی بات ہے کہ مقصود ایک ہوتا ہے اور حصولِ مقصود کے لئے شرائط مختلف ہوتی ہیں۔ جب تک ان شرائط کی پابندی کما حقہ نہ کی جائے۔ گوہر مقصود ہاتھ نہیں آسکتا مثلاً نماز فرض ہے۔ نماز کے لئے جائے پاک۔ جامہ پاک۔ جسم پاک۔ وقت مقرّرہ وغیرہ خارجی شرائط بھی فرض ہیں۔ اگر ان شرائط میں سے ایک شرط کو بھی ترک کیا تو نماز نہ ہوئی۔ ان خارج فرائض کی تعمیل تو کرلی لیکن اگر داخلی فرائض مثلاً قیام۔ رکوع۔ سجود میں سے کسی ایک کو بھی ترک کیا تو بھی نماز فاسد ہوگئی۔ کیونکہ تکمیل نماز کے لئے خارجی اور داخلی دونوں قسم کے فرائض کی ادائی ضروری ہے۔ علاوہ بریں محققین کے نزدیک ابھی ایک شرط باقی ہے وہ خشوع اور خضوع ہے اور الفاظ حدیث میں ”واعبد ربک کانک تراہ“ ترجمہ :۔ اور اپنے پروردگار کی اس طرح عبادت کر گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے جب ظاہر و باطن تمام شرائط کی باحسن الوجوہ تکمیل کی گئی تب جا کر نماز نماز ہوتی ہے۔

اسی طرح بفرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ”خدا کو دیکھنا ضروری ہے تو دیکھنا

[1] مجاہد کی لغوی معنی ہے کوشش کرنے والا۔ خواہ کافہ مسلمین کے آلام و امن کے لئے ہو یا اپنے یہی تہذیب نفس و تزکیہ قلب و تصفیۂ روح کے لئے ہو۔ ۱۲ منہ

ہی چاہئے‘‘۔اور یہ بھی کیسا؟ بدرجہ اولیٰ چشم سر سے۔ اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو سکے تو چشم دل سے۔ اگر اس دولت سے بھی محروم رہے وخواب میں اور اس سے بھی بے فیض ہے تو بالکل اخیر درجہ یعنی طلب صدق میں رات دن لگا رہے۔‘‘ (فان الم تکن تراہ) فانہ یراك ’’ترجمہ:۔(اگر تو خدا کو نہیں دیکھ سکتا تو اس یقین سے عبادت کر کہ) تجھے دیکھ رہا ہے۔’’تراہ‘‘ مرتبہ مؤمن حقیقی ہے[1] اور ’’لم تکن تراہ‘‘ مرتبہ طالب صداق ہے۔ احسان کی بنا ان دو ہی باتوں پر ہے۔

اسی حصولِ مقصود کے لئے خارجی وداخلی شرائطِ نماز کی طرح شرائط ذیل لازم و ملزوم کردی گئی ہیں جن کو اصطلاح مہدویہ میں فرائض ولایت کہتے ہیں بعض نے پانچ بتائے ہیں۔ بعض نے چھ۔ بعض نے سات اور بعض نے دس تک شمار کیے ہیں[2] یعنی

| | |
|---|---|
| ۱۔ترکِ دنیا<br>۲۔ترکِ علائق<br>۳۔صحبت صادقاں<br>۴۔عزلت خلق<br>۵۔ذکرِ کثیر | یہ پانچ فرض ایک دوسرے سے ایسے جڑ ہوئے ہیں جیسے گھڑی کے پرزے۔ ایک پرزہ ڈھیلا پڑ گیا تو گھڑی کی رفتار سست ہو گئی اگر بگڑ گیا تو بند ہو گئی۔ اسی طرح ان پانچ فرض میں سے ایک فرض کی بھی ادائی میں جتنا قصور کیا اتنا ہی سالک کا راستہ سست ہو گا یا بالآخر بند ہو جائے گا۔ |

[1] بزرگان دین اس میں بھی ایک نکتہ پیدا کر کے فرماتے ہیں کہ تک تراہ مقام عاشقی ہے اور فانہ یراك مقام معشوقی ہے۔ پس نظر حقیقت سے دیکھا جائے تو درجہ فانہ یراك بڑھا ہوا ہے (سنت الصالحین جواب سوال نمبر ۳۹) ۱۲ منہ

[2] ملکِ دین حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے یا صحابہؓ سے ان فرائض کی تعداد و ترتیب مقرر نہیں ہوئی اسی وجہ سے تعداد و ترتیب میں اختلاف نظر آرہا ہے۔ لیکن اس ظاہری اختلاف سے اصول وارکان دین پر ذرہ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔۱۲

اوّلاً ترکِ دُنیا کا لفظ زبان سے ادا کرتے ہی اُسے ترک علائق کرنا ضروری ہوا۔ یہ علائق ایسے مضبوط ہوتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر نکل چلے بغیر نہیں چھوٹتے اس لئے ہجرت وطن لازمی ہوئی۔ دنیا چھوڑی اور ہجرت بھی کی لیکن مرشد کی صحبت بغیر راستہ نہیں مل سکتا اس لئے صحبتِ صادق فرض ہوئی۔ مرشد نے مریض جاں کو نہایت عمدہ نسخہ عنایت کیا لیکن ساتھ ہی سخت پرہیز بھی بتلایا وہ پرہیز عزلتِ خلق ہے۔ بغیر اس کے معالجہ بے سود ہے۔ مریض دوا کھا رہا ہے۔ پرہیز بھی کرتا ہے لیکن پیٹ میں غذا نہیں پہنچتی۔ غذا کا نہ پہنچنا سو بیماریوں کی ایک بیماری ہے۔ یہ ایسا مرض ہے کہ تمام تدبیروں اور مشقتوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ سب کچھ تدبیریں کرتے ہوئے چند ہی روز میں مرجائے گا۔ اس لئے ذکر کثیر جو روح کی غذا ہے فرض عین ہوئی۔ یہ سب فرائض درحقیقت اسی ایک فرض کی کامل ادائی کے لئے ہیں۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ ذکرِ کثیر کی برکت سے ذکرِ دوام عطا فرمائے گا''۔ پس ذکر کثیر شرط ہوئی اور ذکرِ دَوام اُس کی جزا۔ ذکر کثیر مؤمن ناقص کی صفت ہے اور ذکر دوام مؤمن کامل کی ف:۔۸۴

اگر ان فرائض کو تفصیلاً لکھا جائے تو توکل وتسلیم وترکِ عزلت ولذت (جن کو سیدنا مہدیؑ نے نفس کے وہ شہپر بتایا ہے اور اکتسابِ عشق جسکے بغیر دیدار محال ہے صحبتِ صادقین میں رہنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح سویت۔ عُشر۔ واجماع بھی اسی کے ضمن آگئے۔ سلطان اللیل۔ سلطان النہار اور نوبت ذکر کثیر میں داخل ہیں۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے ذاکرین کے مراتب بفرمانِ ربّ العزت اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ ف:۔۸۵

# مراتبِ ذاکرین

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ |
|---|---|---|---|---|
| شمار | اوقاتِ ذاکرین | اسمائے ذکر | مراتب ذاکرین | آیاتِ قرآنی |
| ۱ | آٹھ پہر کا ذاکر | ذکرِ دوام | مؤمن کامل | فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ (۴نسا۱۵/۱۰۳) ترجمہ۔ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے رہو (۱۲/۵) |
| ۲ | پانچ پہر کا ذاکر | ذکرِ کثیر | مؤمنِ ناقص | یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (۳۳احزاب۶/۴۲) ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کا ذکر ذکر کثیر کرتے رہو (۲۲/۳) |
| ۳ | چار پہر کا ذاکر | ذکرِ مخلوط[۱] | مشرک | وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ (۲بقرہ۲۰/۱۶۵) ترجمہ۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا (اوروں کو بھی) شریک خدا ٹھہراتے اور جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہیئے ویسی محبت اُن سے رکھتے ہیں[۲] (۴/۲) |
| ۴ | تین پہر کا ذاکر | ذکرِ قلیل | منافق | وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا (۴نسا۲۱/۱۴۲) ترجمہ۔ اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا (۱۸/۵) |

۱ انصاف نامہ وغیرہ کتابوں میں ذکرِ دوام۔ ذکرِ کثیر۔ ذکرِ قلیل یہ تین ہی نام ملتے ہیں چار پہر کے ذکر کے لئے کوئی لفظ نہ ملنے پر آیۂ "وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِھِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا" (۲/۱۱) سے راقم آثم ذکرِ مخلوط وضع کیا۔ چار پہر کے ذکر کے لئے بزرگانِ پیش کا تجویز کیا ہوا لفظ ملجانے پر ذکرِ مخلوط چھوڑ کر اُسی قدیم لفظ کو رواج دیا جائے۔۱۲۔

۲ مولانا روم فرماتے ہیں کہ۔ نیم بہر حق شوی نیمے ہوا — شرک اندر "ذکرِ حق" نبود روا

ے "ذکرِ حق" متصرف ہے اصل نسخہ میں "کارِ حق" ہے۔

ان چار مراتب میں پانچ پہر کے ذکر کو آپ نے فرض بتایا ہے۔ اس طرح کہ۔

''اوّل فجر سے ڈیرھ پہر دن چڑھنے تک اور ظہر سے عشا تک یادِ الٰہی میں بیٹھے اور شب کو ایک پہر نوبت میں شریک رہے''۔ ف:۔۸۶

ان اوقات کی اگر گھنٹوں کے ساتھ تطبیق دی جائے تو اس طرح ہوگی

اوقاتِ ذکراللہ

| شمار | اوقاتِ ذکراللہ | پہر | گھنٹہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | اوّل صبح یعنی ساڑھے چار بجے سے طلوع آفتاب یعنی چھ بجے تک | $\frac{1}{2}$ | $1\frac{1}{2}$ |
| ۲ | چھ بجے ساڑھے دس بجے تک | $1\frac{1}{2}$ | $4\frac{1}{2}$ |
| ۳ | ظہر سے عصر تک | 1 | 3 |
| ۴ | عصر سے مغرب تک (بیان قرآن) | $\frac{1}{2}$ | $1\frac{1}{2}$ |
| ۵ | مغرب سے عشا تک | $\frac{1}{2}$ | $1\frac{1}{2}$ |
| ۶ | نوبت | 1 | 3 |
| | کُل = | 5 | 15 |

نوٹ:۔ موسم کے لحاظ سے رات دن کے بڑھاؤ گھٹاؤ کے باعث پہر اور گھنٹوں میں فرق رہے گا۔ مثلاً گجرات میں جاڑوں کے ایّام میں ساڑے تیرہ گھنٹے کی رات اور ساڑے دس گھنٹے کا دن ہوتا ہے اور گرمیوں میں ساڑے دس گھنٹے کی رات اور ساڑے تیرہ گھنٹہ کا دن ہوتا ہے اس وجہ سے جاڑوں میں عشاء کے بعد سے اوّل صبح تک رات کے تین حصّے کیئے جائیں تو ہر نوبت نشین کو تین گھنٹے سے زیادہ بیٹھنا ہوگا اور گرمیوں میں پورے اڑھائی گھنٹے بھی نہیں ملیں گے۔

فائدہ:۔ تہجد کی نماز کا وقت عشاء کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے اس لئے نوبت نشین کو اختیار ہے خواہ اپنی پہلی نوبت میں نماز پڑھ لے یا اگر ہمّت ہے تو اُٹھ کر اخیر شب کو پڑھے سیدنا مہدیؑ نے پانچ پہر بتائے ہیں۔ اس پابندی میں بیان قرآن کی طرح نماز تہجد کی ادئی بھی آ گئی۔

(57) عقیدہ:۔ ونیز فرمودہ است کہ ''ایمان ذاتِ خدا است'' ف:۔۸۷

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ایمان ذاتِ خدا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ باصفا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''الولایت افضل من النبوت ''یعنی (میری) ولایت (میری) نبوت سے افضل ہے۔ جبکہ نبوت کی نسبت ولایت کا درجہ بوجہ تقرب الی اللہ بڑھا ہوا ہے تو ولایت کی ہر ایک بات نسبتاً اعلیٰ پیمانہ پر ہوگی اور چونکہ شریعت مصطفوی ولایتِ مصطفوی سے فیص اخذ کر تی ہے تو حقیقی شریعت کا معیار بھی دَر حقیقت شریعت اجتہادی سے بہت بلند ہوگا۔ یہ امر ظاہر ہے کہ سیدنا مہدیؑ کا مذہب تقلیدی شریعت نہیں ہے بلکہ بلاواسطہ عین اتباع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی نسبت آپ فرماتے ہیں'' شریعت بعد از فنائے بشریت است'' (شواہد الولایت)۔ ف:۔۸۸

پھر فرماتے ہیں ''شریعت ما عین حقیقت است'' (شواہد الولایت)۔ ف:۔۸۹

پھر فرماتے ہیں ''فروع عین اصول است'' (شواہد الولایت)۔ ف:۔۹۰

پھر فرماتے ہیں ''ابتدائے ما عین انتہا است'' (ایضا)۔ ف:۔۹۱

جبکہ شریعتِ محمدی کا مرتبہ اس قدر بلند بتایا گیا جہاں ائمہ دین کا قلم تک نہیں پہنچا تو ایمان کا جو اعلیٰ ترین درجہ سیدنا مہدیؑ نے بتایا اس سے کیسے متفق ہوسکتے ہیں؟۔

ایمان کی تعریف جو آپ نے "ذاتِ خدا" فرمائی اِسی طرح "شریعت بعد از فنائے بشریت است" جو فرمایا اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ جب تک خودی کا استیصال نہ کیا جائے نہ شریعتِ حقیقی نصیب ہوتی ہے نہ ایمان حقیقی اِسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ "بندہ کا بعث اُس وقت ہوا جبکہ دین صرف مجذوبوں میں رہ گیا تھا"۔ ف:۔۹۲

شریعت کے زاہد کی تمنا یہی ہوگی کہ بہشتِ حور و قصور مل جائے حالانکہ امام الاولیا۔ سردارِ دوسرا حضرت مہدی مراد اللہؑ فرماتے ہیں۔

باید شکست از ہمہ عالم برائے یار     آرے برائے یار دو عالم تواں شکست

ف:۔۹۳

پھر فرماتے ہیں (کلام مولانا روم)

ہشت جنت گر دہندت سر بسر     تو مشو راضی از آنہا درگذر

عالی ہمّت باش و دِل با حق ببند     تو ہمائے قافِ قُربی رَو بلند

پھر فرماتے ہیں ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ﴾ (۴۔۱۹/۱۳۶) ترجمہ :۔اے مسلمانو (جو) اللہ پر (ایمان بالغیب لا چکے ہو۔ اب اللہ کو دیکھ کر) ایمان لالو ف:۔۹۴ (۵/۱۷)۔ تقلیدی ایمان کی نسبت استدلالی ایمان کا درجہ بڑھا ہوا ہے اور استدلالی ایمان کی نسبت ایمان بالمعائنہ یعنی ایمانِ حالی کا اور ایمان کا انتہائی درجہ مغائبہ ہے جس کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "ایمان ما ذاتِ خدا است" اور دوسروں سے فرماتے ہیں "ایمان شما ذکر اللہ" ف:۔۹۵ (شواہد الایت) ۔یعنی ابھی تم ذاتِ خدا کو نہیں پہنچے۔اس لئے فرمان ہوتا ہے کہ "کوشش ذکر کنید تا حالتے پدید آید" الولایت ذات اللہ یہ حالت حصولِ مرتبہ ولایت مصطفیٰ

ہے جو کہ مقام دیدار اور ایمانِ حقیقی ورویتی ہے۔ ف:۔۹۶ پھر فرماتے ہیں ''دانا کا ایمان دانا نادان کا ایمان نادان[1]'' ف:۔۹۷ پھر فرماتے ہیں ''ما مذہب بصیراں اختیار کردہ ایم'' ف:۔۹۸ پھر فرماتے ہیں کہ ''میری تصدیق کی علامت یہ ہے کہ (۱) نامرد مرد ہو جائے یعنی طالبِ دنیا (جو کہ مخنث ہے) پھر طالبِ ذاتِ خدا ہو جائے (طالب مولا مذکرؔ) (۲) بخیل سخی ہو جائے یعنی جو شخص ایک پیسہ بھی فی سبیل اللہ نہیں دے سکتا تھا۔ راہِ خدا میں اپنی جان تسلیم کر دیتا ہے۔ (۳) اور اُمّی عالم ہو جائے یعنی جو شخص ایک حرف بھی نہیں جانتا (علم لَدُنّی ونور باطن کے فیضان سے) معانی قرآن بیان کرے'' (حاشیۂ انصاف نامہ) ۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''ہمارے کوئی (یعنی ہمارے لوگ خدا کو) دیکھتے دکھاتے مریں'' (حاشیۂ انصاف نامہ) ۔ پس جیسا مذہب ویسا ہی اس کے متبعین کے ایمان کا معراج۔ ربنا اٰتنا تصدیق المهدی کما هو التصدیق' ف:۔۹۹

عام طور سے دیدار کے تین مرتبے شمار کیے گئے ہیں جو ذیل میں بطور جدول مترادف الفاظ کے ساتھ بنظر اختصار بتلائے جاتے ہیں۔

---

[1] میرے مرشد سید نجی میاں صاحب اکیلوی کے جدّ امجد میاں سید نور محمدؒ ابن سید محمودؒ (مصنف رسالۂ محمود ور تعلیمات مہدی علیہ السلام) ابن بندگی میاں سید عیسٰیؒ ابن بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزمانؓ ابن بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدؓ اپنے فرزند میاں سید نصیر الدینؒ کو تعلیمی خط کے سلسلہ میں جو تاریخ ۳۔ محرم الحرام ۱۱۶۳ ہجری کو لکھا گیا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

''ازیں عبارت بنظر ظاہر بیناں چنیں می گذرد کہ ایمان عارف از ایمانِ غیر عارف متزاید است اما بنظر حقیر چنیں می آید کہ ایمانِ دانا نیز دانا است اما ایمان ناداں کہ آں مرتبہ لاعلمی است از ہمہ مراتب بالا است۔

چونکہ در عالم خدادانی　　　جہل علم است و علم نادانی

جہل = مرتبہ بے خودی۔ مرتبہ لاتعین۔ علم = مرتبہ تعین اوّل مرتبہ خودی۔ ۱۲ منہ

# مراتبِ دیدار

| | مراتب داخلی یعنی ولایت مصطفیٰ ﷺ کے تین درجے | | | مرتبہ خارجی |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | لاتعین | تعین اوّل | تعین ثانی | |
| ۲ | لاہوت ۲ | جبروت | ملکوت | ناسوت |
| ۳ | بینائی چشمِ سر ۳ | بینائی چشمِ دل | بینائی خواب | کوری چشم |
| ۴ | کامل فنا | نیم فنا | اندک فنا | مرتبہ نفس وخودی |
| ۵ | فنافی اللہ | فنافی الرسولؐ | فنافی الشیخ | فنافی الدنیا |
| ۶ | شدنی | چشیدنی | دیدنی | گفتنی |
| ۷ | ہمہ تن کلمہ | بینائے کلمہ | دانائے کلمہ | گویائے کلمہ |
| ۸ | حق الیقین | عین الیقین | علم الیقین | جہل مطلق۔ وہم وگمان |
| ۹ | مؤمن خاص الخاص | مؤمن خاص ۴ | طالبِ صادق مؤمن عام | منافق |
| ۱۰ | سَابِقٌ بِالْخَلْوَاتِ | مُقْتَصِدٌ | ظَالِمِ نفس | طالبِ دنیا |
| ۱۱ | معرفت | حقیقت | طریقت | ضلالت |
| ۱۲ | مرتبۂ ذات | مرتبۂ صفات | مرتبۂ افعال | مرتبۂ آثار |
| ۱۳ | تُخَلَّقُوْ بِاَخْلَاقِ اللہ سے معرفت خدا حاصل کیا ہوا | مرتبۂ مطلق کو پہنچا ہوا | قیدِ بشریت سے نکلا ہوا ۵ | مقیدِ نفس وہوا |
| ۱۴ | مغائبہ | معائنہ | مشاہدہ ۶ | ذکر لسانی |
| ۱۵ | احد۔ وحدت | احدیّت ۷ | واحدیّت | . |
| ۱۶ | تجلیٔ ذات | تجلیٔ صفات | تجلیٔ افعال | . |
| ۱۷ | مرتبہ ذات | مرتبہ اجمال | مرتبۂ تفصیل | . |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۸ | روح واصل | دلِ روشن | تنِ لطیف | جسم خاکی |
| ۱۹ | ذات بحث | تنزیہ | تشبیہ | ۔ |
| ۲۰ | لا الٰہ | الا اللہ | محمد رسول اللہ | مرتبہٗ کفر و شرک |

(58) عقیدہ:۔ و دیگر بعضے آیات را مخالفِ عقیدہٗ مجتہداں و مفسراں بیان کردچنانچہ در حصرِ ایمان:۔﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَاذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَ اِذَاتُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ (۸ انفال کا شروع) وطالبے کہ صفاتِ وے بالا مذکور است حکم او ہمیں داشت"۔ ف:۔۱۰۰

حاشیہ نمبر ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷۔

۱ اولیائے پیشیں ولایت محمد مصطفیٰ کو باعتبار ظہور و فیض رسانی تعین اوّل بتاتے ہیں۔ لیکن سیدنا مہدیؑ نے اپنے بائیں ہاتھ کے پوست مبارک کو چٹکی سے پکڑ کر فرمایا "یہ سب ولایت ہے" و نیز بندگی میاں لاڈ شاہؒ فرماتے ہیں کہ "اُسی مرتبہٗ احد (لاتعین) نے صورت مہدی میں ظہور کیا۔ پھر "لآن کما کان"۔ ذات من حیث ھی ھی کا ظہورِ اتم حضرت خاتمین علیہ السلام کی ذاتِ مبارک ہے اِن وجوہات سے گروہ مقدسہ میں علی العموم مرتبہ لاتعین کو ولایت مصطفیٰ کہتے ہیں اور اس کی تعریف اس طرح بھی کرتے ہیں کہ "ولایت مصطفیٰ صفت خالق۔ غیر مخلوق"۔۱۲ منہ

۲ لاہوت کے اوپر درجہٗ ہاہوت ہے۔۱۲ منہ

۳ بینائی چشم کے بعد "وارے چشم سر" ہے۔۱۲ منہ

۴ مومن خاص کو مومن موحد بھی کہتی ہے (شفاء المومنین) ۱۲ منہ

۵ ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں تا آنکہ از قید بشریت بیروں نیاید۔ و مطلق نہ شود۔ "وَتَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" حاصل نہ کند لائق معرفتِ خدا نہ گردد" (رسالہ شریفہ)۔۱۲ منہ

۶ اگر مراقبہ لیا جائے تو تین درجے اس طرح ہونگے۔ مراقبہ۔ مشاہدہ۔ معائنہ مشاہدہ بمعنی شہودِ قلبی چشمِ دل سے دیکھنا اور معائنہ بھی شہود یعنی چشم سر سے دیکھنا لیکن گروہ پاک میں مشاہدے سے شمار کرتے ہیں۔۱۲ منہ۔

۷ اکثر اولیائے پیش کے نزدیک احدیت۔ وحدت۔ واحدیت یہ ترتیب ہے۔ لیکن حضرت محی الدین ابن عربیؒ اور بندگی میاں ملک جی مہریؒ نے مرتبہ احدیت کو تعین اوّل بتایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "تعین اوّل ست احدیت۔۱۲ منہ

ترجمہ:۔آپ نے مفسرین و مجتہدین کے عقیدہ کے خلاف بعض آیتوں کا بیان کیا۔ چنانچہ حصر ایمان کی نسبت آپ نے یہ آیت پڑھی۔﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ﴾......ترجمہ(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) مومنِ (حقیقی) تو بس وہی (بندگانِ خدا) ہیں کہ۔

۱۔ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل (ہیبتِ جلال و عظمتِ کبریائی سے کانپ اٹھتے ہیں)۔

۲۔ اور جب آیاتِ الٰہی اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو (عمل صالح سے) اور بھی زیادہ کر دیتی ہیں۔

۳۔ اور (ہر حال میں) اپنے پروردگار پر (ایسا) توکل کرتے ہیں (کہ اسباب وسائط سے نظر اٹھا کر اللہ ہی اللہ کو دیکھتے ہیں)۔

۴۔ جو نماز (توجہ باطنی کے ساتھ) پڑھتے ہیں۔

۵۔ اور ہم نے جو اُن کو روزی دی ہے اُس میں سے (بقدرِ ضرورت رکھ کر خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں (کہ اُنکو ذاتِ خدا کے سوا کسی چیز سے اُنست نہیں ہے)۔

(سورۂ انفعال کا شروع)۔

یہی ہیں مومن حقیقی پس جس طالب میں مذکورۂ بالا صفات پائی جائیں اُس کا حکم وہی ہے"۔

پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا امام علیہ السلام کا درجہ مجتہدین و مفسرین سے بالاتر ہے۔ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مجتہدین و مفسرین کا اجتہاد کبھی غلطی پر ہوتا ہے اور کبھی صحیح۔ جبکہ اُن کا کلام متحمل خطا و صواب ہے اور سیدنا مہدیؑ کے فرمانِ پاک میں غلطی کا کبھی وہم و گمان بھی پیدا نہیں ہو سکتا تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ

جب کبھی سیدنا اور اماموں کے کلام میں خلاف واقع ہوگا تو سیدنا کے فرمان کو بلاشک وشبہ ترجیح دیجائیگی۔

برخلاف مجتہدین ومفسرین کے سیدنا مہدیؑ نے فرمان خدا سے عمل کو جز وایمان بتایا ہے۔امام شافعی صاحبؒ بھی عمل کو جز وایمان بتا کر فرماتے ہیں کہ "ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے" (ق) لیکن امام اعظم صاحبؒ اس کے برعکس فرماتے ہیں" کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے" (ق)۔سیدنا مہدیؑ نے فرمایا" امام اعظمؒ نے اپنے ایمان کی خبر دی ہے جو کامل ہو چکا تھا۔[1] ف:۔۱۰۱ (سیر مسعود)۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ" ہر وقت کہ مؤمن گناہ کند ایمان از و بیروں می شود و چوں ازاں گنہ توبہ کند ایمان باز در آید" ف:۔۱۰۲ (حاشیہ انصاف نامہ)۔

پھر فرماتے ہیں کہ" مؤمن مجاہد گاہے مؤمن گاہے کافر" ف:۔۱۰۳ (شفاء المؤمنین)۔

پھر فرماتے ہیں کہ" مؤمن عمداً گناہ نہ کند دہر کہ عمداً گناہ کند او کافر است" (مکتوب قاضی منتخبؒ) ف:۔۱۰۴۔

پھر فرماتے ہیں کہ" مصرِ گناہ کبیرہ جاوید در دوزخ بماند" ف:۔۱۰۵۔

پھر فرماتے ہیں کہ" قبولیت بندہ عمل است بغیر عمل قبولیت مردود" (انصاف نامہ) ف:۔۱۰۶۔

پھر فرماتے ہیں کہ" دعوی بے عمل مردود" (انصاف نامہ) ف:۔۱۰۷۔

پھر فرماتے ہیں کہ" جب تک تم میں عمل ہے بندہ تم میں ہے" (مولود مہدی) ف:۔۱۰۸

پس مہدیؑ کی حقیقی تصدیق وہی ہے کہ آپ کے فرمودہ پر عمل کیا جائے۔وہ

[1] بندگی میاں سید خوندمیرؓ مصنف عقیدہ شریفہ نے" رسالہ مقصد ثانی" میں ایمان کے بڑھاؤ گھٹاؤ کی نسبت متکلمین کے طرز پر تفصیلاً بحث کی ہے۔۱۲منہ

عمل ترکِ دنیا۔ ہجرت وطن۔ عزلت خلق وغیرہ فرائض ولایت وحد ودِ دائرہ ہیں۔ اگر عمل نہیں کرتا تو اس کی تصدیق رَد ہے۔ ہم کسی کچہری ملازم ہیں اگر دو چار روز کسی وجہ معقول سے نہ جاسکے افسر معاف کردے گا لیکن بلاعذر و اطلاعِ افسر چار چھ مہینے اُس طرح رُخ ہی نہ کریں تو کیا ہم کو تنخواہ ملتی رہیگی یا ہمارا نام فہرست ملازمین میں قائم رہے گا؟ پس جب سلطان دو جہاں کے فرمان سے بالکل بے اعتنائی کی جائے اور اُس کے خلاف مرضی رات دن مشاغلِ دنیوی میں گھُسے رہیں تو آخر کیا گت ہوگی! گو قرآن مجید کے معنی نہ پڑھے ہوں۔ اس قسم کی احادیث بھی نہ سنی ہوں باوجود اس کے ہر شخص کا قلبِ سلیم کہہ دے گا کہ ﴿وَاَمَّامَنْ طَغٰی وَ آثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَافَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاوٰی﴾ (سورہ سبح اسم) ترجمہ:۔ اور جس شخص نے (خواہ وہ سید اور مصدق ہی کیوں نہو) سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو اختیار کیا تو بیشک دوزخ ہی اُس کا ٹھکانا ہے (پارہ عم)۔

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''بہت سے لوگ محمد محمد کہتے دوزخ میں جاویں گے تو کیا مہدی مہدی کہتے دوزخ میں نا جاویں گے'' یہ وہ لوگ ہیں جو زبان سے تو کلمہ اور تصدیق کہتے ہیں لیکن عمل صالح نہیں کرتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فَخَلَفَ مِنْ م بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ﴾ (۱۹ مریم۔۴/۶۰)۔ ترجمہ:۔ پھر انکے بعد ایسے ناخلف (پیدا) ہوئے جنھوں نے نمازیں کھوئیں اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے سو اُن

کی گمراہی اُن کے آگے آئیگی۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیئے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہو گے (۶۱/۷)۔ ق:۔۱۰۹

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''نبوّت میں ۷۳ فرقوں میں ۷۲ ہالک[1] اور ایک ناجی ہے۔ یہاں ولایت ہے اس لئے ۷۴ فرقوں میں ۷۳ ہلاک (دوزخی) اور ایک ناجی جنّتی) ہے'' ق:۔۱۱۰ یہ فرقہ ناجیہ فقرائے حِزبُ اللّٰہ کا ہے۔ جنہوں نے عرفان وعمل سے ﴿بحکمِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی﴾ اپنے نفوس کو پاک کر کے ''آئیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ'' اللہ اُن سے خوش اور وہ اللہ سے خوش'' کے مصداق بن گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آیہ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ﴾ میں جو اوپر گذری ہے مومن حقیقی کی ﴿اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ پانچ صفتیں بتلائیں ہیں ان کی تطبیق ولایت کے پانچ فرض سے اِس طرح ہوسکتی ہے کہ۔

پہلی صفت جو خوفِ خدا ہے تمام قسم کے ظاہری وباطنی گناہ اِسی طرح شرک جلی وخفی سے بھی بچاتی ہے اس لئے اس کو زبانِ تصوّف واصطلاعِ ولایت میں ﴿اِتّقا﴾ یعنی غیر اللہ سے پرہیز کہتے ہیں جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ﴾ (۵۹ حشر۔۳/۸۱۔۱۹)۔ ترجمہ:۔ اے مسلمانو اللہ سے ڈرو، اور جس کو اسی عقیدہ کے اخیر میں حضرت مصنفؒ نے پرہیز یدن عما سوی اللہ فرمانِ مہدیؑ سے فرض بتایا ہے۔

---

[1] بقاعدۂ حساب ابجد وتمام فرقے ناری ہیں جو بے مہدی یعنی منکرِ مہدی موعود ہیں۔ بہترواں فرقہ جس نے مہدیؑ کا نام تک نہیں سنا اُس کا حساب خدا کے ساتھ ہے تہتّرواں فرقہ جو حقیقی مصدق ہے فی الحقیقت وہی فرقہ ناجی ہے۔ اسی طرح بہتر فرقے جن میں حسد کی آگ بھڑک رہی ہے ناری اور ایک ہی فرقہ جو ظاہر وباطن تابع حضرت رسول مقبولؐ ہے وہی مقبول وناجی ہے۔ ۱۲ منہ

| | |
|---|---|
| ''ماسوی اللہ سے پرہیز'' کہویا<br>''روے دلِ خود را از غیر حق گردانیدہ است'' کہویا<br>''ترک علائق'' کہو۔ | سب ایک ہی مطلب لئے ہوئے ہیں |

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

باید شکست از ہمہ عالم برائے یار　　آرے برائے یار دو عالم تواں شکست

یعنی ﴿قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ﴾ (۱۱/۱) اللہ بول سب کو چھوڑ۔ پس ترکِ علایق مؤمن حقیقی کی صفت ٹھہری۔

اِن آیتوں میں مؤمن حقیقی کی دوسری صفت ترقی ایمان بتلائی گئی ہے جو کلام الٰہی کے سمجھنے اور اُس سے متاثر ہونے کے لئے اُس علم کی سخت ضرورت ہے۔ جس کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''دانستن ایمان'' ف:۔۱۱۱ پھر فرماتے ہیں۔ (زاد المسافرین)۔

''علمے بہ طلب کہ با تو ماند　　علمے کہ ترا زو رہا ند

گر علم فریضہ را نہ خوانی　　تحقیق صفات حق نہ دانی''

ف:۔۱۱۲ (انصاف نامہ باب ۱۰)۔

پھر فرماتے ہیں ''ہر کس خدائے را می بیند امّا نمی شناسد'' پس شناخت حق یعنی عرفان کی ضرورت ہوئی۔ لیکن نرا عرفان غیر مفید ہے اسلئے کہ ''قبولیت بندہ عمل است'' ف:۔۱۱۳ صاحب زاد المسافرین فرماتے ہیں۔

علم نر آمد و عمل مادہ　　دین و دولت از وشد آمادہ

یہ دولتِ دیدار مرشدِ کامل کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿یَا یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہ وَ کُوْ نُوْمَعَ الصَّادِقِیْنَ﴾ (۹۔ توبہ۔۱۵/۱۱۹)۔ ترجمہ۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقین کیساتھ ہو جاؤ، اور سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ "روئے دل خود را سوئے مولا آوردہ است" پس مؤمن حقیقی کی دوسری صفت صحبت صادقاں ہے۔

آیاتِ مذکورہ میں مؤمن حقیقی کی تیسری صفت توکل بتلائی گئی ہے۔ مبتدی کو عزلتِ خلق بغیر یہ دولت ہرگز ہرگز نصیب نہیں ہوتی۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ "از دنیا و خلق عزلت گرفتہ است" پس مؤمن حقیقی کی تیسری صفت بفرمانِ مہدی عزلتِ خلق ہے۔ مؤمن حقیقی کی چوتھی صفت نماز ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلوٰ اتِھِمْ دَائِمُوْنَ﴾ (۷۰۔۱/۲۳) اور وہ اپنی نماز پر دائم (وقائم) ہیں (۲۹/۷) اسی سلسلۂ بیان میں پھر فرماتا ہے۔ ﴿وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلوٰ اتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ﴾ (۷۱۔۱/۳۴) ۔ترجمہ :۔ اور وہ اپنی نماز (ظاہر و باطن) کی حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی ﴿الوضوء انفصال و الصلوٰۃ اتصال﴾ وضو فصل ہے اور نماز وصل ہے اور سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "ہموارہ مشغول بخداست" مشغولی حق وہی ذکرِ کثیر ہے جس کی بدولت بفرمانِ مہدی علیہ السلام ذکر دوام حاصل ہوتا ہے۔ پس مؤمنِ حقیقی کی چوتھی صفت ذکرِ کثیر ہو۔

مؤمن حقیقی کی پانچویں صفت بذل و انفاق بتلائی گئی ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیہ ﴿لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ ترجمہ۔ جب تک کہ وہ چیز جو تم کو عزیز ہو (راہ خدا میں) صرف نہیں کرو وہاں تک (اصل)

بھلائی (یعنی دیدارِ خدا) کو نہیں پہنچ سکو"۔ ف:۔۱۱۴ کا بیان کرتے وقت فرمایا "اللہ تعالیٰ تلوار گھوڑا نہیں مانگتا تمہاری جان عزیز مانگتا ہے"۔ یعنی ﴿موتوا قبل ان تموتوا﴾ ترجمہ۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مرنے سے پہلے مر جاؤ" یہ دولتِ ظاہر و باطن ترک دنیا سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ فرماتے ہیں ﴿الدنیا نفسک فاذا افنیت فلا دنیا لک﴾ ترجمہ :۔ دنیا تیرا نفس ہے جب تو نے نفس کو فنا کر دیا تو تیرے لئے دنیا نہیں ہے اور سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "حیاتِ دنیا کفر است یعنی زیستن بجاں کہ آں راہستی وخودی می گویند" ف:۔۱۱۵۔ پھر فرماتے ہیں "ہمت از خود بیروں آمدن می کند" پس مؤمن حقیقی کی پانچویں صفت ترکِ دنیا اسی آیت سے ثابت ہوتی ہے ۔﴿واللہ اعلم باصواب﴾

اوپر کا بیان ناظرین کی مزید سہولت کیلئے نقشہ کے طور پر لکھا جاتا ہے۔

## حصرِ ایمان

### (یعنی صفاتِ مؤمن حقیقی)

| شمار احکام | ۱ | ۲ | ۳ |
|---|---|---|---|
| | فرائض ولایت | صفاتِ طالب صادق | صفاتِ مؤمن حقیقی |
| ۱ | ترکِ دنیا | ہمت از خود بیروں آمدن می کند | بذل وانفاق |
| ۲ | ترکِ علائق | روے دل خود را از غیر حق گردانیدہ است | اتقا یعنی ماسوی اللہ سے پرہیز |
| ۳ | صحبت صادقاں | روے دل خود را سوے مولا آوردہ است | ترقی ایمان |
| ۴ | عزلتِ خلق | از دنیا خلق عزلت گرفتہ است | توکل |
| ۵ | ذکر کثیر | ہموارہ مشغول بخداست | نماز |

گروہِ مقدسہ مہدی علیہ السلام میں دو ہی فریق ہیں ایک فرقہ وہ ہے جس میں صفتِ نفسِ ایمان موجود ہے اور دوسرا فرقہ وہ ہے جس میں صفتِ نفسِ ایمان بھی نہیں ہے۔

فَرِیْقٌ الْجَنَّةِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (۲/۲۵) سیدنا مہدی علیہ السلام نے ان دونوں فریق کی تعریف بیانِ حصولِ عشق کے ضمن میں اس طرح فرمائی ہے کہ ''طالب کیلئے کیا چیز فرض ہے جس سے وہ خدا کو پہنچے''؟ ف:۔۱۱۶ اپنے اس سوال کا آپ خود ہی جواب دیتے ہیں کہ ''وہ چیز عشق ہے''۔ پھر فرماتے ہیں کہ عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ اس کا جواب آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ ''(۱) اپنے دل کی توجہ ہمیشہ خدا کی طرف ایسی لگائے رکھے کہ دل میں کوئی چیز آنے نہ پائے (۲) اس کام کیلئے ہمیشہ خلوت اختیار کرے اور (۳) کسی سے بھی نہ ملے۔ نہ اپنوں سے نہ پرایوں سے (۴) کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ کھاتے پیتے ہر حالت میں حق کا ملاحظہ رکھے''۔ یعنی صفتِ نفس ایمان یہ ہے۔ (انصاف نامہ باب ۱۱)

سیدنا مہدیؑ کلمہ طیبہ کی چار قسمیں بتلاتے وقت فرماتے ہیں۔ ﴿ کلمہ لا الہ الا اللہ بر چہار قسم است۔ یکے لا الہ الا اللہ گفتنی است۔ دویم لا الہ الا اللہ دیدنی سیوم لا الہ الا اللہ چشیدنی است۔ چہارم لا الہ الا اللہ شدنی است۔ ایں ہر سہ مراتبِ ہمہ انبیاء و اولیا اند یعنی علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و یکے قسم کہ لا الہ الا اللہ گفتنی ماندہ است از میاں ایں چہار قسم صفتِ منافقاں است کہ نفس ایمان ندارند۔ دکسے کہ نفس ایمان ہم ندارد از عذب چگونہ رھد''؟

''مگر طالبِ صادق کہ روئے دل خود را از غیر حق گردانیدہ است و روئے دل خود را سوئے مولا آوردہ است و ہموارہ مشغول بخدا است و از دنیا و خلق

عزلت گرفتہ است و ہمہ از خود بیروں آمدن می کند" ایں چنیں کس را ہم حکم ایمان کردند۔ یعنی صفتِ نفسِ ایمان ایں است (انصاف نامہ باب ۱۱)

ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ اپنی دوسری تصنیف رسالہ شریفہ میں فرماتے ہیں۔ " ذکر اللہ فرض (وقتیہ نہیں بلکہ فرض) دوام ہے۔ پس جو شخص لا الہ الا اللہ گفتنی یعنی ذکر لسانی کرتا ہے وہ بات کرتے اور کھاتے پیتے کیسے ذکر اللہ کر سکے گا! اور جب ان حالتوں میں ذکر اللہ نہ کر سکا تو وہ غافل ہے اور غفلت منافقوں کی صفت ہے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾ (۷، اعراف۔۲۲/۱۷۹)۔

ہم نے بہت سے جنات اور آدمیوں کو دوزخ کیلئے پیدا کیے ہیں۔ اُن کے دل (تو) ہیں (لیکن کسی بھی حقیقت کو) پا نہیں سکتے۔ اور اُن کو آنکھیں (تو) ہیں (لیکن دیدار خدا) نہیں دیکھ سکتے۔ اور اُن کو کان (تو) ہیں (لیکن) ان سے (حق بات) نہیں سُنتے۔ یہ لوگ چوپایوں کے جیسے ہیں بلکہ (حیوانوں سے بھی) زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (خدا سے) غافل ہیں۔" (۱۲/۹)

سیدنا مہدی رعلیہ السلام فراتے ہیں۔

ہرآں کو غافل ازوے یک زمان است | درآں دم کافر ست اما نہان است

کسے کو غافلِ پیوستہ باشد | درِ اسلام بروے بستہ باشد

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ (۶، انعام۔۱۴/۱۲۱) ترجمہ:۔ ظاہری اور

باطنی (دونوں قسم کے) گناہ چھوڑ دو۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اس آیت کو گروہ کی صفت بتائی ہے ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾ (۳۵ فاطر۴،۴/۳۲) ف:۔۱۱۹ ۔ترجمہ:۔ہم نے لوگوں میں سے ہمارے برگزیدہ بندوں کو کتاب کا وارث کیا۔ جن میں بعض ظَالِمِ نفس یعنی ملکوتی ہیں اور بعض مُقْتَصِدْ (بمعنی میانہ رو) یعنی جبروتی ہیں اور بعض حکمِ خدا سے سَابِقٌ بِالْخَیرَاتْ یعنی لاہوتی ہیں" (۱۶/۲۶)۔ پس جو شخص علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ یعنی مرتبۂ اندک فنا۔ نیم فنا۔ تمام فنا سے جو کہ مراتبِ ولایت ہیں باہر ہو وہ ناسوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ ناسوتی بفرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام کافر ہے۔ (انصاف نامہ)

پس نفسِ ایمان طالبِ صادق یعنی مؤمنِ حکمی کی صفت ہے اور جس میں نفسِ ایمان بھی نہیں ہے وہ "غافل اور منافق ہے جسکی نسبت سیدنا امام علیہ السلام فرماتے ہیں "وہ عذاب سے کیسے بچ سکے گا" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (۴،نسا۲۱/۱۴۵) ف:۔۱۱۳ ترجمہ:۔منافق تو بس دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے۔ (۵/اخیر)۔ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (۹/۸)

عقیدہ:۔ وجاودانی در دوزخ بدیں آیت فرمود ﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خَا

لِدُوْنَ (۲بقر۹/۸۱)۔ ودیگر ﴿ وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآ ئُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴾ (۴نساء ۹۳/۳۱)۔

ترجمہ:۔ اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ آیت بیان فرمائی بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً ....... ترجمہ:۔ واقعی بات تو یہ ہے کہ جو شخص کہ کرے بدی اور اُس کے گناہ اُس کو (ایسا) گھیر لیں (کہ دیر از دیر مرتے وقت بھی توجہ و ترک سے بے بہرہ رہے) تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے۔ (۹/۱)۔

ونیز یہ آیت بھی بیان فرمائی وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا ........ ترجمہ:۔ اور جو (مسلمان یا کافر) دیدہ ودانستہ کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اُس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا۔ اور اُس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اور اللہ کی پھٹکار پڑیگی اور خدا نے اُس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰/۵)

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اِن دونوں آیتوں میں مَنْ (یعنی جو شخص) کو عام اور مطلق بتایا ہے کسی فرقہ یا ذات پات کی خصوصیت نہیں فرمائی۔ پس کسی بھی مفسر یا مجتہد کا قول جو فرمانِ مہدی علیہ السلام کے خلاف ہو غلط ہے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''کوئی مومن دوزخ میں نہیں جائیگا اور جو دوزخ میں گیا پھر نکلنے کا نہیں ف:۔۱۲۲ ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا﴾۔

پھر فرماتے ہیں کہ ''مومن کی پاکی کھاٹ میں یا قبر میں'' ف:۔۱۲۳۔

# مومن کی پاکی کھاٹ میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡـًٔا وَّ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ۚ وَ عَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡـًٔا وَّ ہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ (۲بقرہ۲۶/۲۱۶)۔

ترجمہ:۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہی چیز تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجیب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۰/۲)۔ اس میں شک نہیں کہ مدت دراز کی بیماری جو سب کو بُری لگتی ہے درحقیقت ایک ایسا گنجِ شایگاں ہے کہ جو بات زمانہ دراز کی محنتوں سے نصیب نہیں ہوتی وہ بفضلِ ایزدی مہینوں میں حاصل ہو جاتی ہے۔ چلتا پھرتا آدمی بیمار پڑتے ہی قیدِ قدم میں آگیا۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''دم وقدم رانگہدار'' کھانے پینے کا شوق۔ لباس کا شوق۔ عزت و آبرو پیدا کرنے کا شوق گھٹا چلا۔ ف:۔۱۲۴۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''عزت ولذّت راگزار'' بات کرنا بھی اُسے پسند نہیں آتا۔ بس اکیلے خاموش پڑے رہنے کو دل چاہتا ہے۔ ف:۔۱۲۵۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں'' اِس کام کے لئے یعنی عشقِ الٰہی پیدا کرنے کی غرض سے خلوت اختیار کرے اور کسی سے ملنا ملانا نہ رکھے نہ اپنوں سے نہ پرایوں سے'' مریض کا دِل چوطرف سے ٹوٹا ہوا رہتا ہے۔ مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

آرے برائے یار دو عالم تواں شکست ... باید شکستہ از ہمہ عالم برائے یار

ف:۔۵۲۔

پھر فرماتے ہیں۔

الٰہی دل بجائے بستہ گردد ... کزاں دل بستگی جاں رستہ گردد

مبادا دل بجائے بستہ گردد	کزاں دل بستگی جاں خستہ گردد

ف:۔۱۲۶۔

عمدہ عمدہ علاج کرتے ہوئے روز بروز بیماری بڑھتی چلی جانے سے مریض کا دل اسبابِ ظاہری سے اُٹھ جا کر خدا ہی کو اپنا شافیِ مطلق اور ہر طرح کا کارساز عملاً سمجھنے لگتا ہے۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''جو مانگتا ہے اللہ ہی سے مانگ اور لوگوں سے بے غرض رہ'' ضعیف بڑھتے بڑھتے بے اختیارِ محض ہو جاتا ہے۔ ف:۔۱۲۷۔ سیّدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''بے اختیار بختیار است'' اُس کا دِل بچہّ کے جیسا نرم ہو جاتا ہے اور جو نیک بات کہو اُس سے فوراً متاثّر ہوتا ہے۔ یہ ایسے اسباب ہیں جن سے بالآخر اُس کو ترکِ دنیا و ہجرت وطن کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ فرماتے ہیں کہ ''مومن کو چار وقت عطاے باری حاصل ہوتا ہے (۱) زحمت کے وقت (۲) اخراج کے وقت (۳) فقر و فاقہ کے وقت اور (۴) نزاع کے وقت۔ ایسے وقت مرشد کی صحبت میں رہنا ضروری ہے''۔ (حاشیہ) پس مؤمن کی پاکی کھاٹ میں (یعنی پلنگ پر) کے یہی معنی ہیں واللہ اعلم بالصواب

**فائدہ**:۔ سیدنا مہدی علیہ السلام نے لفظ ''مؤمن'' سے مریض کی تخصیص کر دی۔ اِس لئے کہ جن کی روحیں روزِ ازل میں اہلِ ایمان ہیں اُن ہی کو یہ دَولت نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ بہت سے نام کے مسلمان مدّتوں کی بیماری اُٹھانے کے بعد بھی زبانِ حال سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے مرجاتے ہیں۔

دنیا کے جو مزے ہیں ہر گز کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

دریغا کہ بر خوانِ الوانِ عمر	دمے چند خوردیم و گفتند بس!
دریغا کہ بے ما بسے روزگار	بروید گل و بشگفد لالہ زار!
(سعدی)

# مومن کی پا کی قبر میں

خدائے ارحم الراحمین جب کسی بندہ پر اُس کے مرنے کے بعد بھی اپنا فضل وکرم کرنا چاہتا ہے تو ظاہر و باطن کئی اسباب اور کئی واسطے میّت کی نجات کے لئے پیدا کر دیتا ہے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

در ازل ما مستحقّاں کے بُدیم — کہ بدیں جان و بدیں دانش شدیم
ما نبودیم وتقاضا ہم نبود — لطفِ تو ناگفتۂ ما می شنود

پہلی مثال:۔ حضرت ولایت مآب علیہ السلام کی عادتِ مبارک یہ تھی کہ آپ کے دائرہ مبارکہ میں جب کسی مہاجر کی میّت ہو جاتی مشتِ خاک اور فاتحہ خوانی کے بعد اُس کی نسبت بشارت فرماتے۔ ایک روز ایک فقیرِ دائرہ کے انتقال پر مشتِ خاک وفاتحہ خوانی کے بعد آپ خلافِ عادت خاموش رہے اور زبانِ مبارک سے کچھ بھی بشارت نہ دے کر واپس دائرہ عالیہ میں تشریف لائے۔ تین روز کے بعد اللہ تعالیٰ سے آپ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص فقر و فاقہ کے ایام میں دل ہی دل میں یہ کہتا تھا کہ ''میرے سگے دولتمند ہیں اُن کو معلوم ہے کہ یہاں اکثر فاقہ کشی رہا کرتی ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی میری خبر نہیں لیتا!'' یہ خطرہ دل ہی دل میں رکھتا تھا۔ نہ کسی سے اِس تکلیف کا ذکر کیا نہ دائرہ چھوڑ کر کسی موافق[1] (کاسب) کے گھر گیا۔ نہ کسی سے کچھ مانگا۔ لیکن خرابی یہ ہوئی کہ مرے دَم تک اُس کے دل سے یہ خطرہ نہ مٹا ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ

---

[1] اصحابہ تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں مصدقِ مہدی کو موافق کہتے تھے۔ خواہ کاسب ہو یا فقیر یہ لفظ مخالف یعنی منکرِ مہدی کے مقابلہ میں وضع کیا گیا تھا۔ ۱۲ منہ

اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ یُحَا سِبۡکُمۡ بِهِ اللّٰهُ﴾ (۶۔۱۴/۱۲۱)۔ ترجمہ:۔اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ اُس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا۔ (۸/۳)۔

یہ بندۂ خدا اِس خطرہ کے باعث خدا کے ہاں گرفتار ہو گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''اے سیّد محمد ہم نے محض تمہاری مروّت سے اِسکو بخش دیا[1]۔ (انتخاب المواليد)۔

دوسری مثال:۔ جناب ولایت مآب علیہ السلام گلبرگہ تشریف حضرت سید محمد گیسودراز قدس اللہ سرہٗ کے روضہ سے نکل کر باہر تشریف لے جاتے وقت فرمانے لگے کہ ''ارے آپ کے پوتے کو آپ سے اِس قدر نزدیک عذاب ہو رہا ہے اور حضرت کو خبر تک نہیں ہے'' ف:۔۱۲۹۔ آپ کا پوتا حالتِ گناہِ کبیرہ میں ایک کسبی کے گھر اُس کے دوسرے یار کے ساتھ مارا گیا تھا۔ (سیر مسعود)۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں......... لا یزنی الزانی حین یزنی وھو کافر ...زانی حالتِ زناکاری میں کافر ہے۔ (پارہ حدیث)۔

تیسری مثال:۔ بندگی میراں سید اجمل ابنِ میراں علیہ السلام کے مانڈوگڈھ مالوہ کے قدیم قبرستان میں دفنائے جانے پر سیدنا مہدیؑ کو اللہ تعالیٰ

---

[1] سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''بندہ کی ایک نظر ہزار برس کی مقبول عبادت سے بہتر ہے'' ف:۔۱۲۸ ثانی امیرؓ فرماتے ہیں ''حضرت میرانؑ کے حضور لائی ہوئی میت پر آپ کی نظر پڑتے ہی اُس کی نجات ہو جاتی۔'' حضرت کی عمر بھر میں صرف یہی ایک واقعہ محض ہماری تنبیہ و ہدایت کیلئے ہی کہ ہجرت ظاہری کے ساتھ ہجرتِ باطنی کا بھی تحفظ رکھا کریں تا کہ تجرید اور تفرید دونوں کے مصداق بن جائیں۔ ۱۲ منہ

نے بشارت دی کہ "اے سید محمد ہم نے سید اجمل کے واسطے سے اِس قبرستان کے تمام گنہگارانِ معذبین کے گناہ معاف کر کے اُن کو نجاتِ ابدی عطا کی"۔

ف:۔١٣٠ روایت ہے کہ اُس قبرستان میں ساڑھے تین سو حافظِ کلام اللہ کو عذاب ہورہا تھا۔ اِن کو بھی نجات ہوگئی۔

چوتھی مثال:۔ ایک روز بندگی میاں شاہ نظامؓ اپنے دائرہ انودرہ سے باہر تشریف لے جارہے تھے۔ دائرہ سے جنوب میں ایک کوس پر ملک منجھو جی خطائی جھینجھواڑیہ[1] کی قبر پر سے گذرے۔ یہ شخص آپ کا بڑا ہی معتقد تھا۔ آپ نے دیکھا کہ ملکِ صاحب کو عذاب ہورہا ہے۔ سبز پتہ قبر پر رکھتے ہی عذاب موقوف ہوگیا۔ ق (خاتم سلیمانی)۔

پانچویں مثال:۔ بندگی میاں شاہِ دلاور رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ بی بی منورہ کے انگلی سے آئے ہوئے فرزند کا چوتھانہ کیا اور چہلم کیا۔ فقیروں کے دریافت کرنے پر فرمایا۔ "چوتھا کِس کا کرتا۔ اُس کا عذاب ہورہا تھا۔ اب خدا نے بخش دیا۔ اِس کے شکریہ میں چہلم کیا" (پنج فضائل)۔

چھٹی مثال:۔ بندگی ملک الہداد رضی اللہ عنہ کے دائرہ معلّی میں بوڑھیا کے مرنے اور اُسکو نجاتِ ابدی حاصل ہونے کی نقل مشہورِ عام ہے۔ (خاتم سلیمانی)

ساتویں مثال:۔ حضرت شہاب الحق ابنِ حضرت ثانی امیرؓ فرماتے ہیں "بندہ کی مُشتِ خاک سے بخشے جاتے ہیں"۔ (دفتر دوم)۔

---

[1] جھینجھواڑہ (پرگنہ جھالاواڑ علاقہ کاٹھیاواڑ ملک گجرات) آپ کی جاگیر میں تھا اس لئے اسی نام سے مشہور ہوگئے۔ یہ گاؤں موضع دساڑہ سے سات کوس پر ہے۔ ۱۲ منہ

آٹھویں مثال:۔ گروہِ مقدسہ میں ہر شخص کو اپنے مرشد یا کسی بزرگ کے اپنی میّت پر نماز پڑھنے اور مشتِ خاک دینے کی کمال آرزو رہتی ہے اسی طرح کسی بزرگ کے حظیرہ میں اُس کے زیر سایہ دفنانے کی وصیت کی جاتی ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ کسی بھی بہانے سے بندۂ عاصی کی نجات ہو جائے۔

نویں مثال:۔ اِسی طرح عرس کی نسبت بھی سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''جب تک بندۂ خدا نیاز کا کھانا کھاتا رہتا ہے اگر ارواح معذّب ہے تو اُس وقت تک اُس کو نجات ملتی ہے۔'' ف:۔۱۳۱ اور بندگی ملک نجن کے والد ملک احمد کے عرس کا کھانا کھانے پر سیدنا مہدیؑ نے فرمایا ''تمہارے والد بخشے گئے''۔(خاتمِ سلیمانی) ف:۔۱۳۲۔

دسوین مثال:۔ بندگی میاں سید یحییٰ شہید دانتی واڑہ (مرید بندگی میران سید عبدالحی ''روشن منوّر'') ابنِ حضرت شہاب الحقؒ اپنے دائرہ احمد نگر سے جَل گاؤں جاتے وقت جہاں آپ کے چچا حضرت تشریف اللہ صاحبؓ کا دائرہ تھا۔ شب کو موضع لاکھ کی مسجد میں قیام فرمایا۔ وہاں کے ایک مؤمن کو معلوم ہونے پر حضرت بحالتِ مسافرت بھوکے سو گئے ہیں گھر جا کر پان سیر کھچڑی جو گھر والوں کے لئے پکی تیار پڑی تھی یہ سب کی سب اور سیر بھر تلی کا تیل یا گھی لاکر ''اللہ دیا'' کہہ کے حضرت کے سامنے رکھ دی اور حضرت نے سب کی سب کھچڑی اور روغن کھا لیا اور صبح روانہ ہو گئے۔ مؤمن نے سکرات الموت سے قبل ترکِ دنیا اور حصولِ مقامات کا مژدہ سُنانے لگا۔ متعلقین نے متحیّر ہو کر پوچھا ''ایسی اچھی حالت اور بلند مرتبہ تم کو کیسے نصیب ہوا''! کہا۔ اُس کھچڑی کی بدولت جو

نبیرہ حضرت صدیقِ ولایت کو کھلائی تھی'' (خاتم سلیمانی)۔

بہر حال کوئی مومن دوزخ میں نہیں جائے۔ آپ پوربی بھاکھا میں فرماتے ہیں ''ڈالا جاکا۔ کاڈھانہ جاگا۔'' ف:۔۱۳۳۔ یعنی جو کوئی (دوزخ میں) ڈالا جائے گا۔ نکالا نہیں جائے ﴿خالِدِینَ فِیھَا اَبَدًا﴾[1]۔ پلنگ پر یا قبر میں اِس کا تزکیہ ہو جائے گا۔ بفحوائے آیۂ ﴿وابتغوا الیہِ الوَسِیلَۃ﴾ (۶/۱۰) کسی بزرگ کے توسل سے اُس کو نجات مِل جائے گی۔

(60) عقیدہ:۔ وعدہ در دوزخ بحجت ایں آیت فرمود ﴿مَنْ کَانَ یُرِیدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَھَنَّمَ ج یَصْلٰھَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا﴾ (۱۷ بنی اسرائیل ۲/۱۸)۔ ف:۔۱۳۴۔

ترجمہ:۔ اور وعیدِ دوزخ اس آیت کی رو سے فرمایا ﴿مَنْ کَانَ یُرِیدُ الْعَاجِلَۃَ﴾ ترجمہ:۔ جو شخص دنیا کا طالب ہو (خواہ مجازی مرشد۔ نام کا پیر۔ ذات کا سیّد۔ اور مہدوی ہی کیوں نہ ہو) تو ہم جسے چاہتے ہیں۔ اور جتنا چاہتے ہیں۔ اِسی دنیا میں سرِ دست اُس کو دے دیتے ہیں۔ پھر (آخرکار) ہم

---

[1] حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ کا یہ مذہب ہے کہ مومنِ گنہگار۔ عارف بے عمل۔ مشرک۔ کافر۔ منافق۔ سبھی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ ہرگز ہرگز نکالے نہیں جائیں۔ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا۔ لیکن قرنہائے وھیمہائے دراز کے بعد اسمِ اَلْمُنْتَقِمُ کا عمل موقوف ہو کر عذاب عُذْب وَعَذُوبَتْ (بمعنی شیرینی) سے بدل جائیگا۔ اور یہی دوزخ سب کیلئے مقامِ راحت ہو جائے گی (خلاصہ از جواہرِ غیبی مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ۔ کنز دوم۔ صفحہ ۱۱۹)۔ منہ

حضرت امامِ محمد غزالیؒ لکھتے ہیں کہ عابدِ غیر عارف اور زاہد خشک مرتے ہی بہشتِ حور و قصور میں چلے جائیں گے۔ لیکن عارفِ بے عمل اپنے قصورِ عمل کی وجہ سے اوّلاً قبر میں عذاب بھگتنے کے بعد جب اُس کا پورا تزکیہ ہو جائے گا اُس وقت جس درجہ کا اس کو عرفان تھا اُس مقام میں لے جا داخل کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ

نے اُس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں بُرے حالوں راندۂ (درگاہِ خدا) ہو کر داخل ہوگا۔ (بشرطیکہ قبل از مرگ توبہ نصوح و ترکِ دنیا وغیرہ فرائض ولایت بجالا کر تائب نہ ہو جائے) (۲/۵۱)۔

(61) عقیدہ:۔ و در ترکِ حیاتِ دنیا بدیں آیت حکم کرد ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (۱۶ نحل ۱۳/ ۹۷)۔ ف:۔ ۱۳۵۔

ترجمہ۔ اور حیاتِ دنیا کے ترک کا حکم اِس آیت سے فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا ...... ترجمہ:۔ جو شخص خواہ مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے (جو کہ اپنے نفس اور میں پنے کو فنا کر دینا ہے) اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو (یعنی عمل کے ساتھ اعتقاد بھی درست ہو) تو ہم اُسے پاک زندگی بخشیں گے اور اُن کو اُن کے بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔ (۱۹/۱۴)۔ ف:۔ ۱۳۶۔

(62) عقیدہ:۔ و در پرہیزیدن عما سوی اللہ ایں آیت فرمود ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (۵۹ حشر ۳/ ۱۸۔۱۹)۔

اور ماسوی اللہ سے پرہیز کرنے کی نسبت یہ آیت فرمائی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ...... ترجمہ:۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو (اُسکی نافرمانیوں سے بچو اور جو کچھ اسکی ذات و صفات سے غیر ہو اُس سے پرہیز کرو) اور ہر شخص اِس بات پر نظر کرتا رہے کہ کل قیامت کیلئے اُس نے کیا بھیجا ہے۔ اور خدا سے ڈرتے رہو (کہ کہیں شرکِ خفی و کفرِ باطنی میں مبتلا ہو کر عملاً خالص توحید سے گر جاؤ) کیونکہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ اللہ کو

اسکی (سب) خبر ہے اور اُن لوگوں جیسے نہ بنو جو خدا کو بھول گئے تو (ناسوت میں ڈوبے رہنے سے) خدا نے (بھی اُن کی ایسی مت ماری کہ) وہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے (اور مرے دم تک توبہ وترک کی توفیق نہ ہوئی) یہی لوگ (بڑے نافرمان اور فاسق ہیں۔ (۲۸/۶)۔

(63) عقیدہ:۔ و در ذکرِ دوام فرمود ﴿فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ج اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (۴ نساء۔ ۱۰۳/۵۱) ف:۔ ۱۳۷۔

اور ذکرِ دوام کی نسبت فرمایا فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ ..........

ترجمہ:۔ پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو (اسکے بعد کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کی یاد میں لگے رہو۔ پھر جب تم (دشمن کی طرف سے) مطمئن ہو جاؤ تو (معمول کے مطابق نماز پڑھو۔ کیونکہ مسلمانوں پر نماز بقیدِ وقت فرض ہے۔

جس طرح نماز ایک مطلق فرض ہے جس کے ضمن میں کئی اوامر مثلاً قیام۔ رکوع۔ سجود اور کئی نواہی مثلاً قہقہہ مارنا۔ بیجا حرکت کرنا۔ بات کرنا وغیرہ آجاتے ہیں۔ جن کے خلافِ عمل سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ اِسی طرح ترکِ دنیا ایک ایسا فرض ہے جو کئی دیگر فرائض پر مبنی ہے۔ اِن فرائض میں سے ایک فرض کی بھی عدم ادائی ترکِ دنیا کو باطل کر دیتی ہے۔

دنیا کی مذمت اور اُسکو اختیار کرنے والوں پر قرآنِ پاک میں کئی آیاتِ وعید وارد ہیں۔ اِسی طرح اِسکی بُرائی اور ترک کرنے پر کئی احادیث بھی آئی

ہیں۔ لیکن پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ دُنیا کس کو کہتے ہیں۔ اور کن چیزوں کے چھوڑنے سے ترکِ دنیا کا مفہوم حاصل ہوتا ہے۔ آیہ مَنْ عَمِلَ صَا لِحاً (۱۶ نحل ۱۳/ ۹۷)۔ میں سیدّنا مہدیؑ نے عملِ صالح کے معنی حیاتِ دنیا لے کر فرمایا کہ ''حیاتِ دنیا کفراست یعنی زیستن بجان کہ آں راہستی وخودی گویند'' حضرت رسولِ خداؐ فرماتے ہیں ''دنیا تیرا نفس ہے جب تو نے اِسکو فنا کر دیا تو پھر تیرے لئے دنیا نہیں ہے'' لیکن اِس خودی کی جڑیں زمینِ دل میں ایسی گہری اور مضبوط ہیں کہ جو تدبریں سیدنا مہدیؑ نے فرمانِ خدا سے بتلائی ہیں جب تک کہ اُن کی تعمیل باحسن الوجوہ نہ کی جائے ہرگز اُس کا استیصال نہیں ہوسکتا۔ یہ تدبیریں فرائضِ ولایت اور اُنکے متعلقات کی کماحقہ ادائی ہے۔ فرائضِ ولایت اور انکے متعلقات جو اِن فرائض کے ضمنی فرض ہیں اگر شجرات کے طور پر بتلائے جائیں تو ایک ہی نظر میں ذہین نشین ہو جانے کی امید پر ذیل میں شجرات ہی سے اِنکی توضیح وتفہیم کی جاتی ہے۔ اِن ہی فرائض کو دوسرے الفاظ میں حدودِ دائرہ کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۲ بقرہ ۲۲۹/۳۹)۔ ترجمہ:۔ یہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں تو اِن سے (آگے) مت بڑھو۔ اور جو اللہ کے حدود سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ ظالم ہیں (۱۳/۲)۔

فروکوش درزہد و حلم وسخا    ولیکن میفزاے بر مصطفیٰؐ

# شجراتِ فرائضِ ولایت

## یعنی

## حُدودِ دائرہ

### (۱) ترکِ دنیا

- ۱ ترکِ دنیا
- ۲ ترکِ عزت
- ۳ ترکِ لذت
- ۴ ترکِ شرکِ خفی و جلی
- ۵ ترکِ کفرِ ظاہری و باطنی
- ۶ ترکِ نفاق
- ۷ ترکِ رسم
- ۸ ترکِ بدعت
- ۹ ترکِ عادت
- ۱۰ ترکِ ریا
- ۱۱ ترکِ اخلاقِ ذمیمہ
- ۱۲ ترکِ گناہِ ظاہری و باطنی

### (۲) ترکِ حیاتِ دنیا

- ۱ کھیل
- ۲ تماشا
- ۳ زینت
- ۴ باہمی فخر
- ۵ کثرتِ اولاد و مال

### (۳) ترکِ متاعِ حیاتِ دنیا

- ۱ عورتیں
- ۲ بیٹے
- ۳ چاندی کے ڈھیر
- ۴ سونے کے خزانے
- ۵ گھوڑے
- ۶ چوپائے
- ۷ کھیتی

## (۴) ترک علائق یعنی ہجرت وطن

۱ — باپ
۲ — ماں
۳ — بھائی
۴ — بیٹے
۵ — جوروئیں
۶ — کنبہ
۷ — مال
۸ — تجارت
۹ — مکان

## (۵) صحبتِ صادقاں

۱ — تعلیم ذکر اللہ
۲ — حصول علم معرفت
۳ — اجماع
۴ — سویّت
۵ — عُشر
۶ — امر بالمعروف ونہی منکر

## (۶) عزلتِ خلق یعنی ماسوی اللہ سے پرہیز

۱ — خلوت
۲ — خاموشی
۳ — غیر جنس سے ملنا
۴ — کوشش حصول عشق
۵ — قیدِ قدم یعنی دائرہ سے باہر نہ جانا

## (۷) توکّل

۱ — ترکِ طمع
۲ — ترک سوال
۳ — ترکِ فتوح یامعینہ
۴ — ترک تدبیر
۵ — تسلیم
۶ — رضا
۷ — صبر
۸ — قناعت

## (۸) ذکرِ کثیر و ذکرِ دوام

1. نوبت
2. روزانہ بیان قرآن سننا
3. اپنے اپنے حجروں میں پانچ پہر کی تکمیل کرنا
4. "ہر حال رب سنبھال"

## (۹) ذکرِ کثیر و ذکرِ دوام

1. اپنے دل کی توجہ غیر اللہ سے اُٹھا لینا
2. اپنے دل کی توجہ خدا کی طرف لگائے رکھنا
3. رات دن خدا کے دھیان میں لگے رہنا
4. دنیا سے الگ ہو جانا
5. خلق سے علیحدگی رکھنا
6. اپنے سے نکل آنے کی کوشش کرنا

## (۱۰) جہاد فی سبیل اللہ

1. شمشیر آہن سے کفار کے ساتھ

یا

2. تیغ فقر سے نفس کے ساتھ

☆☆☆

# شجراتِ بالا کی صراحت

## (۱) ترکِ دنیا

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''ورائے ترکِ دنیا ایمان نیست''۔ ف:۔۱۳۸ پھر فرماتے ہیں ''طلبِ دنیا کفر و طالبِ دنیا کافر'' ف:۔۱۳۹ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث الدنیا لکم آپ نے اِس طرح بیان فرمائی ''الدنیا الکم ایھا الکافرون، والعقبیٰ لکم ایھا المئومنون الناقصون. والمولیٰ لی ولمن اتبعنی'' ف:۔۱۴۰۔

ترجمہ:۔ اے کافرو دنیا تمہارے لئے ہے۔ اور اے ناقص مؤمنو آخرت[۱] (بہشت) تمہارے لئے ہے۔ اور خدا میرے لئے اور اُس شخص کے لئے (بھی) جس نے میری پیروی کی'' (انصاف نامہ باب ٦)۔

ترکِ دنیا کی نسبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''حب الدنیا راس کل خطیئة وترک الدنیا راس کل عبادة'' ترجمہ۔ ''دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے اور ترکِ دنیا تمام عبادتوں کا سر ہے''۔

---

[۱] جنت دو قسم کی ہے۔ ایک جنت حور و قصور۔ دوسری جنت دیدار۔ مؤمن رویتی کیلئے جو صحیح عرفان و عمل کے ساتھ فرائضِ ولایت کی پابندی کرتا ہے جنت دیدار ہے اور زاہد خشک اور وہ عابد جو عرفان سے بے بہرہ اور اپنی حقیقت سے بے خبر ہے اُس کے لئے جنت حور و قصور ہے۔

بندگی میاں سید خوندمے صدیق ولایتؓ کا غلام میاں زیرک نے بندگی میاںؓ سے عرض کی کہ ''اگر آپ مجھے اپنی غلامی سے آزاد کردیں تو میں خدا کی بہت عبادت کروں'' آپ نے اُس کو فوراً آزاد کردیا لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ ''زیرک اگر سخت سخت ریاضت کرے گا تو اُسے جنت مِل جائے گی۔ دیدارِ خدا نصیب نہ ہوگا۔ دیدارِ خدا تو مرشد کی صحبتِ فیضِ اثر سے حاصل ہوتا ہے'' (دفتر دوم) ۱۲

طالب دنیا کی نسبت فرماتے ہیں الدنیا جیفة وطا لبھا کلاب۔

ترجمہ:۔ ''دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتّے ہیں''۔ (حدیث)۔

پھر فرماتے ہیں ''الدنیا سجن المئومنین وجنة الکا فرین'' ترجمہ:۔ دنیا مؤمنوں کیلئے قید خانہ ہے اور کافروں کیلئے جنت ہے''۔ امامِ آخرالزمان حضرت مہدی علیہ السلام نے احمد آباد کی شاہانہ رونق اور زیب وزینت دیکھ کر اُسکی تعریف میں فرمایا ''جَنَّةُ الْحِمَار'' [ف:۔۱۴۱]۔ یعنی ''گدھوں کی جنت''۔

دنیا کی زندگی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَ ھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ ٥ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ز وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۱ہود۶/۱۵۔۱۶) ترجمہ:۔ جولوگ دنیا کی زندگی اور اُسکی زینت کی خواہش رکھتے ہیں ہم اُنکے عملوں کے بدلہ (یہیں) دنیا میں پورا پورا بھر دیتے ہیں۔ اور وہ دنیا میں (کسی طرح) گھاٹے میں نہیں رہتے (لیکن) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور جو (نیک) عمل اِن لوگوں نے دنیا میں کئے (آخرت میں سب) گئے گذرے ہوئے۔ اور اُنکا کیا دھرا (سب) لغو۔ (۲/۱۲)۔ اِس آیت میں سیدنا مہدیؑ نے مَنْ ''جو شخص'' کو عام لیا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خواہ کلمہ گو یعنی مصدقِ مہدی ہی کیوں نہ ہو جو مہدوی طالبِ دنیا ہو اُس کیلئے اللہ تعالیٰ نے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے۔

پھر فرماتا ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَئَنُّوْا بِھَا وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ لا اُولٰٓئِکَ مَا وٰلھُمْ

النَّارُ بِمَا كَانُوْ يَكْسِبُوْنَ﴾ (۱۰ یونس ۱/ ۷۔ ۸) ترجمہ :۔ جن لوگوں کو ہمارے دیدار کی آرزو ہی نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش ہوں ۔ اور (خطرِ عاقبت سے فارغ ہوکر) باطمینان زندگی بسر کرتے ہیں ۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں (یعنی بجا آوریِ احکامِ الٰہی) سے غافل (اور بے پروا) ہیں ۔ یہی لوگ ہیں جن کے کرتوت کا بدلہ یہ ہوگا کہ اُن کا (آخری) ٹھکانا دوزخ ہے ۔ (۶/۱۱) ۔

غرض دنیاداروں کیلئے قرآنِ کریم میں کئی جگہ وعیدِ دوزخ آئی ہے اور جب تک دنیا کے دلدل سے گھوّے کی طرح پاک وصاف نہ نکل جائیں وعیدِ دوزخ سے فلاح نہیں پاسکتے ۔ فرماتا ہے ۔ ﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاوٰی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاوٰی (۷۹ سورہ نازعات) ۔ ترجمہ :۔ پس جس نے (خدا ورسول مہدیؑ کے فرمان سے) سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو اختیار کیا تو دوزخ ہی اُس کا ٹھکانا ہے ۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کے روبرو کھڑے رہنے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشِ (دنیا) سے روکا تو اُس کا مسکن جنت ہے ۔ (پارہ عمّ) ۔

مثال کے طور پر سمجھو کہ دنیا ایک عالیشان مکان ہے اُس میں بڑے بڑے بارہ کمرے ہیں پس ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں چلے جانا ترکِ مکان نہ ہوا بلکہ اِن سب کمروں سے نکل کر مکان کے بڑے دروازہ کے باہر ہوجانا ترکِ مکان ہے ۔ اِسی طرح ترکِ دنیا کی تکمیل اور اِس کا مفہوم مندرجہ ذیل بارہ چیزیں ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے ۔ وھو ھذا ۔

۱۔ ترکِ خودی:۔ سیّدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''خدا اور بندہ کے بیچ میں بندہ ہی کی ذات پردہ ہے'' ف:۔۱۴۲ ۔ (انصاف نامہ)۔ بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ کی دیوار کے غلاف پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر خدا سے یہ التجا کی کہ ''خداوندا تیرے اور الہداد کے بیچ میں الہداد نہ رہے'' (دفتر دوم)۔

| | |
|---|---|
| ۲۔ ترکِ عزت:۔<br>۳۔ ترکِ لذت:۔ | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۔<br>ترجمہ:۔ سب (قسم کی) عزت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔ (۱۲/۱۱)۔ |

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔ ''عزت ولذت کو چھوڑو اور دم وقدم کی نگہبانی کرو'' پھر فرماتے ہیں کہ ''عزت اور لذت نفس کے دو شہر ہیں'' ف:۔۱۴۳ ۔ (انصاف نامہ)۔

کھانے پینے کی لذّت کی نسبت فرماتے ہیں ''تم کو بھوجن، ہم کو پیو'' ف:۔۱۴۴ (انصاف نامہ)۔

لذت لباس اور شوقِ ملاقات کی نسبت پوربی بھاشا میں فرماتے ہیں۔

چوپائی

''پھاٹا پَیرَہَن ٹونکا کھائیں راول دیول کبھو نہ جائیں
ہم رے آئی یاہی ریت پانی لورَیں اور مَسیت''

ف:۔۱۴۵ ۔

ترجمہ:۔ پھٹا پرانا کپڑا پہن لیں۔ روکھا سوکھا اور کم کھائیں۔ کسی وقت بھر امیروں کے گھر اور بت خانوں (یعنی غیر متشرع مکانوں) میں نہ جائیں۔ بس ہمارا طریق یہی ہے کہ (سفر اور حضر میں) پانی اور مسجد (یہ دو چیزیں) دیکھیں''۔ لذتِ کتب بینی کی نسبت فرماتے ہیں۔ ''کتابوں سے خدا نہیں ملتا

ذکر میں کوشش کرو تا کچھ بھی حالت پیدا ہو" ف:۔۱۴۶۔ لذت سیر و تفریح کی نسبت فرماتے ہیں "باہر کیا دیکھتے ہو۔ سب کچھ تم میں ہے۔ اندر کی سیر کرو" ف:۔۱۴۷۔ لذتِ کلام کی نسبت فرماتے ہیں۔ "دینی باتوں سے بھی خدا نہیں ملتا۔ عمل سے ملتا ہے۔ بس عمل کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ ف:۔۱۴۸۔

۵۔ ترک شرک خفی وجلی:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْم (۱۱/۲۱) ترجمہ:۔ تحقیق کہ شرک بڑا (ہی) ظلم ہے۔ شرک[۱] خفی کی نسبت حضرت امامؑ فرماتے ہیں "جو شخص خدا کو مقید دیکھے مشرک ہے" ف:۔۱۴۹۔

مارایت شیئًا الا وقد رایت اللہ فیہ کی نسبت فرمایا "مقید دید ہے" ف:۔۱۵۰۔

۵۔ ترک کفر ظاہری و باطنی:۔ شریعت کے کفر تو ظاہر ہیں۔ طریقت میں بڑا کفر یہی ہے کہ حق کو چھپائے اور اپنے کو ظاہر کرے۔

ولا تلبِسُوا الحق باالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون۔ ترجمہ:۔ اور سچ کو جھوٹ میں گڈمڈ نہ کرو اور جان بوجھکر حق کو نہ چھپاؤ۔ اگر تم (قول۔ فعل اور اعتقاد میں پکّے اور توحید علمی۔ توحیدِ عینی۔ اور توحیدِ حالی میں) سچے ہو تو حق کو مت چھپاؤ"۔ کیونکہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں 'حق پوشی کفر ہے"۔ اور سیّدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

چوپائی

| | |
|---|---|
| ہر آں کو غافل از حق یک زمان ست | در آں دم کافر ست امّا نہاں است |
| کسے غافلِ پیوستہ باشند نفاق | درِ اسلام بروے بستہ باشند |

ف:۔۱۵۱۔

---

[۱] کفر اور شرک کے کئی اقسام ہیں۔ پس جس قسم کے شرک اور کفر کا ذکر حضور موعودؑ میں آیا اسی کی نسبت آپ نے تقسیم کردی یہاں بنظر اختصار آپ کے ایک ہی فرمودہ پر اکتفا ہو گیا۔ ۱۲ منہ۔

| | |
|---|---|
| ٦۔ ترکِ نفاق:۔ | فرماتے ہیں ''بخل اور نفاق سے دین کو ہزیمت ہوتی ہے''۔ |
| ۷۔ ترکِ رسم:۔ | فرماتے ہیں ''مہدی کو خدا نے اُسوقت بھیجا جب |
| ۸۔ ترکِ بدعت:۔ | کہ دین کی معنی دنیا سے اُٹھ گئی تھی۔ معنیِ دین |
| ۹۔ ترکِ عادت:۔ | رسم۔ عادت اور بدعت ان تین باتوں سے چلی جاتی ہے۔ (انصاف نامہ باب۔۱) |

ف:۔۱۵۲۔

پھر فرماتے ہیں ''دین عزیمت ہے رخصت نہیں ہے'' (انصاف نامہ باب ۵)۔

ف:۔۱۵۳۔ پھر فرماتے ہیں ''ہر کہ رسم و عادت و بدعت کند او را بہرہ ایں جائے نہ رسد'' ف:۔۱۵۴۔

۱۰۔ ترکِ ریا:۔ رخصتِ کسب وشہ گدائی کے ضمن میں سیّدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''فقیر اگر بھوک سے بے قرار ہو گیا ہے تو ایک درم (چونّی) یا ایک دو جیتل (دو چار پیسے) کسب کر لے یا شہ گدائی کرے اگر اتنی بھی سوداگری یا کسب یا شہ گدائی عبادت کی غرض سے قوتِ لایموت یا لباسِ سترِ عورت نہ ہو بلکہ ریا اور دُنیوی ریاست کے خیال سے کرتا اور مقصود غیر خدا ہے تو باوجود سخت سخت ریاضت اور فاقوں کی شدّت اُٹھاتے اور برہنہ رہتے ہوئے ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہے گا اور اُس کا حال اِس آیت کے مصداق ہوگا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ...... ف:۔۱۵۵۔ (انصاف نامہ باب ۵)۔

۱۱۔ ترکِ اخلاقِ ذمیمہ:۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ ذکر اللہ۔ عزلت۔ توکل۔ فقر۔ علم۔ وعظ وغیرہ جو کہ افعالِ حمیدہ ہیں اگر ریا اور شہرت کے ارادے یا کسی

دنیوی غرض سے کئے جائیں تو اخلاقِ ذمیمہ میں شمار ہوں گے۔ (حاشیہ انصاف نامہ)۔

۱۲۔ ترکِ گناہ ظاہری و باطنی:۔ قولہ تعالیٰ ﴿ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِ ثْمِ وَ بَا طِنَهٗ﴾ ترجمہ:۔ ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو۔ (۸/۷)۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

دوھرہ

کپڑ دھوئے مدھوئے　　ھَیُوں نِتنتی پکھال توں
سُکھ نِنِدُ رامت سوئے　　اُجّلُ ھوئے نچھوت سے

ف:۔۱۵۶۔

ترجمہ:۔ ہر روز اپنا دِل دھوتا رہ۔ کپڑے دھویا مت دھو۔ دل ماسوی اللہ کے نہ چھوے یعنی خیالِ غیر حق کے پرہیز سے صاف ہوتا ہے۔ (اے طالبِ خدا۔ جب تک دیدارِ خدا سے دِل روشن اور چشمِ بینا پیدا نہ ہو) آرام اور بے فکری کی نیند سے مت سو (انصاف نامہ)۔

## (۲) ترکِ حیاتِ دنیا

ترکِ حیاتِ دنیا کا حکم سیدنا و امامنا مہدی علیہ السلام نے اِس آیت سے فرما یا۔ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ط اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰ خِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (۱۱ ہود ۲/ ۱۵۔۱۶)۔ ف:۔۱۵۷۔

ترجمہ:۔ جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی خواہش رکھے تو ہم اُن کو اُنکے عملوں کا بدلہ (یہیں) دنیا میں پورا پورا بھر دیتے ہیں اور وہ (اس) دنیا میں

(کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہتے (لیکن) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں اور جو (نیک) عمل انہوں نے دنیا میں کئے (آخرت میں) سب گئے گذرے ہوئے۔ اور اُنکا کیا دھرا (سب) اکارت گیا۔ (۲/۱۲)۔

اِس آیت میں مَـنْ یعنی ''جو شخص'' کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ فرما کر عام لیا کہ ''خدانے مطلق مَـنْ کَـانَ کہا ہے اور بندہ بھی بلا قیدِ نام جو شخص کہتا ہے۔ جس میں یہ صفت پائی جائے بلاشبہ وہ دوزخی ہے[۱]۔ ف:۔ ۱۵۸۔

حیاتِ دنیا کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (۵۷ حدید ۳/۲۰)۔ (ترجمہ (لوگو!) جانے رہو کہ دنیا کی زندگی (۱) کھیل، (۲) اور تماشا، (۳) اور ظاہری طمطراق، (۴) اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا، (۵) اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کا خواستگار رہنا (اِن پانچ چیزوں کا نام) ہے۔ (حیاتِ دنیا کی مثال) برسات کی سی مثال ہے کہ (زمین پر برستا ہے اور اِس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور) اور کاشتکار کھیتی کو دیکھ کر خوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ پھر پک کر خشک ہو جاتی ہے تو (اے مخاطب اُس وقت) تو اُس کو دیکھتا

[۱] خلاصۂ بحث جو مُلّا رکن الدین ساکن پٹن (گجرات) نے بندگی میران سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ کی تھی۔ (شواہد الولایت) ۱۲ منہ

ہے کہ پیلی پڑ گئی ہے۔ پھر (آخر کار) روندن میں آجاتی ہے۔ (غرض دنیا کی زندگی چند روزہ رونق ہے اور آخرت میں (اہلِ دنیا کو) عذاب سخت اور (مؤمنوں کو) خدا کی طرف سے (گناہوں کی) معافی اور خوشنودی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو زری دھوکے کی ٹٹی ہے۔ (۱۹/۲۷) ف:۔/۱۱۵۔

حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں "دنیا کی زندگی کا وجود کفر ہے یعنی خودی اور "میں پنے کے ساتھ جینا" چونکہ

| | |
|---|---|
| ۱۔ کھیل<br>۲۔ تماشا<br>۳۔ زینت<br>۴۔ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا۔<br>۵۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا۔ | یہ پانچ چیزیں خودی سے پیدا ہوتی اور خودی ہی سے اِنکی پرورش ہوتی ہے اِسلئے حیاتِ دنیا کو حرام فرمایا۔ اور جس میں یہ صفتیں پائی جائیں اُس کو آپ نے "دنیا دار" اور "کافر" کہا۔ |

# (۳) ترکِ متاعِ حیاتِ دنیا

متاعِ دنیا کی نسبت حضرت امام علیہ السلام نے یہ آیت بیان فرمائی۔

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ (۳ آل عمران ۲/۳)۔

ف:۔۱۵۹۔

ترجمہ:۔ لوگوں کو (دنیا کی) مرغوب چیزوں (یعنی) (۱) بیبیوں اور (۲) بیٹوں اور (۳) سونے کے خزانوں اور (۴) چاندی کے ڈھیروں اور (۵) عمدہ گھوڑوں اور (۶) مویشیوں اور (۷) کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے (حالانکہ) یہ تو دنیا کی زندگی کے (چندروزہ) فائدے ہیں۔ اور (ہمیشہ کا) اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے (۱۰/۳)۔

اِن سات چیزوں کیساتھ بقدر ضرورت تعلق رکھنا مباح ہے۔ آگے حرام اور باعثِ کفر چنانچہ امامنا حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں "جو شخص اِسکی (یعنی متاعِ حیاتِ دنیا کی) خواہش رکھے اور اُس میں مشغول رہے وہ کافر ہے"۔ ف:۔۱۶۰۔ پھر فرماتے ہیں ایسے شخص سے (جوان سات چیزوں سے دلبستگی رکھتا ہو) جو (فقیر دائرہ) صحبت کرے یا اُسکے گھر جائے یا اُس سے محبت رکھے وہ ہمارا نہیں ہے۔ محمدؐ کا نہیں (اور) خدا کا (بھی) نہیں ہے" (انصاف نامہ باب ۸) ف:۔۱۶۱۔

۱۔۲ زن وفرزند:۔ حضرت میراں علیہ السلام کے اِس فرمان کی بنا پر کوئی فقیر دائرہ اگر غیر تارک یعنی کاسب کے مکان پر باقاعد یعنی فقیر غیر مہاجر کے گھر جاتا تو دائرہ سے نکال دیا جاتا یا فقیروں کے مجمع میں دُرّے لگائے جاتے یا سخت سخت تنبیہ ہوتی۔ (انصاف نامہ)۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں "بچوں کی بالغ ہوے تک خدا واسطے پرورش کرو۔ پھر اگر راہِ خدا اختیار کر کے ریاضت کرتے ہیں تو ساتھ رکھ لو۔ لیکن اگر دنیا کی طلب کریں تو اُن سے بیزار ہو کر نکال دو۔ یہ بھی خدا واسطے

کرو۔نہیں تو خدا کے ہاں گرفتار ہو گے۔ (حاشیہ انصاف نامہ) صرف اُن بیبیوں اور بیٹوں کے ساتھ بقدر ضروری تعلق رکھنا مباح ہے جو ابتداء ہی سے دائرہ میں رہتے ہیں یا ترکِ دنیا کر کے دائرہ میں آئے ہیں۔

۳۔۴۔ زر و دولت :۔ کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فقیروں سے فرماتے ہیں ''اگر اللہ نے دیا ہے تو خود کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ جمع رکھنے اور بڑھانے کی فکر مت کرو''۔ ف:۔۱۶۲۔

پھر فرماتے ہیں ''اگر چہ کہ خزانہ سے کنواں بھرا ہوا ہے لیکن جب خرچنے بیٹھے تو آخر سب کا سب خالی ہو جائے گا۔ ف:۔۱۶۳۔ ایسے فقیروں کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔

''انکو اہلِ فراغ یا غنی کہو۔ دنیا دار مت کہو''۔ ف:۔۱۶۴۔

پوربی زبان میں فرمایا ''دنیا دار کہتا ہے۔ تسِ تَیں کافر ہے۔ ف:۔۱۶۵۔ نئیں کہتا جی'' اہلِ فراغ کے مقابلہ میں فقیرانِ فاقہ کش سے فرمایا ''تم کو اللہ نے مُلکِ توکل عنایت کیا ہے''۔ ف:۔۱۶۶۔ (انصاف نامہ)۔

۵۔ گھوڑے :۔ اگر اللہ دیا کہیں سے آگیا ہے سواری کے لئے رکھ لے سکتے ہیں نسل بڑھانا یا اُن کی خرید و فروخت سے منافع اُٹھانا حرام ہے۔

۶۔ چوپائے :۔ سواری کے لئے بیل یا اونٹ رکھنا جائز ہے لیکن گائے اور بکری دودھ دہی کی غرض سے رکھنا۔ یا بیضہ فروشی یا سالنہ کی نیت سے مرغی پالنا منع ہے۔ اِسی طرح۔

۷۔ کھیتی :۔ کے ضمن میں مرچ کا ایک پودا اور پودینہ بھی آگیا جو چٹنی کی

غرض سے بویا جائے۔ کیونکہ اِس سے ایک پیسہ کا بچاؤ ہوتا ہے اور اِس تدبیر سے پیسے کو بچانا پیسے کی محبت کی علامت ہے۔ اِسی کا نام ''دنیا کی خواہش'' اور ''دنیا سے دلبستگی'' ہے۔ سیدنا مہدیؑ نے دنیا کی خواہش رکھنے والے کو فرمانِ خدا سے ''کافر کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہیں نہیں'' پھر فرماتے ہیں کہ شاہ کے لئے شاہی تجمل اور بیوہ عورت کے لئے چرخہ اور ٹوٹا پھوٹا مکان چھوڑنا (ترکِ دنیا میں) برابر ہے اِسی طرح شاہ کو سلطنت کی خواہش رکھنا اور بیوہ کو چرخا اور شکستہ جھوپڑے کی خواہش رکھنا طلبِ دنیا میں برابر ہے'' ف:۔۱۶۷۔ (حاشیہ)۔

حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ نے درہ معلّی میں ندا کروائی کہ کوئی شخص سودا خریدنے کیلئے بازار میں دُور نہ جائے نزدیک ہی سے لے لے۔ اگر سستے کے خیال سے یا مال اچھا ملنے کے شوق میں پہلی دوکان چھوڑ کر آگے بڑھا تو یہی طلبِ دنیا ہے''۔ (ق)۔

## (۴) ترکِ علائق

ترکِ علائق کا حکم آپ نے اِس آیت سے فرمایا ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَکُمْ وَ اِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ﴾ (۹ توبہ

۳۔۲۳۰/۱۴)۔ ف:۔۱۶۸ ۔ترجمہ:۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر (یعنی طلبِ دنیا) کو عزیز رکھیں تو اُن کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ اور جو تم میں ایسے (دنیادار) باپ بھائیوں کے ساتھ (محبت و) دوستی رکھے گا تو یہی (ہیں جو خدا کے نزدیک) ظالم (و نافرمان) ہیں (اے پیغمبر مسلمانوں سے) کہو کہ اگر (۱) تمہارے باپ اور (۲) تمہارے بیٹے اور (۳) تمہارے بھائی اور (۴) تمہاری بیبیاں اور (۵) تمہارے کنبہ دار اور (۶) مال جو تم نے کمائے ہیں اور (۷) سوداگری جس کے مَند اپڑنے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن (میں رہنے) کو تمہارا دِل چاہتا ہے (اگر یہ چیزیں) اللہ اور اُس کے رسول اور اللہ کے رستے میں جہاد (بالکُفّار اور جہاد بالنَّفس) کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو (ذرا) صبر کرو یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے وہ (تمہارے سامنے) لا موجود کرے) اور اللہ اُن لوگوں کو جو (اُس کے حکم سے) سرتابی کیا کرتے ہیں ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (۹/۱۰)۔

طالبِ دنیا یعنی "اہلِ نفس" والدین اور سگوں کے ساتھ نہ صرف ظاہری تعلقات اور اُن کے گھر آمد و رفت اور اُن کے ساتھ دوستی کے برتاؤ کی مناہی ہے بلکہ سیدنا مہدیؑ نے بمقام ٹھٹھ (سندھ) اثناءِ بیان میں فرمایا کہ "کوئی شخص گجرات سے ہجرت کر کے خراسان گیا ہو اور اُس کے رشتہ دار گجرات میں ہوں اگر دل کا میلان اپنے سگوں کی طرف کرے گا تو وہ ظالم ہے" ف:۔//۴۶ ۔ یہ فرما کر آپ نے اُس کی شان میں آیہ قُل ان کانَ آباؤکُم (۶۔۱۴/۱۲۱) ترجمہ:۔ ظاہری گناہ (جو جسم و جوارح سے تعلق رکھتے ہیں) اور باطنی گناہ (جن

کا تعلق دل سے ہے دونوں کو) چھوڑ دو (۱/۸)۔ پھر فرماتا ہے۔ ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ﴾ (۶۔۱۴/۱۲۱)۔ ترجمہ:۔ جو (بات) تمہارے دل میں ہے اُس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا۔ (۸/۳)۔

منجملہ دیگر آیتوں کے اِس آیت کو بھی مفسّرین و مجتہدین نے منسوخ کہا ہے لیکن مُبیّن کلام اللہ۔ خلیفۂ خدا و خلیفۂ رسول۔ داعی الی اللہ۔ معصوم عن الخطاء۔ تابع تام محمد رسول اللہ حضرت سید محمد مہدی موعود امر اللہ مراد اللہ افضل الصلوٰۃ والسلام فرمانِ خدا سے فرماتے ہیں کہ "در قرآن ہیچ آیت منسوخ نیست و جملۂ معترضہ و مستانفہ و معلّلہ و حرفِ زائدہ ہم نیست" ف:۔۱۶۹۔ (انصاف نامہ باب ۵۔) ۔ اگر ہم سے عمل نہیں ہوسکتا تو روئیں۔ بہت افسوس کریں۔ لیکن کلامِ خدا و فرمانِ مہدی کے معنی مڑور مڑور کر زمانۂ موجود کی رَوِش اور اپنے حال کے موافق بنا لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں "حق بات کہتے رہو اگر ہم سے اتباع نہیں ہوسکتی تو یہ قصورِ عمل ہے"۔ (انصاف نامہ)۔

بعض لوگوں نے کہا اگر کسی کو خدا اور اُسکے رسول اور آپ کے یاروں کیساتھ اِسی طرح میراں علیہ السلام اور آپکے صحابہ کے ساتھ بڑی محبت و عقیدت ہو اور دل میں یہی ارادہ رکھتا ہو کہ آج یا کل دنیا اور خلق اور اپنی ہستی سے باہر نکل آوں اور اِس مقصد میں وہ سچا ہو تو ایسے شخص کو اتنی بات پر کہ وہ دائرہ کے باہر مر گیا منافق یا کافر نہیں کہنا چاہیے کیونکہ حضرت میراں علیہ السلام نے بھی بعض ایسے شخصوں کو ایمان کی بشارت دی ہے جنہوں نے ترکِ دنیا و ہجرت وطن نہیں کیا تھا"۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ نے سُن کر فرمایا" حضرت میراں علیہ السلام بینا اور حاکم تھے۔ حضرت کے اِس فعل کو ہم بطور حجت کے نہیں لاسکتے۔ یہ صِرف پانچ شخصوں کی نسبت نجاتِ قطعی کی بشارت دی گئی تھی جوکہ النادر کالمعدوم ہے۔ ف:۔۱۷۰۔ (انصاف نامہ باب ۸) ۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ" ایشاں راایمان بواسطۂ خوشنودیِ ماعطا شدہ است بر ایمانِ ایشاں حجت مکنید ایں ایمان مِنت برمایاں شدہ است" بر دیگراں حکمِ حاکم است کہ" بے ترکِ دنیا ایمان نیست وطالبِ دنیا کافر است" پس ایں حکم خاص را بر عام اطلاق نباید ف:۔//۱۳۸۔ کرد۔ (رسالۂ تائیدات الاحکام از حضرت سید فضل اللہؒ)۔

دوسرے موقع پر حضرت ثانی امیرؓ نے مجمع صحابہؓ میں کاڑی اٹھا کر فرمایا۔
" میراں علیہ السلام نے اس کو شاہ کہا ہے۔ پھر کنکر اُٹھا کر فرمایا اس کو جوہر کہا ہے۔(ق)۔ آپ حضرات کیا کہتے ہیں۔ صحابہؓ نے ہم آوازی سے کہا" ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار۔ جو میراں علیہ السلام نے فرمایا وہی سچ ہے"۔ (دفتر اول)۔(ق)۔

پھر ایک موقع پر حضرت ثانی امیرؓ نے فرمایا" حضرت میراں اور میرے زمانہ میں اتنا فرق ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کی حضور اگر میت لائی جاتی اور آپ اُس پر اپنی نظر مبارک ڈالتے تو اس کی نجات[1] ہوجاتی اور خدائے تعالیٰ اُس کو ایمان عطا فرماتا اور میرے وقت میں کوئی شخص زندہ آیا اور تائب ہوکر دائرہ میں مرا تو خدائے تعالیٰ اُسے بخش دے گا"۔ (خلاصۃ التواریخ)۔

---

[1] گروہِ مقدسہ میں نجات بخشش اور فلاح سے مراد اور دیدارِ خدا ہے کیونکہ یہاں "ایمان" کی تعریف "ذاتِ خدا" ہے۔ برعکس اس کے "عذاب" کی معنی فیضِ ولایت و دیدار خدا سے بے بہرہ رہنے کے ہیں کیونکہ یہ امر "تصدیق مہدیؑ" جوکہ سراسر "بینائی خدا" ہے) کی شان سے بعید ہے۔ ۱۲ منہ

ایک اور موقع پر ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ نے مجمع صحابہؓ میں فرمایا۔ ''حضرت میراں علیہ السلام نے ظالم نفس۔ مقتصد۔ اور سابقٌ بالخیرات۔ کس کو کہا ہے؟'' ''مقراضِ بدعت'' (ق)۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے فرمایا'' ہم اُس کے ظاہری اعمال واحوال کو دیکھ کر کہیں گے'' (ق)۔ حضرت شاہ خوندمیرؓ نے فرمایا'' بندہ اس کی ظاہری حالت اور ظاہری افعال نہیں دیکھتا حضرت میراں علیہ السلام نے جن جن صحابہ کا نام لے لے کر بندہ کو فرمایا کہ یہ اِس درجہ کے ہیں وہ اس درجہ کے ہیں ان ہی کو حسبِ فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ملکوتی وجبروتی ولاہوتی کہوں گا

آں راکہ وہد بارش بے واسطۂ کارش کردار چہ کار آید (انصاف نامہ باب)

سبحان اللہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کا فرمانا بالکل بجا ہے حضرت خلیفۃ اللہ کی زبانِ مبارک سے تخصیص وتعیین ہوجانے کے بعد ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

دوسرے پہلو پر کسی اہلِ نفس کو اپنی حسنِ اعتقادی سے لاہوتی سمجھ کر خلاف آئینِ دین حکم ایمان کرنا۔ یہ بھی صریح حکمِ خدا اور رسول اور فرمانِ مہدی کے خلاف ہے۔ بحکم آیۂ ﴿وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا﴾۔ ترجمہ:۔ اور جیسا قطعِ تعلق کا حق ہے ویسا (سب سے) قطع تعلق کر کے اُسی کے ہو رہو۔ (۷۳ مزمل۔۱/۸)۔ ونیز ﴿وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا﴾ (۷۳ مزمل۔۱/۱۰)۔ ترجمہ:۔ اور اُن کو بالکلیہ چھوڑ دو (۲۹/۱۳)۔ ترکِ علائق کی یہاں تک احتیاط کی جاتی کہ بندگی میاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے باوجودے کہ آپ کو معلوم تھا کہ حضرت میراں علیہ السلام نے عمر میں صرف ایک ہی وقت ایک خراسانی کا سب کے گھر اُس کے بے حد اصرار پر بعض صحابہؓ کو دعوت میں بھیجا تھا اِس امر کو خصوصیتِ مہدی

میاں سید سلام اللہؒ کو چوری چھپی سے ایک مہدوی امیر کے مکان پر جانے اور اُلٹے پاؤں چلے آجانے پر بھی اِس قدر دھمکایا کہ آخر ماموں نے اپنی پگڑی بھانجے کے قدموں میں ڈال دی اور معافی ہونے پر بھی مارے شرم وحیا کے چھ مہینے تک ماموں نے مُنھ نہ بتایا۔ (خاتم سلیمانی)۔

## (۵) صحبتِ صادقاں

قاعدۂ کلیہ ہے کہ علم دین ہو یا دنیا۔ صنعت وحرفت ہو یا تجارت۔ کوئی کام بغیر صحبتِ ماہر فن کے نہیں آتا۔ اِس میں بھی جس قابلیت کا اُستاد اور جس پایہ کے اُس کے شاگرد ہوں گے کم وبیش اُسی حد تک طالبِ فن ترقی کر سکے گا یہاں لفظِ صادق ذرا غور طلب ہے۔ صحبتِ عابداں یا صحبتِ زاہداں نہیں فرمایا گیا کیونکہ اِن دونوں سے صحبت کا مقصود جو کہ دیدار خدا ہے حاصل نہیں ہوسکتا۔ دیدار خدا تو صادقوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿يٰـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (۹۔توبہ۔ ۱۱۹/۱۵)۔ ترجمہ:۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو تو صادقوں کی صحبت میں ہو جاؤ (۴/۱۱)۔ اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ صادق کس کو کہتے ہیں۔ اِسی کتاب کے گذشتہ صفحوں میں جہاں ہجرت اور صحبت فرض بتائی گئی ہے صادق کی تعریف حضرت ماتنؒ نے اِس طرح کی ہے کہ ”جس شخص کا قول فعل اور حال ایک ہو“ یعنی جو کہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو کرتا ہے ویسی ہے اُس کی باطنی حالت ہے۔

صادق کو دوسرے الفاظ میں مرشدِ کامل کہتے ہیں۔ مرشد کا ادنیٰ درجہ یہ ہے

کہ کم از کم اُس کا قدم طالبِ صادق سے بڑھا ہوا ہو۔ طالبِ صادق ہنوز طالبِ دیدار ہے اور مرشد بینا اُس کے مقصود کا واسطہ ہے۔ مرشد پیش رَو ہے اور طالبِ صادق پَس رَو۔ مرشد مسندِ مہدی پر۔ مسندِ ولایت پر۔ متمسندِ دیدار پر۔ جلوہ افروز ہے اور طالبِ صادق خواہانِ دیدار ہے۔ پس جو چھ صفتیں طالبِ صادق کی گذشتہ صفحوں میں بتلائی گئی ہیں مرشدِ حقیقی کے اوصاف اِن سے بڑھے ہوئے ہوں گے۔ طالب و مطلوب یعنی خدا اور بندہ کے بیچ میں مرشد ایسا زبردست واسطہ ہے کہ اُس کے بغیر گوہرِ مقصود کا ملنا غیر ممکن ہے۔ خواہانِ دیدار کو خدائے کریم اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے۔ ﴿وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (۵ مائدہ۔۵/۳۵)۔ ترجمہ۔ اُس (خدائے مطلوب) کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (۶/۱۰)۔ مرشدِ خدا بیں کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر نہ ترکیبِ ذکر اللہ جان سکتے نہ علمِ معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اِس راستہ میں ہزاروں گھاٹیاں ہیں۔ کئی مقامات پر شیطان گھات لگائے بیٹھا ہوا ہے۔ کئی مقام پر نفس مغالطہ میں ڈالتا ہے۔ مرشد ہی طالبِ دیدار کو قدم قدم پر سنبھالتا ہوا منزلِ مقصود کو پہنچاتا ہے۔ ورنہ یہ ایسا کٹھن راستہ ہے کہ جس کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "ہزار طالبوں میں ایک خدا کو پہنچتا ہے"[1]۔ ف:۱۷۱۔ (انصاف نامہ باب ۸)۔ اس لئے مرشد رسمی و مجازی نہیں[2] بلکہ ایسے مرشد کی صحبت سے فرض ہے جو

---

۱۔ اِس کی تمثیل آپ نے اپنی زبانِ مبارک سے اِس طرح فرمائی کہ "ہزار طالبانِ خدا نے دنیا اور گھر چھوڑ کر خدا کا راستہ اختیار کیا۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ دنیا کی جیسی زیب و زینت ہے ویسی آراستہ پیراستہ کر کے ان کو بتاؤ۔ جب کہ دنیا اپنے تمام بناؤ سنگار کے ساتھ بتائی گئی یعنی لوگ اُن کی طرف رجوع ہوئے اور فتوح بھی بہت سی آنے لگی تو نوسو (۹۰۰) طالبانِ خدا دنیا کی طرف جھک پڑے اور اُسی میں لگ گئے۔ اب رہے سو (۱۰۰) طالب حکم ہوا کہ آخرت جیسی ہے ویسی ہی شان میں اُن کو بتاؤ۔ نوے (۹۰) نے آخرت کا عیش و آرام دیکھ کر اُسی کو اختیار کر لیا۔ اب رہے دس (۱۰) وہ کہنے لگے کہ ہم کو نہ دنیا سے غرض نہ

عارف ہو اور عارف ہونے کے علاوہ حدود دائرہ پر قائم ہوتا کہ اُس کی صحبت میں آئے ہوئے فقیروں کے دل میں فرائض ولایت کی عظمت پیدا ہو کر اُن کی ادائی میں سرگرم رہیں۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ "مہاجرین کے سوا ہمارا گروہ نہیں ہو سکتا" ف:۔۱۷۲۔ پس گروہ میرانؑ وہی ہے جس کا ایک ایک فرد مہاجر ہے اور یہی لوگ مہدی علیہ السلام کے دائرہ کی باڑ میں داخل ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "ہمارے کوئی (یعنی ہمارے لوگ) اندھے نہیں مریں" ف:۔۱۷۳۔ (حاشیۂ انصاف نامہ) اُدھر طالبانِ خدا کو حکم ہوتا ہے۔ ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ ادھر مرشدانِ خدا بیں کو فرمان ہوتا ہے۔

---

آخرت سے کام۔ ہم تو طالب خدا ہیں۔ حکم ہوا کہ ان پر تکلیف اور مصیبتیں ڈالو جیسا کہ حضرت رسولؐ فرماتے ہیں "جس طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو مال و دولت سے آزماتا ہے اسی طرح مومنوں کو ایذا اور تکلیفوں سے آزماتا ہے۔

بلائے ہر دو عالم جمع کردند ۔۔۔ پس آں را عشق بازی نام کردند

یعنی فقر و فاقہ خلق کے ہاتھ سے تکلیفیں مثلاً اخراج اور قتل وغیرہ۔ نو (۹) طالب ان بلاؤں کے متحمل نہ ہو کر بھاگ گئے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ آٹھ طالب خدا سے منہ نہ موڑ کر اُلٹے پاؤں پھر آئے۔ اب رہے دو۔ فرمانِ خدا ہوا تم کس طرح یہاں تک پہنچے؟ ایک نے جواب دیا کسی کے واسطے وسیلے سے نہیں خود محنت کر کے اپنی قوت بازو سے آ گیا۔ دوسرے نے جواب دیا اِس بندۂ حقیر کی حیثیت ہی کیا جو ایسے مقدس مقام تک پہنچ سکتا۔ تیرے حبیب حضرت محمدؐ کا واسطہ اور وسیلہ اس ناچیز کو یہاں لایا۔ ایک کی نسبت حکم ہوا اِس کو دوزخ میں ڈال دو۔ اور ایک کو قربتِ خدا نصیب ہوئی۔ یوں ہزار میں ایک خدا کو پہنچتا ہے۔ (انصاف نامہ باب ۸)۔

دوسری تمثیل۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ اکثر اوقات بہ تمثیل بیان فرماتے کہ "ایک ڈھیڑ مسلمان ہوا۔ ایک روز اُس کو اپنے سگوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تھوڑی دیر اُن کے ساتھ بیٹھ کر چلنے لگا۔ برادری کے لوگوں نے کہا کھانا کھا کر تشریف لے جائیں۔ تو مسلم نے کہا۔ تم جانتے ہو کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ تمہارے گھر کا کھانا کیسے کھا سکتا ہوں! بھائیوں نے کہا ہم آٹا دیتے ہیں۔ کمہار کے گھر سے نیا تو الائیں اور اپنے ہاتھ سے روٹی پکائیں۔ تو مسلم نے ویسا ہی کیا۔ جب کھانے بیٹھا تو کہنے لگا کچھ (نان خورش) سالن ہے؟ بھائیوں نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ ہنڈی میں کیا ہے (یعنی مردار جانور کا گوشت ہے) اس نے کہا صرف شوربا دو۔ وہ لوگ اس کے سامنے ہنڈی اُٹھا لائے اور ڈھکن ڈھکے ہوئے محض شوربا دینے

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (۸۔ انفال ۶۴/۸)۔ ترجمہ:۔ اے نبی (تبعاً اولی الامر یعنی اے مرشد) تم کو اللہ اور مؤمن جو (دائرہ میں رہ کر) تمہاری پیروی کرتے ہیں کافی ہیں، پھر فرماتا

لگے۔ نومسلم نے کہا۔ ہنڈی پر سے سرپوش اُٹھالو اور شوربا اُنڈیلتے وقت جو بوٹیاں صحنک میں از خود گریں گرنے دو"۔ یوں لذت و نفس کا مارا ہوا مسلمان ڈھیڑوں میں جا کر پھر ڈھیڑ ہوگیا۔ یہی حال ہماری فقیری اور ہمارے توکل کا ہے کہ آئے دن اہلِ دنیا کے گھر جانے اور اُن سے میل جول رکھنے کے باعث اصل فقیری اور توکل سے کس قدر دور پڑ گئے اور پڑ رہے ہیں"! (انصاف نامہ باب ۱۰) کیا اچھا کہا ہے ذوق نے۔

گر بعد فقر پھر سگِ دنیا ہوا فقیر　　کم بخت پاک ہوکے پلیدن میں مل گیا

ہندی مثل مشہور ہے "لینے گئی پوت اور کھو آئی خصم"۔ ۱۳

۲ (حاشیہ صفحہ ۱۳۷)

ایسے نااہلِ مرشد کی نسبت بندگی ملک الہداد الملقب بہ خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ٹوپی دِیندی باورے۔ لیندی کھرا نلجّ
اُندر ورنہ سمائے ہے۔ پو چھے باندھے چھجّ

ترجمہ:۔ دیوانہ مرشد نے اپنی ٹوپی عنایت کی۔ بے شرم اور بے حیا خلیفہ نے سر پر رکھ لی۔ اور مرشد کا جانشین ہوگیا۔ چوہے کو تو اپنے بل میں گنجائش نہیں حالانکہ وہ اپنی دُم کو سوپ باندھ کر سوپ کے ساتھ اندر رہنا چاہتا ہے۔ جو کہ امرِ محال ہے چوہے سے مراد مرشدِ نااہل۔ اور سوپ سے مراد اس کے خلفا اور مرید ۔۱۲ (انصاف نامہ باب ۱۳)۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر حضرت خلیفۂ گروہ حضرت شہاب الحق۔ حضرت خاتم المرشد رضی اللہ عنہم نے کئی مرتبہ معاملہ میں دیکھا کہ آخر زمانہ کے مرشدوں کی بُری گت ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک روز بندگی میاں سید خوندمیرؓ اپنے حجرہ سے روتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ فقیروں نے (حاشیہ عرض کیا اس قدر زار و قطار رونے کی آخر وجہ کیا ہے؟ فرمایا "مجھ کو آخر زمانہ کے مرشد دکھلائے گئے کہ اُن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور فرشتے اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے ہوئے لے جا رہے ہیں یہ محض اس لئے ہے کہ یہ لوگ حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت مہدی مراد اللہ کی مسند پر بیٹھ کر عصر و مغرب کے درمیان بیانِ قرآن کرتے تھے۔ لوگوں کو پسخوردہ پلاتے تھے۔ سویّت دیتے تھے۔ مرید کرتے تھے۔ یہ افعال ارشاد خدا اور نبی مہدی کے حکم سے نہیں نہ اپنے مرشد کے حکم سے بلکہ محض نفسانیت اور اپنی عزت و شان بڑھانے اور تن پروری کی غرض سے کرتے تھے" (خلاصۃ التواریخ حصہ دوم) ۱۲

ہے ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۝﴾ (۱۸کہف۴/۲۸)۔ ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبرؑ وائے نائبانِ رسولؐ یعنی مرشدانِ ہر زمانہ) جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کی یاد کرتے (اور) اُسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ (شب وروز) اُن (ہی) کے ساتھ (رہنے پر) اپنے نفس کو مجبور کرو اور تمہاری نظر (مربیانہ) اُن پر سے ہٹنے نہ پائے کہ لگو دُنیا کی زندگی کے زیب وزینت کی خواہش (اور دنیاداروں کا پاس ومروّت) کرنے۔ اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش (نفس) کی پیروی کرتا (اور اُسی کے پیچھے لگا ہوا) ہے۔ اور اُس کی دنیاداری حد سے بڑھ گئی ہے۔ (۱۶/۱۵)۔ اِن آیتوں میں فقیروں کو اپنے مرشد کے ساتھ اور مرشدوں کو اپنے دائرہ کے فقیروں کے ساتھ ہمیشہ رہنے اور ارتباطِ ظاہری وباطنی رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

## مرشد کی نسبت عام غلط خیالی

پٹن گجرات (نہروالہ) کے مُلّاؤں نے سیدنا مہدی علیہ السلام سے کہا ''آپ کے فقیر بڑے بے ڈھنگے اور ''بدرَویہ'' ہیں کہ اپنے خاندانی اور آبائی پیروں کو چھوڑ کر یہاں چلے آتے ہیں حالانکہ مثل مشہور ہے'' ماں باپ بدلنا اور پیر بدلنا برابر ہے'' گجراتی میں کہاوت ہے۔ ''میخ کے مویشی میخ ہی کو آتے ہیں''۔ اِسی مطلب کو احمد آباد کے مشائخ نے اس لباس میں کہا کہ ''اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے بلا اجازت کسی سے نکاح کر لے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

''سیدنا مہدی علیہ السلام نے اُن کے اس در پردہ سوال کا مفہوم سمجھ کر فرمایا ''تم شرعی مسئلہ بھی بھو گئے کہ اگر کوئی لڑکی کسی مستورالحال سے بیاہ دی جائے اور بعد میں معلوم ہو کہ عنّی ہے اس صورت میں شرعاً تفریق کردی جائے گی یا نہیں'' پھر فرمایا کہ ''بازار سے کپڑا اچھا سمجھ کر خریدا گیا بعد میں عیب معلوم ہوا اُس وقت کیا کپڑا نہیں پلٹا دیا جائے؟ اور عقدِ بیع فاسد نہیں ہوگا؟ افسوس کہ دنیاوی معاملات میں تو اس قدر جدّ و جہد اور خدا طلبی کا مقصود ایک جگہ حاصل نہیں ہوسکتا تو دوسری جگہ حاصل کرنے کو ناجائز بتاتے ہیں حیف ہے اُنکی دینداری پر'' (انتخاب الموالید) پھر فرماتے ہیں کہ ''شرم داشتن درطلبِ دیدارِ خدا معتبر حجاب است درمیان بندہ وخدا'' (حاشیہ)

پس طالب خدا کو چاہئے کہ اپنے خاندان وغیرہ کا کچھ خیال نہ کر کے جس مرشد میں کم ازکم مندرجہ ذیل صفات پائی جائیں اُس کے ہاتھ پر اپنی ذات فروخت کردے جس کو اصطلاح میں بیعت وعلاقہ کہتے ہیں۔

## مرشد کیسا ہو؟

۱۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں ''جو شخص (عام ازیں کہ مرشد ہو یا فقیر) خدا سے یا روحِ رسول اللہؐ سے اپنی مشکل حل نہ کرسکے اُس نے اپنی ذات پر ظلم کیا وہ خدا کے ہاں گرفتار ہوگا (انصاف نامہ)۔ (ق)

۲۔ ارواحوں سے ملاقات کرسکتا ہو، جیسے بندگی میراں سید

ابراہیم (فات ۱۰۸۹ سنہ) اپنے بھائی بندگی میراں سید نصرت مخصوص الزمان (وفات ۱۰۷۹ سنہ) کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر متوفی سے ایسی باتیں کرتے جیسے حالتِ زندگی میں کر رہے ہیں۔

۳۔ قبر کا حال معلوم کر سکے۔

۴۔ اُس کے نزدیک سونا اور مٹی ایک ہو گئے ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿لاتاسو علیٰ مافاتکم ولاتفرحو بما اٰتکم﴾ (۵۷ حدید۔۲۳/۳) ترجمہ:۔ کوئی (دنیا کی) چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا رنج نہ کرو۔ اور اللہ (کھانا۔ کپڑا پیسہ وغیرہ جسم سے تعلق رکھنے والی) کوئی چیز تم کو دے تو اُس پر خوشی مت کرو۔ (۱۹/۲۷) نہ آئے کی خوشی نہ گئے کا غم۔ دونوں سے بھی آزاد ہو جاؤ۔

حضرت شہاب الحق کے دائرہ معلیٰ میں کئی دفعہ مظفر شاہی[۱] کی سویت ہوئی لیکن کبھی آپ نے ہاتھ میں اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا کہ یہ سکّہ کیسا ہے (دفتر دوم)۔

۵۔ احکام الٰہی سناتے وقت کسی رشتہ دار یا امیر کی رعایت نہ کر کے کھُلم کھُلا سُنائے۔

ایک روز بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے آپ کے ایک فقیر نے عرض کیا ''نئے نئے طالب بیان سننے کو آتے ہیں۔ اس لئے ذرا آپ نرمی سے کلام کریں'' آپ نے فرمایا ''حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں بندہ نے سفید داڑھی کی ہے اور تم تو اب سکھلاتے ہو۔ اگر خدا قوت و قدرت دے تو ایک

[۱] سلطان مظفر ثانی (وفات ۹۳۲ ہجری) اور اسکا بیٹا بہادر شاہ کا رائج الوقت سکہ۔ ۱۲ منہ

گھاؤ (وار) دو پھاڑ کر ڈالوں اگر رہا اُس کے بھاگ (خوش نصیب) اگر چلا گیا بلا ٹلی۔ بندہ اُس کے نفس کے تابع نہ ہوگا۔ حق بات اکثر لوگوں کو پسند نہیں آتی ۔بندہ کا کام حق گوئی ہے اور بس'' (حاشیہ انصاف نامہ)۔

٦۔ جیسی صحبت کرنے کا حق ہے ویسی صحبت کر کے اُس نے اپنے مرشد سے با قاعدہ سند حاصل کی ہو۔

٧۔ اُس کے دائرہ میں نوبت۔ سویت۔ اجماع۔ بیان قرآن وغیرہ فرائض ولایت جاری ہوں اور حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ''دائرہ کے باہر جلتی ہوئی آگ'' سمجھ کر اپنے فقیروں کو کاسبوں کے گھر دعوت وغیرہ میں جانے کی ممانعت کرتا اور خود بھی اس پر عامل ہو۔

## سوال

اگر اس گرے ہوئے زمانہ میں ان صفتوں کا مرشد نہیں مل سکتا تو کیا کرے؟ آخر مرشد کی صحبت فرض ہے۔

## جواب

دیکھے کہ بلحاظِ عرفان وعمل سب میں بہتر کون ہے اُسی کا ہو رہے۔

## مشکل

صحبتِ مرشد کے علاوہ ترکِ علائق۔ عُزلتِ خلق۔ ذکر کثیر وغیرہ میں اگر مرشد کے ہاں یہ فرائض عملاً مفقود ہیں اور عرفانی چرچا بھی نہیں ہوتا تو طالبِ خدا کیا کرے؟

## حل مشکل

اس صورت میں چند مہینے مرشد کی صحبت میں رہ کر ذکر اللہ وغیرہ کی ترکیب سیکھ لے اور کچھ عرفانِ الٰہی بھی حاصل کرے۔ پھر ایک عرصہ تک مرشد کی اجازت سے مرشد سے الگ ہو کر خلوت اختیار کرے تاکہ جو کچھ اُس نے اپنے مرشد سے سیکھا ہے عزلت خلق ونشستِ ذکر اللہ کی برکت سے دل میں جم جائے۔ پھر چند مہینے مرشد کی غلامی میں رہ کر نئی نئی تعلیمات حاصل کرے اور اُن پر عامل ہونے کے لئے پھر دنیا وخلق سے کنارہ کش ہو جائے۔ ایسا کرنے سے کل فرائض ولایت کی ادائی ہو سکتی ہے لیکن یہ رقم ہیچمداں کا محض قیاس ہے۔ معلوم نہیں کہاں تک صحیح ہے۔ کیا عجب ہے کہ مرشدِ ناقص کی صحبت میں بھی نیک نیتی واخلاص کے ساتھ رہنے سے خدا اپنے دیدار سے اس کو سرفراز کردے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اگر فضل کنی یک جوے۔ جِیُوے جِیُوے جِیُوے.

اگر عدل کی کنی یک موئے۔ مُوئے مُوئے مُوئے. ف:۔۱۷۷ (حاشیہ انصاف نامنہ)۔

## فیض جاریہ

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "بندہ کے بعد قیامت تک مہدی (یعنی راہ یافتہ) ہوتے رہیں گے جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ کے اور آپ کے یاروں کے بعد بعض اولیائے کاملین ہوئے چنانچہ بایزید بسطامی۔ سلطان ابراہیم ادہم شیخ شبلی۔ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم اور اُن کے جیسے اور بھی لوگ یارانِ مصطفیٰؐ کی صحبت بغیر کامل ہوئے"۔ ف:۔۱۷۸ (انصاف نامنہ باب ۱۷)۔

(ق) بندگی میاں ولی یوسفؒ فرماتے ہیں "فیض تا قیامت منقطع نیست پس (طالبانِ حق) از روحِ بندگی حضرت مہدیؑ یا از روحِ بندگی میراں سید محمودؓ یا از روحِ بندگی میاں سید خوندمیرؓ پرورش یابند" پھر لکھتے ہیں کہ "جو روحیں تصحیح کے وقت مقبولِ مہدی ہوئیں لیکن اُن کا ظہور دنیا میں حضرت میراںؑ کے بعد ہوا تو اُن کو حضرت مہدی کی روحِ پاک سے یا یارانِ مہدیؑ کی ارواحِ مبارکہ سے برابر فیض ملتا رہے گا۔ (انصاف نامہ باب۔۱۷)، (ق)۔ بندگی میں سید خوندمیرؓ نے اثناءِ گفتگو میں بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے کہا۔

[انشاء اللہ ہمارے سلسلہ میں دینی[1] اصول اور باطنی فیض[2] اور مقصودِ خدا[3] قیامت تک باقی رہے گا]

(خلاصۃ التواریخ)۔ (ق)

مصنف انصاف نامہ فرماتے ہیں "اس گروہ مقدسہ میں بھی اُویسی ہیں۔ اس امر کو مان لو اور انکار مت کرو" پس کیا عجب ہے کہ طالبِ صادق اُسی مرشد کی خدمت میں ہوتے ہوئے ارواحوں سے فیضِ باطنی حاصل کر کے اپنے مقصود کو پہنچ جائے۔ "ذلك فضل الله يو تيه من يشاء"

مرشد کی صحبت میں جو جو باتیں حاصل کرنی ہیں ان سب میں مقدم اور ضروری امر تعلیم ذکر اللہ ہے۔

۱:۔ تعلیم ذکر اللہ:۔ ذکرِ خفی و پاسِ انفاس[1] کے لئے تاکیدی احکام کی

---

[1] اسی رسالہ کے آئندہ اوراق میں زیرِ عنوانِ اقرب الطریق تعلیمات مہدویہ کے چند نام بتائے گئے ہیں جو کہ مخصوص گروہِ مقدسہ ہیں۔ ۱۲ منہ

نسبت دیکھو رسالہ شریفہ بندگی میاں سید خوند میرؒ۔

سالک مبتدی نشستِ ذکراللہ میں شروع شروع میں گھبراہٹ پیدا ہونے سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ ہی میں اُٹھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ نفس کے خلاف طبیعت پر زور دے کر اور دل کو یہ سمجھا کر کہ یہ وقت کچھری خدا میں خاص نوکری کا ہے۔ اس حد تک اُنست پیدا کرے کہ بالآخر اُس کا حال اس آیت کے مصداق ہوئے ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (۱۳ رعد۔۴/۲۸)۔ ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُن کے دلوں کو یادِ الٰہی سے تسلّی ہوتی ہے (اور) سُن رکھو کہ ذکراللہ سے دلوں کو تسلّی ہوا ہی کرتی ہے (۱۰/۱۳)۔

۲۔ **حصولِ علم معرفت :۔** سید نا مہدی فرماتے ہیں ''دانستنِ ایمان'' یہ دانست مشروط بالعمل ہے۔ [ف:۔۱۱۱] پھر فرماتے ہیں (از کتاب زادالمسافرین)۔

''علمے بطلب کہ باتو ماند    علمے کہ ترا زتو رہاند
گر علم فریضہ را نخوانی    تحقیق صفاتِ حق ندانی''

[ف:۔۱۱۲]

پھر فرماتے ہیں کہ ''جس نے خدا کو پہچانا اُسے سوال کی حاجت نہیں ہے''

[ف:۔۱۷۹] (حاشیہ)۔

ایک شخص کے سوال کرنے پر کہ یگانگی بہتر یا دوئی؟ آپ نے فرمایا کہ ''دوئی بہتر کہ اس سے ایگانگی کو پہچانا اگر دوئی نہ ہوتی تو یگانگی کو کوئی نہ پہچان سکتا''

[ف:۔۱۸۰] (حاشیہ)۔

سیدنا مہدیؑ کی تعلیم و تلقین کا اثر یہ تھا کہ بعض طالبانِ خدا تین ہی دم میں خدا کو پہنچ گئے۔ بعض تین گھڑی میں۔ بعض تین پہر میں۔ بعض تین دن میں اور بعض تین مہینوں میں وصال الٰہی سے مشرف ہوگئے۔ (حاشیہ)۔

۳۔ اجماع:۔ اجماع دو قسم کا ہے۔ ایک تو کسی بزرگ کی بہر عام کے روز یا دائرہ اُٹھا کر دوسری جگہ باندھتے وقت جنگل سے لکڑیاں وغیرہ لا کر ایک دوسرے کی امداد کرنا۔ دوسرا اجماع حدود دائرہ پر استوار رہنے کا غرض سے یا دین میں کوئی بدعتی امر یا بداعتقادی پیدا ہو جانے پر الگ الگ دائروں کے مرشد و خلفاء وغیرہ ایک جگہ جمع ہو کر نو خیز فساد کو دور کر کے دین الٰہی کو پھر خالص کر دیتے۔ یہ اجماع خاص ہے اور پہلا اجماع عام ہے۔ اجماع خاص میں بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ دائرہ کے نابالغ لڑکوں کو بھی بلا کر شریک کرتے تا کہ ابتدا ہی سے دین خالص اُن کے دلنشین رہے۔ (انصاف نامہ و خاتم سلیمانی)۔

۴۔ سویّت:۔ سویّت کا یہاں تک اہتمام کیا جاتا ہے کہ حضرت ثانی مہدی و حضرت ثانی امیر و نیز دیگر صحابہؓ سویّت کے وقت اکثر اوقات خود اوپر بیٹھ کر سویّت کرواتے اور کہیں سے کھانا آنے پر بھوک کی وجہ سے روتے بچہّ کو بھی تقسیم سے پہلے ایک لقمہ بھی نہ دیا جاتا۔ فتوح کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''خدا بندہ کو (مجھے) فقیروں کو واسطہ سے دیتا ہے'' اسلئے حسبِ ایماء حضرت مہدی علیہ السلام مرشد کی فتوح میں کل فقیرانِ دائرہ کا حق سمجھا جاتا۔ ف:۔ ۱۸۱۔

۵۔ عُشر:۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''خدا دس دانے (جتنی اقل مقدار چیز) دے تو ایک دانہ (عُشر کی نیت سے) چیونٹی کو ڈال دو ف:۔ ۱۸۲۔

پھر فرماتے ہیں ''عُشر کے مستحق دائرہ کے فقرائے متوکل وفاقہ کش ہیں ''۔ ف:۔۱۸۳ ۔اہل فراغ وتعین خوار فقیر نہیں ہیں۔ کیونکہ عُشر جو مال کا میل ہے اُس کو آتش فقر ہی جلاسکتی ہے شکم سیر کے لئے سخت مضر ہے۔ہاں بے خبری میں کھالے تو معاف ہے۔اسی واسطے سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''تجسس میں مت پڑو۔ اگر معلوم ہو جائے کہ مال حرام ہے تو مت لو'' ف:۔۱۸۴ ۔فتوح سے عُشر نکالتے وقت دیکھا جاتا کہ اگر دائرہ میں سخت فقر وفاقہ ہے تو عُشر بھی ساتھ ساتھ سویت کردیا جاتا اور نہ اُٹھا کر رکھ دیا جاتا۔ پھر تنگی ہونے پر صرف مضطروں میں سویت کیا جاتا (انصاف نامہ باب ۹)۔

تبلیغ:۔امر معرف ونہی منکر کی نسبت اللہ فرماتا ہے۔﴿یَآ یُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ط وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِ سٰلَتَهٗ ﴾(۵ مائدہ ۱۰/ ۶۷)۔ترجمہ:۔اے رسول (تبعاً اُمّتِ رسول) جو (احکام الٰہی تم پر نازل کیے گئے ہیں (لوگوں کو) پہنچادو (اور خود بھی ان فرمانوں پر عمل کرو) اور اگر عمل نہ کیا تو (سمجھا جائے گا کہ) تم نے ہمارا پیغام نہیں پہنچایا۔(۶/۱۴)۔

پھر فرماتا ہے۔﴿وَ لْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْ عُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْ مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾(۳ ۔آل عمران ۔۱۱/ ۱۰۳) ترجمہ:۔ اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور (آخرت میں ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوند میرؓ فرماتے ہیں ''جو حق بات ہے کہتے رہیں اگر کر نہیں سکتے تو یہ ہمارا قصورِ عمل اور ہماری بدقسمتی ہے لیکن جو کچھ بیان حضرت میراں

سید محمد مہدی علیہ السلام سے سُنا ہے دوسروں کو سنائیں۔ اگر بول نہیں سکتے تو آخر اپنی بی بی کو بھی سُنا دیں تا کہ اس آیت کے وعید میں نہ آئیں۔ ﴿وَ لَاتَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ ط وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ ط وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴾ (۲ بقرہ۔ ۳۹/۲۸۳)۔ ترجمہ اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اُس کو چھپائے گا تو وہ دل کا کھوٹا ہے اور جو کچھ (بھی) تم لوگ کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے۔ انصاف نامہ باب ۵)۔

## ۶۔ عزلتِ خلق یعنی ماسوی اللہ سے پرہیز

ذکر اللہ میں یکسوئی و یکجہتی پیدا کرنے اور لذّتِ استغراق چکھنے کیلیے عزلتِ خلق نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا﴾ (۷۳ مزمل ۱/۸) سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "نہ باکسے کارے۔ نہ بر پشت بارے نہ کس در شمارے" ف:۔ ۱۸۵ (انصاف نامہ باب ۲)۔

طالبِ خدا کیسے کیسے نامعلوم طریق سے دنیا میں پھنس کر خراب ہوتا ہے اور پھر بھی اپنے افعال کو اچھا سمجھتا ہے اس کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے فرمائی ہوئی ذیل کی تمثیل ثانی امیر شاہ خوندمیرؒ فقیران دائرہ کو اکثر سنایا کرتے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "خلق ایسی ہے کہ آسمان پر سے بھی نیچے لاتی ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ بندہ خدا میری طرف التفات نہیں کرتا تو اُس سے ملنا شروع کرتا ہے۔ پھر اُسے کھانے کی دعوت دیتا ہے اور نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہے کہ خوندکار غریب خانہ پر تشریف لا کر اپنے قدموں کی برکت سے نیاز مند کے گھر کو پاک کریں۔ خوندکار انکار کرتے رہتے ہیں۔ آخر اُس کے بیحد اصرار پر حضرت تشریف لے گئے چند روز کے بعد دوسرا شخص آیا اور اس نے بھی

عرض کی حضرت غلام کے مکان پر تشریف لاکر اُسکے گھر کو عزت بخشیں۔ حضرت کا انکار کرنے پر پھر عرض کرتا ہے کہ آپ نے فلاں روز فلاں شخص کے ہاں قدم رنجہ فرمایا تھا تو کیا غلام اُس سے بھی گیا !! آخر خوندکار اُس کی مروّت میں آکر اُس کے بھی مکان پر تشریف لے گئے۔ پھر تو کیا تھا (جب قیدِ قدم ٹوٹا تو) ہر شخص حضرت کو اپنے گھر بلانے لگا۔ اب خوندکار کے دل میں یہ زعم پیدا ہوا کہ یہ لوگ میرے ایسے مطیع ہوگئے ہیں کہ میرے سوا کچھ کام ہی نہیں کرتے۔ حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''مطیع نہیں ہوئے بلکہ تو اُنکا مطیع ہوگیا ہے کہ خلوت کو چھوڑ کر گھر گھر بھٹکتا ہے اور دل میں یہ ڈر ہے کہ میرے نہ جانے سے کہیں اُن کو رنج نہ ہوا اور مجھ سے ملنا چھوڑ دیں''۔ ف:۔۱۸۶ (انصاف نامہ باب ۶)۔

عزلتِ خلق کے ضمنی احکام یہ ہیں۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ کوششِ حصول عشق | (۱) سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''عشق[۱] کسب سے حاصل ہوتا ہے''۔ ف:۔۱۱۶ |
| ۲۔ خلوت | (۲) ''اس کام کیلئے یعنی حصول عشق کیلئے خلوت اختیار کرے'' ف:۔۱۱۶ |
| ۳۔ غیر جنس سے پرہیز | (۳) ''اور کسی سے بھی نہ ملے نہ اپنوں سے نہ غیروں سے'' ف:۔۱۱۶ |
| ۴۔ خاموشی | (۴) ''اور کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے ہر حال میں حق کا ملاحظہ رکھے'' ف:۔۱۱۶ |

[۱] عشق کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ''بار امانت عشق ذات حق بود۔ ہر یکے بقدرِ حوصلہ خویش حمل کردو بہ لقاء اللہ تعالیٰ مشرف شد امّا کما حقہٗ ایں دو تن برداشتند یکے خاتم النبی و دوم خاتم الولی صلی اللہ علیہما وسلم'' (شواہد الولایت باب ۳۳) ف:۔۱۸۷۔

مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اس راستے میں دو ہی چیزیں ہیں خلوت اور خاموشی'' (ق)۔

۵۔ قید قدم:۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''دائرہ کے باہر جلتی ہوئی آگ سمجھ کر کہیں نہ جائے''۔ پھر فرماتے ہیں ''عزت ولذت راگذار۔ دم وقدم کا نگہدار''۔

---

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) آپ کی عادت مبارک تھی کہ جو لوگ آپ کی خدمتِ اقدس میں طلب خدا کی غرض سے آتے اکثر اوقات اُن سے دریافت فرماتے کہ ''بھائی تم میں کتنا عشق ہے؟'' کہتے کہ جان و تن اور زن و فرزند سب کے سب نامِ خدا پر فدا ہیں۔ ف:۔۱۸۸ آپ فرماتے کہ ''محبت و عشق خدا ان چیزوں سے بدرجہا افضل ہے'' پھر زیادہ صراحت کی غرض سے یہ تمثیل بیان فرماتے کہ ''ایک شخص کا لڑکا گم ہوگیا۔ اُس کے والدین کے دل میں طرح طرح کے گمان پیدا ہورہے ہیں کہ نہیں معلوم چور لے گئے یا کنویں میں گر گیا یا جانور کھا گیا اُس وقت اُن کا کیا حال ہوگا'' طالبانِ خدا عرض کرتے کہ ''میرانجی ۔ والدین کو اپنے بیٹے کی محبت میں کھانا پانی سب زہر ہوجاتا اور نیند اڑ جاتی ہیں اور جت تک بیٹے کی خبر نہ ملے اُس کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں'' ف:۔۱۸۹ ۔سیدنا مہدیؑ اُس وقت فرماتے ہیں کہ ''بھائیوں خدا کی طلب اور اُسکے عشق میں ان والدین کے جیسے ہوجانا ہے جو شب و روز بیٹے کی طلب میں بے قرار ہیں''۔ (شواہد الولایت باب ۳۳) ف:۔۱۲۴۔

پھر فرماتے کہ ''بیٹے کا عشق تو بہت بڑا عشق ہے لیکن ایک سوئی گم ہوجانے پر اُس کی تلاش میں کیسے بے قرار ہوجاتے ہو اتنا عشق بھی اگر خدا کے ساتھ ہو تو خدا کو پہنچ جاؤ گے'' (ایضاً) ف:۔۱۹۰۔

پھر فرماتے کہ ''عشق بذاتِ خود پاک ہے اُس کو کسی حالت میں ناپاکی لگتی ہی نہیں'' ف:۔۱۹۱ مثال کے طور پر فرماتے کہ ''مردار خوار (ڈھیڑ) مردار جانور کا گوشت چولھے پر پکا رہا ہے اُس چولھے کے نیچے سے کسی نے آگ لی اور حلال کھانا پکایا تو جائز ہے کسی قسم کا خوف نہیں ہے کیونکہ آگ دراصل پاک ہے اگرچہ کہ مردار گوشت کی ہنڈی کے نیچے کیوں نہ ہو اُس کو کوئی ناپاکی نہیں لگ سکتی اسی طرح جو عشق خواہشاتِ نفسانی اور گناہوں میں سالہا سال خرچ کیا ہے وہی عشق خدا کی طلب میں صرف کیا جائے تو مقصود حاصل ہوجائے گا'' ف:۔۱۹۲ (ایضاً)۔

اسی مطلب کو حضرت سید فضل اللہؒ اس طرح لکھتے ہیں کہ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے کہ ''تم نے کسی سے عشق کیا ہے؟ بس وہی عشق راہِ خدا میں لگادو۔ وصالِ خدا سے مشرف ہوجاؤ گے'' ۱۲۔ ف:۔۱۹۳۔

# (۷) توکل

طالبِ خدا نے دنیا چھوڑی ۔ حیاتِ دنیا چھوڑی ۔ متاعِ حیاتِ دنیا چھوڑی نعیمِ دنیا میں مست سگے چھوڑے ۔ گھر چھوڑا ۔ وطن چھوڑا ۔ عزلت وخلوت اختیار کرنے سے خلق بھی چھوٹی ۔ اب رہا تو کیا رہا محض اللہ کا سہارا یہ سب کچھ اسی واسطے کیا گیا کہ عاشقِ صادق ایمان مجازی کے عام سطح سے بلند پروازی کر کے ایمانِ حقیقی کے ایوان کو اپنا ہمیشہ کا آرامگاہ بنالے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَ كَّلُوْ ا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْ مِنِيْنَ﴾ (۵ مائدہ ۴/۲۳) ۔ ترجمہ :۔ اور اگر تم مومن (حقیقی) ہو تو اللہ (ہی) پر توکل کرو (۶/۸) ۔ پھر فرمایا ہے ۔ ﴿فَتَوَ كَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَ كِّلِيْنَ﴾ (۳۔آل عمران ۱۷/۱۵۸) ۔ ترجمہ :۔ اور اللہ پر توکل کر (اُسی کو اپنا کارساز بنا اور اُسی کا آسرا لے) بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۴/۸) ۔ ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے توکل کو مقامِ محبت ومقامِ رویت بتایا ہے کہ جو عین مقصودِ طالب صادق ہے ۔

امامنا مہدی علیہ السلام بھی توکل کی عام معنیٰ سے آگے بڑھ کر فرماتے ہیں ''روٹی پر توکل کرنا توکل نہیں ہے'' [ف :۔ ۱۹۴] روٹی کا تو اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ۔ ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ ترجمہ :۔ زمین پر کوئی ایسا جانور نہیں ہے جسکا رزق اللہ نے اپنے پر لازم نہ کرلیا ہو (۱/۱۳) یہ اللہ کا وعدہ ہے اگر تجھے اس وعدہ پر یقین ہے تو مومن ہے ۔ نہیں تو کافر ہے'' [ف :۔ ۱۹۵] ۔ پھر آپ تمثیل کے طور پر فرماتے ہیں ''اگر کوئی کافر تجھے دعوت دے کہ آج تم میرے گھر مہمان ہو تو دن بھر اُس کے وعدہ پر رہے گا اور کچھ نہیں کھائے'' پھر

فرماتے ہیں ''توکل غیب پر ہے کہ الغیب ھواللہ۔ پس رات دن اُسی طلب میں رہے کہ خدا کو کب حاصل کروں۔ توکل اس کا نام ہے۔ ف:۔۱۹۶ ''کما قال النبی صلی اللہ علیه و سلم من لایقین له لادین له ''ترجمہ:۔ جس کو اس پر یقین نہیں ہے اُس کو دین بھی نہیں ہے پھر فرماتے ہیں۔ ''اطلب الرزاق و لا تطلب الرزق ۔ لان الرزق طالبك و الرزاق مطلوبك ''ترجمہ:۔ خدائے رزّاق کو ڈھونڈو رزق کو مت ڈھونڈو کیونکہ رزق تو تجھے ڈھونڈھ رہا ہے اور تجھے خدائے رزّاق کو ڈھونڈنا چاہیئے (انصاف نامہ باب۔۲)۔

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''جو شخص فتوح کا منتظر ہو متوکل نہیں ہے'' ف:۔۱۹۷ (حاشیہ انصاف نامہ)۔ پھر فرماتے ہیں کوئی شخص اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا ذکر اللہ میں مشغول ہے اُس نے کسی کے پاؤں کی آہٹ سن لی۔ اُس وقت دل میں یہ خیال آیا کہ شاید مجھے کچھ دینے کو آتا ہے تو توکل نہ رہا'' ف:۔۱۹۸۔ حیف ہے ہماری فقیر پر کہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ دل میں کیسے کیسے خیالات گذرتے رہے ہیں۔ (انصاف نامہ۔ باب ٦)۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''عالی ہمّت وہ ہے کہ رسانیدۂ خدا اُسی وقت کھالے اور باقی ماندہ راہِ خدا میں دے دے اور کم ہمّت وہ ہے کہ اللہ کے نام آئی ہوئی چیز تھوڑی کر کے کھائے چونکہ اُس کا نفس ضعیف ہے اس لئے راہِ خدا حکمت میں دیکھتا ہے'' پھر فرماتے ہیں ''متوکل کو چاہیئے کہ جو خدا دے کھالے کل کے لئے ذخیرہ نہ کرے'' ف:۔۲۰۰۔

حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ف :۔ ۲۰۱

| | |
|---|---|
| ۱۔ "بے صورت بے معنی۔ کافر" | = یعنی ظاہر و باطن دونوں خراب مثلاً طالبِ دنیا |
| ۲۔ "صورتِ معنی۔ مردود" | = یعنی ظاہر اچھا۔ باطن خراب مثلاً زاہد خشک |
| ۳۔ "معنی بے صورتِ نقصان" | = یعنی باطن اچھا۔ ظاہر خراب مثلاً عارف بے عمل |
| ۴۔ "صورتِ با معنی کامل" | = ظاہر و باطن دونوں اچھے۔ یعنی شریعت و حدود دائرہ کی پابندی کے ساتھ اعلیٰ عرفان (نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ) |

اس رسالہ کے پڑھنے والے خواہ کاسب ہوں یا فقیر خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری روزمرّہ کی حالت حضرت امام علیہ السلام کے کس فرمان کے موافق ہے؟

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں "طالبانِ دنیا کے ساتھ میل جول رکھنا یہی روٹی ہے نہ کہ دین" (ق) (انصاف نامہ باب ۶)۔

بندگی میاں شاہ نعمت "مقراض بدعت" کے حضور اگر کوئی شخص خبر لاتا کہ فلاں فقیر پر فاقہ گذر رہا ہے تو آپ اُسے دھمکا کر فرماتے "یہ کیا خبر ہے ! کوئی بات خواب یا معاملہ کی سُناؤ۔ (انصاف نامہ باب ۶)۔

حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ آیہ ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط﴾ (۶۵ طلاق۔ ۱/۴) کے معنی اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ "جو شخص اللہ سے ڈرے (یعنی متقی بن کے ماسوی اللہ سے پرہیز کرے اور ہر طرف سے منہ پھیر لے) تو اُس کے لئے اللہ (قید ہستی و خودی سے) نکلنے کی جگہ پیدا کر دے گا اور اس طرح سے (دولتِ دیدار) عطا کرے گا کہ وہ حساب و خیال میں نہ لا سکے اور

جو شخص اللہ پر توکل کرے (اور خود بچّہ بن کے اسی کو اپنا کارساز بنالے) تو وہی (ذات پاک وصال کے لئے) اُس کو کافی ہے'' (۲۸/۱۷)۔

شجراتِ فرائضِ ولایت کے زیرِ عنوان توکل کے تحت میں جو آٹھ باتیں بتلائی گئی ہیں اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ ترکِ طمع :۔ ظاہر بات ہے کہ طمع توکل کی ضد ہے جہاں توکل ہے وہاں طمع نہیں۔ ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؒ فرماتے ہیں ''بیان قرآن وہ شخص کرسکتا ہے جس نے طمع سے آنکھ بند کرلی ہو'' پھر فرماتے ہیں ''چاکری (نوکری) کرلو لیکن فقیر ہوکر دنیا داروں سے میل جول مت رکھو۔ طالبانِ دنیا سے بے غرض رہو اور اُن سے کچھ بھی سروکار مت رکھو۔ اگر خدا کے نزدیک ذرا بھی نقصان ہو تو بندہ کا (میرا) دامن پکڑنا'' (ق) (انصاف نامہ باب ۶)۔

۲۔ ترکِ سوال :۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''جو شخص سیر باجرہ (باجری) کا طالب ہو وہ مؤمن نہیں ہے ف:۔۲۰۲ (حاشیہ) پھر فرماتے ہیں کہ ''تجھے جو چاہیئے خدا سے مانگ خواہ نمک چاہیئے یا پانی چاہیئے یا لکڑی چاہیئے غرض جو چاہیئے خدا سے مانگ لوگوں سے مت مانگ ف:۔۲۰۳ (انصاف نامہ باب ۶)۔ پھر فرماتے ہیں ''تین دن کے فاقہ سے بے قرار ہونے پر ایک دو جتیل (جیتل = آدھ آنہ) یا ایک درہم (چوّنی) یعنی قوت لایموت جتنا کمالے۔ بہتر ہے کہ شہ گدائی کرے کہ اس سے حرص نہیں بڑھتی بلکہ غیرت و پشیمانی پیدا ہوتی ہے'' ف:۔۲۰۴ (انصاف نامہ باب ۵)۔

۳۔ ترکِ فتوح مُعیّنہ یا معلومہ :۔ سیدنا مہدیؑ فتوح کی تین قسمیں حلال، حلال طیّب۔ حرام بتلاکر فرماتے ہیں ''اگر کسی نے ایک دن یا تین دن کی

متصل دعوت دی تو وہ کھانا حلال ہے۔ جو چیز بے شان و بے گمان آجائے حلال طیّب ہے۔ ف:۔۲۰۵ امامنا حضرت مہدیؑ کی حضور کہیں سے کچھ فتوح آئی فقیروں نے کہا حلال طیبؔ ہے۔ آپ نے فرمایا ''طیّب نہیں ہے حلال ہے کیونکہ تین دن سے ہم سنتے تھے کہ بھیجنے والا ہے''۔ فائدہ۔ حضرت فرماتے ہیں ''سنتے تھے'' یعنی یقین کامل نہیں تھا کہ بھیجے ہی گا۔ دوسرا یہ کہ فتوحِ روانہ شدہ کی خبر نہیں ملی تھی کہ اُس کے آنے کا بالکلیہ یقین ہو جائے۔ ف:۔۲۰۶

فتوح لینے کی نسبت آپ فرماتے ہیں ''مردہ خواہ جنت جائے خواہ دوزخ ہم کو حلوے مانڈے سے کام'' ف:۔۲۰۷ (خواہ منکرِ مہدی کی نیاز کا کھاتا ہو یا کسی کے بھی گھر کا) فرماتے ہیں ''بندہ نامِ خدا دیکھتا ہے۔ ہم کیا جانیں کہ کسی کا مال جور و ظلم سے لیا گیا ہے۔ (یا جائز طریق سے) اگر معلوم ہو جائے کہ حرام ہے تو مت کھاؤ ف:۔۲۰۸ (انصاف نامہ باب ۵)۔

سیدنا مہدیؑ نے ''تعیّن کو لعین'' فرمایا اور کسی صحابی سے نہیں سنا گیا کہ تعین مراتبی فرمایا۔ تعین کھانے والے ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرتے رہتے ہیں اور سویّت سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ ف:۔۲۰۹ (انصاف نامہ باب ۹)۔

سالیانہ۔ ماہانہ۔ ہر برس لیلۃ القدر کی آمد۔ ہر جمعرات چاندرات کی مقررہ روٹی تین دن سے زیادہ کی دعوت۔ ہر غسل میت پر میّت کے کپڑے اور لنگیاں۔ نماز جنازہ پر عادتی تقسیم۔ تسمیہ خوانی اور نکاح خوانی پر حقُّ السّعی (فیس) کپڑا بُننے والوں سے کپڑے کی سال پر کھیتی کرنے والوں سے ہر جوُّے پر۔ مزدور پیشہ سے گھاس لکڑی کے گٹھے پر۔ بیپاری سے دوکان کے منافع پر۔ جمعدار سے ہر

گھوڑے پر۔ بچوں سے ختم قرآن پر۔ اپنے مریدوں کے گھر سے آیا ہوا عُشر۔ زکوٰۃ۔ فطرہ۔ صدقہ کو اپنا حق اِن سب کو چھوڑنا ضروری ہے۔ اسی طرح کسی چیز کے آنے کی خبر پہلے ہی سے معلوم ہو جانے پر نہیں لینی چاہیئے کیونکہ معلوم ہوتے ہی یقین ہو گیا کہ اب تھوڑی دیر میں آجائے گی۔ پس توکل نہ رہا (سنت الصالحین)۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''اگر یہاں (دائرہ معلیٰ میں) ہر روز ایک جیتل بھی متعیّن ہوتا تو بہت سے لوگ آتے کیونکہ نفس تعیّن اور مقیّد پر آتا ہے مطلق پر نہیں آتا اگرچہ کہ ایک لاکھ تنکہ ہی کیوں نہ ملیں'' ف:۔۲۱۰ (حاشیہ)۔

۴۔ ترکِ تدبیر:۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''ترکِ دنیا ترکِ تدبیر است''

ف:۔۲۱۱۔

پھر فرماتے ہیں'' جو شخص پے در پے تین دن روزی کی تدبیر کرے طالبِ دنیا ہے''۔ ف:۔۲۱۲۔

پھر فرماتے ہیں ''مؤمن کم ہمّت ہو جائے گا لیکن طالبِ دینانہ ہوگا''۔ ف:۔۲۱۳۔

پھر فرماتے ہیں ''مارا اختیار دادہ اند کہ از اختیارِ خود بے اختیار شویم'' ف:۔۲۱۴۔

پھر فرماتے ہیں ''بے اختیار شو کہ اختیار شوم است'' ف:۔۲۱۵۔

پھر فرماتے ہیں ''(بندہٗ) بے اختیار بختیار است'' ف:۔۲۱۶۔

پھر فرماتے ہیں ''یہ آیت ہر وقت پڑھا کرو ﴿وَ رَبُّکَ یَخۡلُقُ مَایَشَآءُ وَ یَخۡتَارُ ط مَاکَانَ لَهُمُ الۡخِیَرَةُ﴾ (۲۸ قصص۔۷/۶۸) ف:۔۲۱۱۔ ترجمہ:۔ اور تیرا پروردگار (جس شان میں۔ جس مظہر میں۔ جس حالت میں تجھ کو رکھنا) چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے۔ اور (پسندگی کا) اُسی کو اختیار ہے۔ (ہم) لوگوں کو (اللہ کے

ارادے اور اللہ کے فعل میں کسی قسم کا) اختیار نہیں ہے (۱۰/۲۰) (شوہد الولایت)۔

۵۔ تسلیم :۔ سید نا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''تسلیم کنید ذاتِ خودرا بخداو باہیچ کس نپر دازید'' ف:۔۲۱۸ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں ''فقیری دو باتوں میں ہے توکل اور تسلیم۔ جس کو مقام تسلیمی حاصل ہے اُس کے لئے توکل کا راستہ ازخود کُھل جاتا ہے'' (ق) (خلاصۃ التواریخ)۔

## ۶۔ رضا۔ حضرت رسول اکرمؐ فرماتے ہیں

''الرضاء بالقضاء باب اللہ الاعظم'' ترجمہ:۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنا (حصولِ) خدا کا بڑا دروازہ ہے۔ اہل رضا کی تعریف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡعَنۡہُ﴾ (۹۸ بینہ ۔۳۰/۲۳) ترجمہ:۔ اللہ اُن سے خوش اور وہ اُس سے خوش۔ سید نا مہدی علیہ السلام نے آخری پند و نصیحت فرمانے کے بعد روئے مبارک پر چادر اوڑھ لی۔ تھوڑی دیر کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے چادر میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت واصل حق ہوگئے۔ ایسی مصیبت کے وقت بھی آپ کی زبانِ مبارک سے یہی نکلا کہ رضینا بقضاء اللہ تعالیٰ اور بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ سے عرض کی کہ ''آپ صبر وشکر کا بیان فرمائیں کہ شکستہ دلوں کو تسلی ہو''۔

۷۔ صبر:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ﴾ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر ایسی اعلیٰ صفت ہے کہ اس سے معیت حق حاصل ہوتی ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ ''صبر الساعۃ خیر من الدنیا ومافیھا'' ترجمہ:۔ ایک گھڑی کا صبر دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سے بہتر ہے۔ پھر فرماتے ہیں ۔''الصبر مفتاح الفرج'' ترجمہ:۔ صبر (ہر قسم کی) کشادگی کی کنجی ہے۔ سیدنا

مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "بعض اولیاء اللہ کی طبیعت سانپ اور بچھو کے جیسی ہوتی ہے کہ اُن کو خلق خدا سے تکلیف پہنچتے ہی اُس کو تیر لگا دیتے ہیں اور بعض اولیاء پیغمبروں اور اولیائے کاملین کے طریق پر مچھلی کے جیسے ہوتے ہیں کہ مچھلی ایذا دیتے ہی مچھلی دُور بھاگتی ہے۔ انتقام کے در پے نہیں ہوتی۔ یوں یہ بندگانِ خدا بھی ایذا و تکلیف پر صبر کرتے بلکہ اُس کیلئے خدا سے معافی و بخشش چاہتے ہیں" (حاشیہ) فقرائے مہدویہ کی بھی یہی شان اور یہی علامت ہے۔ ف:۔۲۲۰۔

۸۔ قناعت:۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "جو خدا دئے اُس پر قناعت کرے اور زیادہ کی ہوس نہ کرے"۔ روٹی کا ٹکڑا یا سترِ عورت جتنے کپڑے پر قناعت کرنا قناعت نہیں ہے بلکہ قناعتِ اس کا نام ہے کہ دو جہاں سے منھ پھیر کر معشوقِ حقیقی کے دیدار میں محو مستغرق رہے۔ ایسے ہی شخص کو قانع۔ متقی اور پرہیز گار کہتے ہیں۔ (انصاف نامہ باب ٦)۔

مندرجۂ بالا آٹھوں باتوں پر عامل ہونے سے توکل کی تکمیل ہوتی ہے۔

## (۸) ذکر کثیر و ذکر دوام

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں (۱) فضیلتِ ذکر اللہ (۲) فرضیت ذکر اللہ (۳) صفتِ ذکر اللہ (۴) اوقاتِ ذکر اللہ (۵) شرط و جزائے ذکر اللہ (٦) ترکیب ذکر اللہ (۷) ثمرۂ ذکر اللہ (۸) غافلینِ ذکر اللہ کیلئے وعید اور (۹) غافلینِ ذکر اللہ سے علیٰحدگی رکھنے کی نسبت مختلف مقامات میں کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ چنانچہ۔

۱:۔ فضیلتِ ذکر اللہ کی نسبت فرماتا ہے "﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ

الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ وَلَذِکۡرُاللّٰہِ اَکۡبَرُ ﴾ (۲۹عنکبوت ۴۵/۵)۔ ترجمہ:۔ اور (اے محمدؐ یعنی اے اُمّتِ محمدؐ) نماز پڑھتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی (کے کاموں) اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی (رہتی) ہے اور ذکراللہ البتہ بڑی (چیز) ہے۔ (۱/۲۱)۔

۲۔ ذکراللہ فرض دوام ہونے کے نسبت فرماتا ہے۔ ﴿فَاِذَاقَضَیۡتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذۡکُرُوااللّٰہَ قِیَامًاوَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ ﴾ (۴۔نسا ۱۰۲/۱۵) ترجمہ:۔ پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو (اس کے بعد کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) اللہ کی یاد کرتے رہو۔ (۱۲/۵)۔

۳۔ صفتِ ذکراللہ کی نسبت فرماتا ہے۔ ﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُھُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ ط اَلَابِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴾ (۱۳رعد۔۴/ ۲۸) ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُن کے دلوں میں خدا کی یاد سے تسلّی ہوتی ہے (اور) سن رکھو کہ ذکراللہ ہی سے دلوں کو تسلّی ہوا کرتی ہے۔ (۱۰/۱۳)۔

۴۔ اوقاتِ ذکراللہ کی نسبت فرماتا ہے۔ ﴿وَاذۡکُرۡرَبَّکَ کَثِیۡرًا وَ سَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ[1] وَ الۡاِبۡکَارِ[2] ﴾ (۳۔آل عمران۔۴/۴۰)۔ ترجمہ:۔ اور اپنے پروردگار کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اُسی کی تسبیح کرتے رہو۔ (۱۲/۳)۔

۵۔ شرط و جزائے ذکراللہ کی نسبت فرماتا ہے۔ ﴿فَاذۡکُرُوۡنِیۡ

---

۱۔ سورج ڈھلنے سے غروب تک کے اوقات کو عشی کہتے ہیں۔ اور طلوع آفتاب سے چاشت تک کے وقت کو ابکار بولتے ہیں۔ (من حیث الغت و محاورۂ عرب) ۱۳، از حاشیہ قرآن مترجمہ نظیر احمد (
۳۔ سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۴۰)۔

اَذْ کُرْ کُمْ ﴾ (بقرہ۔۱۸/۱۵۲)۔ترجمہ:۔پس یاد کروتم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو۔

۶۔ترکیبِ ذکراللہ کی نسبت فرماتا ہے۔﴿اذْ کُـرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَ خِیفَةً وَ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ ﴾ (۷اعرف۔۲۴/۲۰۵)۔ترجمہ:۔اور(اے پیغمبر یعنی اے امّتِ پیغمبرؐ) اپنے جی ہی جی میں رگڑ رگڑا(گڑگڑا) کراور ڈر(ڈر) کر یعنی کمالِ نیستی و تسلیمی کے ساتھ اپنے سے نکل کر) اور(بہت) زور کی آواز سے نہیں(بلکہ دھیمی آواز سے اور غلبۂ عشق میں کوئی سخن زبان سے نہ نکالکر بلکہ جذبات کو استقامت کے ساتھ ہضم کرتے ہوئے) صبح وشام[۲] اپنے پروردگار کی یاد کرتے رہو، اور اُس کی یاد سے غافل نہ[۳] رہو(۱۶/۹)۔

---

[۲] سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مؤمن آں کس است کہ ہمہ حال ''بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ'' درجہ توجہ حق باشد'' ف:۔۲۲۱ ۱۲(حاشیہ)

[۳] حدیث ''تفکر السّاعة خیرٌ من عمل الثقلین'' ترجمہ:۔ایک گھڑی کی توجہ دونوں جہاں کے عمل سے افضل ہے۔اس توجّہ کی ترکیب ہندی شعر میں اس طرح بتائی گئی ہے۔

دوھرہ

ایک گھڑی کی جاپ کون۔جُگ نہ پہنچے کوئے ‏ ‏ ‏ ہونٹھ کنٹھ ہالے نہیں۔ سہجے سُمَر نُر ہوئے

ترجمہ:۔نہ لب ہلیں نہ حلق(مرادزبان) محض بیساختہ اور فطرتاً ذکراللہ ہوتا رہے۔ایک گھڑی بھر کا ایسا ذکر دہ اعلیٰ شان رکھتا ہے کہ جُگ یعنی چار لاکھ برس کا حقبۂ دراز اگر دوسری قسم کی عبادتوں میں لگا دیا جائے تو بھی اس کے لگے کو نہیں پہنچ سکتا۔۱۲منہ

ایضاً

بھیتر کے پٹ جب کھُلیں باہر کے پٹ دیہ ‏ ‏ ‏ آنکھ کانُ مکھُ موند کر نام نرنجن لیہ

ترجمہ:۔آنکھ غیراللہ کے دیکھنے سے۔کان غیراللہ کے سننے سے۔زبان ماسوی اللہ کلام نکالنے سے بند کر کے خدائے پاک کا نام لیا کرو۔حواس باطنی جبھی کھُلتے ہیں کہ حواس ظاہری باقاعدہ اور اصولی طور پر مامون و محفوظ کردئے جائیں۔۱۲منہ

فائدہ۔ ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر خفی کی تعلیم بیان فرمائی ہے"۔۱۲

۷۔ ثمرہٗ ذکر اللہ کی نسبت فرماتا ہے۔ ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ﴾ (۱۸ کہف۔۴/۲۴)۔ ترجمہ اور (اُس حد تک) اپنے پروردگار کی یاد کرتے رہو جبکہ اپنے (نفس و خودی اور ماسوی اللہ) کو بھول جاؤ (اور مذکور ہی مذکور رہ جائے) (۱۵/۱۶)۔

۸۔ غافلین ذکر اللہ کی نسبت فرماتا ہے۔ ﴿وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴾ (۷۲ جن/۱/۱۷)۔ ترجمہ:۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرتا ہے اُسکو عذاب سخت میں لے جا داخل کرے گا۔ (۲۹/۱۱)۔

۹۔ غافلین ذکر اللہ سے علیٰحدگی رکھنے کی نسبت فرماتا ہے۔ ﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ (۳۵ نجم۔۲/۲۹)۔ ترجمہ:۔ پس (اے پیغمبر واے اُمتِ پیغمبر) جو شخص ہماری یاد سے روگردانی کرے اور دنیا کی زندگی کے سوا اُس کو (کسی بات کی) خواہش نہ ہو تو ایسے شخص سے تم (بھی اپنا) منھ پھیر لو (اور اُس سے کچھ پروا اور کوئی غرض مت رکھو) (۲۷/۶)۔

مذکورہٗ بالا آیات کے علاوہ اور کئی آتیں ہیں جن میں ذکر اللہ کی مختلف خاصیتیں بیان ہونے کے قطع نظر ذاکرین کے لئے وعدۂ جنت (دیدار) اور غیر ذاکرین کے لئے وعید دوزخ وارد ہے۔

## ذکر خفی

مخالفین مہدی علیہ السلام نے منجملہ دیگر اتہامات کے ایک یہ بھی تہمت مہدویوں پر ڈال کر مشہور خلائق کردی تھی کہ "ان لوگوں نے ناک کو آلہ ذکر بنا رکھا

ہے" ثانی امیر حضرت شاہ خوند میرؒ نے اپنی مشہور و مقبول عام تصنیف رسالہ[1] شریفہ میں اس بہتان کی تردید کے ضمن میں پاس انفاس اور ذکرِ خفی کا بیان نہایت عمدگی سے کیا ہے۔ شرح عقیدۂ سید خوند میرؒ کے لئے اس سے بہتر اور کیا تحریر ہو سکتی ہیکہ خود ماتنؒ نے ذکر اللہ جیسے ضروری عنوان پر روشنی ڈالی ہے اس لئے اُسی کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے لیکن اس سے قبل ذکر خفی کی نسبت چند سطریں بطور تمہید لکھنا مناسب سمجھ کر اوّلاً اِسی سے ابتدا کی جاتی ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ باصفا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "خیر الذکر ذکر خفی" ترجمہ (سب قسم کے ذکر واذکار میں) بہترین ذکر ذکر خفی ہے امام الانام حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "ذکر خفی ایمان است" ف:۔۲۲۲ ۔ بندگی میاں سید خوند میرؒ رسالہ شریفہ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں "جبکہ فرمانِ خدا سے حضرت محمد مصطفیٰ و دیگر پیغمبر علیہم السلام ذکر خفی پر مامور تھے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر خفی تمام قسم کے اذکار سے افضل[2] ہے۔

جون پور کی کوکھری مسجد میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے جو جو امانتیں سردارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے لا کر سیدنا مہدی علیہ السلام کے تفویض کیں ان میں فرائض ولایت وغیرہ کے علاوہ ذکر خفی کی تعلیم بھی تھی۔ حضرت مہدیؑ کو پیغمبرِ خداؐ سے ارشاد تھا کہ جو طالبِ خدا تمہارے پاس

---

[1] حضرت صدیق والایتؒ نے اپنی تصنیف عقیدہ و نیز اس رسالہ کا کوئی خاص نام نہیں رکھا تھا۔ گروہِ مقدسہ کے لوگ کمالِ عقیدت و ادب کی وجہ سے لفظ "شریفہ" بڑھا کر عقیدۂ شریفہ اور رسالہ شریفہ کہنے لگے بعد میں یہی نام مشہور ہو گئے ۔۱۲

[2] بندگی میاں الہداد حمید قریشی مہاجر مہدیؑ و مصنف قصائد و غزلیات و رباعیات بے نقط کے صاحبزادہ میاں محمود اپنے رسالہ تعلیمات میں فرماتے ہیں کہ "اکنوں باید دانست کہ مشغولی ذکر خفی از شغلہا کہ مشائخ (یعنی منکرانِ مہدی) دارند افضل و اکمل است"۔

آئیں اُن کو ذکرِ خفی تلقین کریں ۔ لہٰذا حسبِ فرمان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اوّل آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو ذکر خفی کی تعلیم دی اِس کے بعد علامہ عصر میاں شیخ دانیالؒ کو جو حضرت مہدیؑ کے ساتھ وہاں تشریف لائے ہوئے تھے ۔ پھر تو بلا قیدِ کا سب و فقیر ہر شخص کو مرید کرتے وقت آپ ذکر خفی سے تلقین فرمایا کرتے یہاں تک کہ آپ کا ''کتّا بھائی کالو'' کی نسبت بھی مصنف انصاف نامہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''پاؤ دن چڑھے تک یادِ الٰہی میں بیٹھا رہتا و ذکر خفی دردم می کرد (ق) اُس وقت اگر کوئی کھانا پانی لاکر سامنے رکھتا تو اُس طرف ملطفت بھی نہیں ہوتا تھا''۔

ایک روز دل میں آیا کہ دیکھوں تو سہی سیدنا مہدی علیہ السلام نے کن کن لوگوں کو ذکر خفی سے تلقین کیا ہے ۔ اُسوقت سِیر مسعود واقعاتِ مہدی موعود سامنے پڑی ہوئی تھی اُٹھا کر ورق گردانی کرتے ہوئے دیکھا تو تیس شخصوں کے نام نکل آئے جن کو ذکرِ خفی کی تعلیم ہوئی تھی صرف تیس مریدوں کے نام سلسلۂ واقعات مہدیؑ میں ضمناً آگئے ہیں ورنہ ابتداء سب کو یہی تعلیم دی جاتی تھی ۔ وہاں اتنا ضرور ہوگا کہ تلقین کی شانیں اور تفہیم کے مدارج الگ ہوں گے ۔ چنانچہ بندگی میں سید خوندمیرؒ کو ذکر خفی کی جو تعلیم ہوئی نہایت اعلیٰ تعلیم ہے ۔ یہ تعلیم عامیوں اور متوسطین کو نہیں دی گئی (بوق یعنی لپیٹی مرشدنا)۔

اوپر کے اولیا ، اللہ نے ذکر اللہ کی پانچ قسمیں یا پانچ درجے بتائے ہیں ۔ ذکر لسانی ۔ ذکر قلبی ۔ ذکر روحی ۔ ذکر سرّی ۔ ذکر خفی اور حضرت شاہ عبد القادر جیلانیؒ کے سلسلۂ عالیہ میں ذکر خفی ۔ یہ بزرگ سالکین کو ذکر لسانی بلکہ اس سے پہلے تسبیحات و تہلیلات میں لگا کر درجہ بدرجہ اوپر چڑھاتے ہوئے زمانۂ دراز کے بعد ذکر خفی میں لاتے تھے حالانکہ یہاں آتے ہی ہر شخص کو ذکر خفی کی تعلیم

ہوتی تھی۔ سید نا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''بھائی (اولیائے پیشین) نزدیک کا راستہ چھوڑ کر بڑے دور اور چکّر کے راستے سے آئے اور بندہ اوپر واڑے کا راستہ (یعنی اقرب الطریق) لایا ہے'' ف:۔۲۳۲۔ گروہ مقدسہ میں ذکر لسانی وغیرہ نام مُروج نہیں ہیں اور نہ اِن اذکار کی تعلیم ہوتی ہے۔ حضرت مہدیؑ کی تعلیمات کے نام ہی الگ ہیں اور ان کی تفہیم بھی جداگانہ ہے۔ آپ نے حضرت ثانیؓ مہدی وثانی امیرؓ کو ذکر روحی و ذکر سِری وغیرہ سے نہیں بلکہ تعلیم ولایت مقیدہ و تعلیم نبوت مقیدہ و تعلیم بلا واسطہ و تعلیم تصدیق و تعلیم لاھوالاھو و تعلیم فیض مقیدہ و عرفان محمدیؐ وغیرہ سے انتہائی مقام کی سیر کروا کر فرمایا ''تم (دونوں) سائر مرتبہ بلا واسطہ ہو'' ف:۔۲۲۴۔

ایک روز اس فقیر ہیچمداں نے اپنے مرشد حضرت سیدن جی میاں صاحب ابن حضرت روشن میاں صاحب اکیلویؒ ثم حیدرآبادی سے عرض کیا کہ آپ نے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے خاندان کی تعلیمی قلمی بیاض جو خاکپا کے مطالعہ کے لئے مرحمت فرمائی ہے۔ اُس میں تعلیم ذکر خفی کی جو تفہیم ہوئی اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے سلسلہ میں بھی ذکر خفی کی جو تعلیم ہوتی ہے ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ آپ نے بیاض لے کر اُس میں مقابلتہً تین نقص بتائے راقم آثم بے انتہا خوش ہوا اور اُس وقت سے اولیاء اللہ کی تعلیمات کو دیکھنا چھوڑ دیا۔

ایک روز خاکسار نے اپنے مرشد سے دریافت کیا حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ بھی فرماتے ہیں کہ ''ہمارے اصول اور فروع ایک ہیں'' (ق)۔ پھر فرماتے ہیں (ق)۔ ''ہماری ابتدا اور انتہا ایک ہے'' (ق) اسی طرح سید نا مہدی علیہ السلام کا بھی یہی فرمان ہے۔ پھر ان دونوں میں کیا فرق رہا؟ آپ نے بلا

ساختہ فرمایا ''حضرت سید عبدالقادر صاحبؒ نے اپنے عرفان اور مقام کے لحاظ سے فرمایا اور امامنا مہدی علیہ السلام نے اپنی شان اور اپنے مرتبہ کے موافق فرمایا ''اُسی وقت غلام قدموں پر گر گیا اور دل جوش مسرت سے پھولا نہیں سماتا تھا۔

ایک روز مرشدنا سے دریافت کیا کہ ملک منجھو جی خطائی پنج ہزاری ساکن جھین جھوواڑہ (علاقہ کاٹھیاواڑ) بندگی میاں شاہ نظامؒ کے اشارت و بشارت[1] سے برہانپور نوکری میں گئے تھے۔ پھر حسب وعدہ چھ مہینے قبل اُن کی موت کی اطلاع دینے پر ملک مذکور ترکِ دنیا کر کے اپنے مرشد کی خدمت میں آرہے تھے کہ دائرہ انودرہ (قریب کڑی ملک گجرات) سے ایک ہی کوس کے فاصلہ پر چھ مہینے کی مدت ختم ہو جانے سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ بحکم آیہ ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا﴾ (۴ نسا۔۱۴۔۱۱۰۔۱۱/۵)۔ راہ خدا میں مہاجر کے مرجانے یا مارے جانے سے اللہ تعالیٰ پر اُس کی دِیَت لازم ہو جاتی ہے جو کہ دیدار خدا ہے اور حضرت صدیق ولایتؓ بھی فرماتے ہیں کہ ''وہ مؤمن ہے'' (ق) پھر ملک مذکور کو قبر میں عذاب کیسا ! اور حضرت شاہ نظامؓ کا اپنے دستِ مبارک سے سبز پتہ رکھنے پر فوراً عذاب موقوف ہو گیا اس میں کیا سرّ ہے؟ آپ نے فرمایا ''ملک منجھو جی جس مقام کی آرزو رکھتے تھے وہ مقام حاصل نہ ہونا یہی اُن کے لئے عذاب تھا۔ مرشد نے نظر مربیانہ سے اُن کو اُس مقام میں پہنچادیا'' سبحان اللہ۔ سبحان اللہ مرشدِ عارف کی کفش برداری جو کی جاتی ہے ان ہی نکات اور ایسے ہی اسرار سے واقف ہونے کی غرض سے کی جاتی ہے۔

[1] اُس زمانہ میں گجرات کی سلطنت اِسقدر وسیع تھی کہ برہانپور اُس کے تحت میں ہونے کی وجہ سے آپ بحیثیت سپہ سالار فوج و نظام ملکی وہاں بھیجے گئے تھے۔۱۲

# ذکر دوام

(ترجمہ از رسالہ شریفہ حضرت سید خوند میر۔ سید الشہداء صدیق ولایت)

''ذکر اللہ فرض دوام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ (۴۔نسا۔۱۵/۱۰۳)۔ ترجمہ:۔ کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) اللہ کی یاد کرتے رہو (۵/......۱۲)۔ ذکر دوام ایسا فرض ہے جو نفس کی پاسداری کئے بغیر ادا ہو ہی نہیں سکتا اور نفس ناک سے مقید نہیں ہے بلکہ وہ تو بدن کے تمام اعضاء میں ساری ہے منجملہ دیگر وجوہات کے یہ بھی ایک وجہ ہے کہ سالکان راہ حق و طالبان ذات مطلق نے ذکر خفی کو سب قسم کے اذکار سے افضل بتایا ہے۔ کیونکہ ذکر خفی اور پاس انفاس کے بغیر ذاکر کا وجود ریا اور خود بینی سے نہ تو پاک ہوسکتا ہے اور نہ ذکر دوام حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ اگر ذکر اللہ محض زبان سے کیا جائے تو ذکر جب بھی بات کرنے اور کھانے پینے میں مشغول ہو جاتا ہے اور جب کسی کام میں مشغول ہوا تو یاد الٰہی نہیں کر سکے۔ پس بے خدا رہنے سے اُسکا شمار غافلوں میں ہو گیا حالانکہ غفلت مؤمن کی صفت نہیں ہے بلکہ اُن لوگوں کی صفت ہے جنکی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ ﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ (۱۷۔اعراف۔۲۲/۱۷۹)۔ ترجمہ:۔ ہم نے بہت سے جنات اور

آدمیوں کو دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں۔ اُنکے دل (تو) ہیں (لیکن کسی حقیقت کو) پانہیں سکتے۔ اور اُن کو آنکھیں (تو) ہیں لیکن (دیدا خدا) نہیں دیکھ سکتے اور اُن کو کان (تو) ہیں (لیکن) ان سے (حق بات نہیں) سنتے۔ یہ لوگ چوپایوں کے جیسے ہیں بلکہ (حیوانوں سے بھی) زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل (اور بے خبر) ہیں۔ (۱۲/۹)۔

امام زاہدؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "حصولِ مقصود کے لئے تمام فرائض میں ذکر اللہ بڑا فرض ہے۔ (ق) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ﴾ (۲۹ عنکبوت ۔۵/۴۵) ترجمہ:۔ نماز پڑھتے رہو بے شک نماز بے حیائی (یعنی اخلاق ذمیمہ سے جو جسم سے تعلق رکھتے ہیں) اور ممنوعات (یعنی ایسے رنگ آمیز و مُلبّس اخلاق[1] حمیدہ سے جو دل سے تعلق رکھتے ہیں) روکتی (رہتی) ہے اور ذکر اللہ بنظر تاثیر و تزکیہ نفس نماز منصوصہ سے افضل (و برتر) ہے۔ (۱/۲۱)۔

اے عزیز یاد رکھو کہ ذکر دوام کے بغیر تزکیۂ نفس و تجرید و تفرید حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ دل کی پراگندگی دفع ہو کر دل میں جمعیّت پیدا ہو سکتی ہے اور بے چارہ سالک شیطانی وسوسوں سے دُور نہیں ہو سکتا اور نفس کی خواہشوں اور آرزوؤں سے بھی نہیں نکل سکتا۔ اس لئے طالبِ حق کو یاد خدا میں اس قدر مواظبت کرنی چاہیئے کہ وہ کسی بھی وقت اور کسی حالت میں بھی ذکر اللہ سے غافل نہ رہے۔ چلتے۔ پھرتے۔ کھاتے۔ پیتے۔ سوتے۔ جاگتے۔ کہتے۔ سنتے بلکہ کُل حرکات و سکنات میں اسکو حاضر وقت رہنا چاہئے تا کہ کوئی ساعت باطل

[1] نماز روزہ۔ حج۔ زکات۔ ذکر خدا۔ عزلتِ خلق۔ توکل۔ فقر۔ علم۔ وعظ وغیرہ جو افعال حمیدہ ہیں اگر ریا اور شہرت کے ارادے یا کسی دنیوی غرض سے کئے جائیں تو اخلاق ذمیمہ میں شمار ہو جائیں گے۔ (حاشیہ انصاف نامہ) ۱۲۔

نہ گذرے بلکہ واقفِ[1] دم رہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ نکلنے پائے۔ جیسا کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کل نفس یخرج بغیر ذکر اللّٰہ فھو میّت" جو دم ذکر اللہ کے بغیر نکلتا ہے وہ مردہ ہے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دم کی طرف اشارہ کیا کیونکہ دم کی پاسداری کیے بغیر ذکر دوام حاصل نہیں ہوسکتا اور طالبِ خدا و جویائے ذاتِ مولانہ تو مُردگی کی صفت سے باہر نکل سکتا نہ دل سے غفلت کا پردہ دُور کرسکتا ہے

اشعار

انفاس پاس دار اگر مرد عارفی | مُلکِ دوکون ملک تواں کرد یک نفس
ہر یک نفس کہ می رود از عمر گوہریست | کانز اخراجِ ملک دوعالم بود بہا
پسند کیں خزانہ دہی رایگاں بباد | دانگہ رومی بخاک۔ تہی دست و بےنوا

ترجمہ:۔ از مولائی و مرشدی حضرت سید سعد اللہ اکیلوی المتخلص بہ سعدؒ

موتی ہیں قیمتی تری عمرِ عزیز کے | اِن موتیوں کا رہ تو ہمیشہ نگاہباں
ان قیمتی دموں کا ہے کیا نرخ؟ مجھ سے سن | قیمت ہے ہر نفس کی ترے ملک دوجہاں
دنیا سے خالی ہاتھ نہ جا۔ مال جمع کر | یہ گنج عامرہ ہے۔ نہ کر اس کو رائگاں
غیر خدا کے ساتھ تو رغبت کبھی نہ کر | یادِ خدا میں رہ بدل و جاں تو جاوداں

---

[1] واقف بمعنی (۱) خبردار (۲) ٹھیرنے والا۔ یعنی دل کی نظر دم پر ٹھیرائے رکھے۔ اور دَم کو مرکز توجہ ونصب والعین قرار دے کر ہر وقت پیش نظر رکھے کیا اچھا کہا ہے کہنے والے نے۔

دم بدم دم را غنیمت داں و ہمدم شو بدم | واقف دم باش ہر دم ہیچ دم بیجا مدم
این دم کہ دمے داری ۔ دریاب ۔ بکن کاری | ایں فرصت یک دم را عمرے ابدی گرداں
ہر دمے کاں غیر یادِ حق رود | اند راں دم کافر و میّت بود

(ترجمہ حدیث)

حضرت رسول خداؐ کے فرمودہ میں حکمت یہ ہے کہ سانس دل میں ونیز تمام اعضاء میں پہنچتا رہتا ہے۔ پس جبکہ سانس ذکر اللہ کیساتھ تمام اعضاء میں سرایت کرتا ہے تو ذکر کے فیض سے اثرِ حیات تمام اعضاء میں پیدا ہوتا ہے اور ذاکر کے دل میں درخت ایمان اُگاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”لاالہ الااللّٰہ ینبت الایمان کاینبت الماء بقلہ“ ترجمہ:۔ جس طرح پانی سبزی اُگاتا ہے لاالہ الا اللہ (کا مفہوم[1]) ایمان (کا درخت) اُگاتا ہے۔

اے عزیز! یادرکھو کہ جبکہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ دموں کی حفاظت کی وجہ سے ذکر اللہ دل میں قرار پکڑے اور سانس اللہ کی یاد کے ساتھ اندر اور باہر آتا جاتا ہے۔ خواہ منھ سے یا ناک سے۔ اس لئے یہ دونوں دم کی آمد و رفت کے راستے ہیں۔ تو صرف دم کے آنے جانے کی وجہ سے ناک ذکر اللہ کا واسطہ اور ذریعہ نہیں ہوسکتی کیونکہ دم مطلق ہے، اور صحابۂ سید محمد مہدی علیہ السلام کا مقصود یہی ہے کہ دموں کے جتن کرتے رہنے سے اللہ کی یاد دل میں جم جانے اور ذکر اللہ کی برکت سے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (۱۳رعد ۲۸/۴)۔ ترجمہ:۔ اور اُن کے دلوں کو خدا کی یاد سے تسلّی ہوتی ہے (اور) سن رکھو کہ ذکر اللہ سے دلوں کو تسلّی ہوا کرتی ہے۔ (۱۰/۱۳)۔

اب یہ سمجھنا چاہئے کہ ذکر کیا ہے؟ اور مذکور کسے کہتے ہیں؟ ذکر اس کا نام ہے کہ اُس کے واسطہ سے ماسوی اللہ کا وجود مٹ جائے۔

[1] امام الانام حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”نظر حرف سے اُٹھالے اور معنی پر رکھ۔“ (انصاف نامہ)

بیت

نقد هستی محو کن در لااله　　　　تابیابی دار ملکِ پادشه

اور ذاکر کو بجز مذکور کے کسی بات کی کچھ خبر نہ رہے۔ نہ اپنی۔ نہ اپنے ذکر کی۔ نہ غیر کے وجود کی "بل لم یبق الاالله الواحد الاحد"[1] بلکہ بجز خدائے واحد الاحد کے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَنَسِيْتَ . اَیْ اِذَانَسِيْتَ نَفْسَكَ . اَیْ غَيْرُ اللّٰهُ﴾ ترجمہ:۔(اُس حد تک، اپنے پروردگار کو یاد کرتے رہو (جبکہ اپنے نفس وخودی اور ماسوی اللہ) کو بھول جاؤ اور مذکور ہی مذکور رہ جائے۔

در عالم بے خویشی چوں یار نمی گنجد۔ اغیار کجا گنجد !!!

بیت

مذکور طلب ۔ چہ خواہی ازذکر　　　　این ست ہم خلاصۂ فکر[2]

رباعی

آں راکہ فنا شیوہ فقروآئین ست　　　　اور انہ یقیں نہ معرفت دین ست
رفت اوزمیاں ہمیں خدا ماند خدا　　　　الفقرازاتم ھواللہ این ست

(لوائح جامی)

---

[1] یہ ہے کلمہ کی معنی۔ حضرت بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہؓ اپنی اس حالت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ۔

دوھرہ

تَنُ پِیُو ۔ مَنُ پِیُو سَیُجُ پیو ۔ پیور وندھی سب ٹھام
واری پھیری بَلُ گئی ۔ روں روں تیرا نام

ترجمہ:۔ بدن حق ہوگیا ہے ۔ دل حق ہوگیا ہے ۔ روح حق ہوگئی ہے ۔ حق نے سب جگہ گھیر لی ہے ۔ تعینات تشبیہات اضافات ۔ عروج ونزول کی گردش وغیرہ جل کر بھسم ہوگئے اور اب روئیں روئیں اور بال میں تیرا ہی نام رہ گیا ہے۔

[2] سیدنا مہدیؑ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا اس کے بعد کا شعر یہ ہے ۔

اور یہ سعادت کلمہ لا الہ الا اللہ کے بغیر جو وجودِ غیر کو مٹاتا اور وجود حق کو قائم کرتا ہے۔حاصل نہیں ہوتی پس ''جبتک کہ بندہ (۱) قید بشریت سے باہر نہ نکل آئے اور (۲) مطلق نہ ہو جائے اور (۳) اخلاق الٰہی پیدا نہ کرے خدا کی معرفت کے لائق نہیں ہوتا''۔انتہا کلام بندگی میاںؒ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) فکر تو ہنوز خوار خوار ست...... چوں فکر نماند عین کار ست (زاد المسافرین از تصنیف سید حسین مشہور بہ ساداتِ حسینی۔نزھۃ الارواح بھی آپ ہی کی تصنیف ہے) حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں احد کم لایری ربہ حتی یموت۔ترجمہ:۔تم میں کوئی شخص جب تک کہ نہ مرجائے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھ سکتا۔حضرت خلیفہ گروہؓ بنظر مرگ معنوی اپنا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

دوھرہ ماتھے پَیرُ شریر جَلُ۔کڑک کلیجے مانہ
پِنُجرَ ٹوٹ پَرانُڑ گیو۔کیا تَیُنُ سَمُرتَھ ناہ (ق)

ترجمہ:۔پاؤں سر پر آلگے یعنی راہ خدا میں سر کے بَل چلا جسم (محنت شاقہ سے) غرقاب ہو گیا اور دل میں (برقِ عشق سے) کڑاکے پڑے۔پنجرہ ٹوٹ گیا اور روح ذاتِ خدا میں پرواز کر گئی۔کیا اس سے بھی بہتر حالت پیدا کرنے کے لئے) تو قادر و توانا نہیں ہے۔یہ حالت پیدا کرنے کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''خانہ ٔگل و چوبیں سے تو نکلے لیکن خانہ (استخواں سے کب نکلے ہو'' ف:۔۴۵// ! خانہ استخواں سے نکلنے اور مصرعہ 'چوں فکر نماند عین کار است'' کا مصدق بننے کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''طالب حق را باید کہ پاسبانی کند و ہیچ خطرہ دردِل خود آمندنہ دہد (حاشیہ انصاف نامہ)

پاسبانِ دل شومی در گلِّ حال     تانیاید ہیچ وزد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق کا دزد داں     ایں ریاضت سالکاں رافرض خواں
غیر حق ہر ذرّہ کاں مقصودتست     تیغِ لا بر کض کہ آں معبودِ تست

ف:۔۲۲۷

ان اشعار کے بعد کا یہ چوتھا شعر سیدنا مہدیؑ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے۔

''لا ترا از تو رہائی می دھد     باخدایت آشنائی می دہد''

ف:۔۲۲۸

سیدنا امامؑ ہندی میں فرماتے ہیں ''جہاں ہے ہے کر جانے واں نئیں نئیں کر جان۔جہاں نئیں نئیں

ف:۔۱۱۹

کر جانے وہاں ہے ہے کر جان۔اسی میں ہے پرمان'' (رسالہ محمود یعنی تعلیمی رسالہ مصنفہ ٔبندگی میاں سید محمودؒ بن بندگی میاں سید عیسیٰؒ بن بندگی میاں سید نور محمد ستونِ دین بن خاتم المرشدینؓ) ۱۲۔

## ذکرِ کثیر و ذکرِ دوام کے ضمنی احکام یہ ہیں

۱۔نوبت :۔ تین شخص کے ایک جگہ جمع ہونے پر نوبت فرض ہوگئی ۔ اس فرض کی ادائی کے لئے مرشد سے اجازت لینا ایسا ہے جیسے نماز روزہ کے لئے یا ذکراللہ کے لئے پس ایک فرض خدا کو اس خوف سے کہ لوگ مجھے دیکھ لیں گے اور دنیا میں میری شہرت ہوگی ترک کردے تو یہ فریب نفس ہے۔ سیدنا مہدیؑ صحابہ تابعینؓ کسی نے حالتِ سفر میں بھی اِس فرض کو ترک نہیں کیا۔ فرح مبارک میں سیدنا مہدیؑ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو تمام تمام رات تعلیم دیتے تھے اُس وقت بھی جب آپ کی نوبت کی باری آتی دونوں فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور نوبت میں بیٹھ جاتے (انتخاب المموالید) دوگانہ تحیۃ الوضو جو کہ مستحب ہے اور سجدہ میں جا کر دعا مانگنا جو کہ بندہ اور خدا کے بیچ میں محض خانگی معاملہ ہے وہ تو برسرِ جماعت کھُلم کھُلا کیا جائے اور نوبت و نمازِ تہجّد کے لئے لوگوں کے دیکھنے کا عذر۔! یہ محض ادنی اجتہاد ہے۔ لوگوں کے دیکھنے اور شہرت کا کچھ بھی خیال نہ کر کے خلوصِ نیّت کے ساتھ کا حکم بجالانا چاہئے۔ پھر نوبت و نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضورِ الٰہی میں شیوۂ عبودیت و شانِ بندگی کا کمال نیستی و تسلیمی کے ساتھ ان الفاظ قرآنی میں اظہار کردے کہ ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ﴾

سپردم بہ تو مایۂ خویش را ۔۔۔ تو دانی حسابِ کم وبیش را

(سعدی)

۲۔نماز تہجد :۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ”اگر فیضِ ولایت حاصل کرنا چاہو تو تہجد کی نماز پڑھا کرو“ ف :۔ ۲۳۰ عالم اجل بندگی میاں سید

برہان الدینؒ اپنی تصنیف شہواہدالولایت میں نمازِ تہجّد کو سنت موکّدہ بتاتے ہیں ،اس نماز کی اس قدر تاکید تھی کہ مرد اور بیبیاں تو بیبیاں دائرہ کی لونڈیوں سے بھی فوت نہیں ہونے پاتی تھی۔ چنانچہ قطع نظر صحابہ وتابعین کے بندگی میاں سید شہاب الحق بن حضرت صدیق ولایتؒ جو کہ تبع تابعین سے ہیں اُن کے دائرہ معلیٰ کے اٹھارہ ۱۸۰۰سو فقرا میں دو باندیاں بھی جو آپس میں ذکر وفکر کی باتیں کر رہی تھیں ایک دوسرے سے کہنے لگیں کہ ''بہن خدا کے فضل سے عمر بھر میں ایک وقت بھی میری تہجّد کی نماز قضا نہیں ہوئی'' فقیر تو فقیر لیکن کون ایسا کاسب بھی ہوگا جو مصدّق مہدی ہو کر ''فیضِ ولایت'' کا خواہاں نہ ہو؟

۳۔ بیان قرآن :۔ سفر اور حضر دونوں حالتوں میں روزانہ بیان ہوتا۔ ۹۱۸ ہجری میں حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں وزنی بیڑیاں[1] پہنائے جانے کی وجہ سے ناسور پڑ جانے پر بھی آپ کو چارپائی میں بٹھا کر بیانِ قرآن کے لئے حجرہ سے مسجد میں اُٹھا لاتے ایسی سخت تکلیف کی حالت میں بھی تادمِ زیست کبھی آپ نے روزانہ بیانِ قرآن موقوف نہیں کیا۔

[1] علمائے سوٗ ومشائخینِ دنیا پرست احمد آباد نے جب دیکھا کہ بندگی میاں سید محمود ابن حضرت مہدی علیہ السلام کے بیانِ قرآن ۔ تاثیر پسخوردہ ۔ اور اخلاقِ فاضلہ کے متفقہ اثر سے علمائے واُمرا سے لگا کر عامیوں تک صدہا لوگ جوق جوق مذہب مہدویہ میں داخل ہو رہے ہیں ۔تو اُن کی ریاست وعزت دولت میں گھٹاؤ ہو جانے کے باعث اُن کے دل میں بالطبع حسد کی آگ بھڑکی ۔ سلطان مظفر ثانی ابن سلطان محمد بیگڑہ کو سیدھا اُلٹا سمجھا کر اپنی حسب خواہش قید کا حکم حاصل کر لیا۔ سپاہیوں نے بھیلوٹ جا کر حضرت کے پاؤں میں پولیٹکل مجرموں کی طرح سوامَن کی بیڑیاں ڈال دیں اور بہلی میں بٹھا کر احمد آباد لائے جہاں کامل ۱۴۱ روز سخت قید کے بعد رہائی ہونے پر دائرۂ عالیہ بھیلوٹ میں آ کر بدستور قدیم بلا خوف وخطر پھر بیان قرآن شروع کر دیا لیکن بیڑیوں کی سخت گرانی کی وجہ سے پاؤں میں ناسور پڑ گئے تھے ۔ بالآخر کامل اڑھائی ماہ تک اسی تکلیف میں مبتلا رہ کر تاریخ ۴ رمضان ۹۱۸ ہجری کو واصلِ حق ہو گئے ۔ (خاتم سلیمانی)۔۱۲

سید نا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''وہی شخص بیان قرآن کرسکتا ہے جس میں یہ چھ صفتیں پائی جائیں۔ تین ظاہری اور تین باطنی۔ ظاہری یہ کہ (۱) متوکل ہو (۲) طالبِ دنیا کے گھر نہ جائے اور (۳) جو خدا دے خدا واسطے خرچ کرے اور باطنی علامتیں یہ کہ (۱) چشمِ سر سے خدا کو دیکھتا ہو (۲) کوئی مرجائے تو اُس کے حال کی خبر دے اور (۳) اُس کے نزدیک زر و خاک یکساں ہو'' پس جس میں یہ چھ صفتیں نہ پائی جائیں بیانِ قرآن کا اہل نہیں ہے (حاشیہ)۔ ف:۔۲۳۱۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص خدا اور رسولؐ اور مہدیؑ سے اپنی مشکلات حل نہ کرسکے وہ بیانِ قرآن کے لائق نہیں ہے اگر بیان کیا تو اُس نے اپنی ذات پر ظلم کیا۔ خدا کے ہاں گرفتار ہوگا۔ (حاشیہ)

۴۔ خلوت:۔ اپنے اپنے حجروں میں صبح کو ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک پھر ظہر سے عصر اور مغرب سے عشا تک ذکر اللہ میں لگے رہنا۔

## (۹) طلب دیدار خدا

دیدارِ خدا مقصود میں اوّل اور نتیجہ میں آخر ہے اس لئے بعض نے فرائض ولایت میں طلبِ دیدارِ خدا کو پہلے شمار کیا اور بعض نے سب سے آخر لکھا انسان جو کام کرتا ہے کسی غرض اور مقصد سے کرتا ہے پس بلحاظِ نیت مُقدم ہے اور بنظر ثمرۂ نیت و عمل سب سے آخر ہے۔

جو شخص ترکِ دنیا۔ ترکِ علائق۔ صحبت مرشد۔ عُزلتِ خلق۔ ذکر کثیر یعنی حدود دائرہ کی پابندی کرتا ہوا خدا کے دیدار کی طلب رکھے وہی اپنی طلب میں سچّا اور اُسی کو سید نا مہدی علیہ السلام نے طالبِ صادق یعنی مؤمن حکمی فرما کر زمرۂ مؤمنین میں شمار کیا۔ بفحوائے حدیث من تشبہ بقوم فھو

معہم ترجمہ:۔جس نے (جس) قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اُسی قوم کیساتھ ہے (یہاں بھی اور آخرت میں بھی اُسی قوم کے ساتھ حشر ہوگا اور اُسی قوم کے ساتھ رہے گا) مؤمن کس کو کہتے ہیں؟ اہل دیدار کو۔ بینائے خدا کو۔ خواہ حسب فرمانِ موعودؑ۔ ''چیپڑی۔ چوندھ لی'' ف:۔۲۳۲ بینائی ہی کیوں نہ ہو۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''طالب خدا کیلئے دونوں حالتیں اچھی ہیں۔ ف:۔۲۳۳ اگر جلد مرا تو بھی بہتر اور اگر چند روز زندہ رہا اور عمل صالح کیے تو بھی بہتر'' گجری میں فرماتے ہیں۔

''دونوں ہاتھوں لاڈو مووئے جیوئے مؤمن کے''۔ ف:۔۲۳۴۔

لیکن جو شخص شب و روز دنیا ہی کمانے کی دُھن میں لگا ہوا ہے صبح و شام دو گھڑی بھی ذکراللہ میں بیٹھنے کی مہلت نہیں نکالتا اور زبان سے کہتا ہے ''یہ دن دنیا کمانے کے ہیں انشاء اللہ مرتے وقت ترکِ دنیا کرکے بہشتی بن جائیں گے'' ایسا شخص طلبِ خدا میں جھوٹا ہے بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے ایسے شخص کو ''لسانی مصدق'' کہا اور اس کا ٹھکانا دوزخ بتایا۔ (ق)۔

طالبانِ خدا کی طرح مؤمنوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک مؤمن وہ ہے جس کا قدم فقر و فاقہ و اخراج وایذا میں ہمیشہ عزیمت پر رہتا ہے ایسے عالی ہمّت فقیر کو حضرت شاہ قاسمؒ نے ''مصدق'' فرمایا اور ایک مؤمن وہ ہے جس کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''مؤمن کبھی کم ہمت ہوتا ہے اور کبھی عالی ہمت۔ لیکن طالب دنیا نہیں ہوتا جبکہ فقر و فاقہ سے مضطر ہو جائے اُس وقت آپس میں ایک دو جیتل مزدوری کرے لیکن ساتھ ہی اپنی ذات پر بہت ملامت کرے اور دائرہ کے باہر جلتی ہوئی آگ سمجھ کر پاؤں باہر نہ رکھے'' ف:۔۲۳۵۔ پھر فرماتے ہیں'' فتوحِ غیب کا انتظار نہ کرے۔ ایسی حالت میں مصدقوں کے زمرہ میں جائے تو

اُسے غسل دیں ۔نماز جنازہ پڑھیں اور مشتِ خاک دے کر دفن کردیں“

ف:۔۲۳۶۔اس درجہ کے فقیر کو بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے ”موافق“ کہا کہ وہ مؤمنین عالی ہمت کیساتھ موافقت کرتا رہا اور پست ہمتی میں بھی اُنکی رفاقت نہ چھوڑی (ق)۔

اب ہم دیکھیں کہ حسب فرمودۂ حضرت شاہ قاسمؒ ہم مصدق ہیں یا موافق یا مؤمن لسانی ۔اگر مصدق ہیں نورٌ علیٰ نور اگر موافق ہیں زہے نصیب ۔ اگر مؤمن لسانی ہیں تو بہت روئیں افسوس کریں۔اپنی ذات پر لعنت ملامت کریں۔ اور توبۂ نصوح کر کے طالبِ صادق بننے کی کوشش کریں کہ مشابہت کی وجہ سے بالآخر مؤمنین میں شمار ہوجائے۔

## اوپرواڑے[1] کارستہ (یعنی)
## خداکوحاصل کرنے کا آسان طریق

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اوپر کے اولیاء اللہ کی نسبت فرمایا ”ہمارے بھائیوں نے جو ہم سے پہلے گذرے بڑی بڑی محنتوں سے خدا کو حاصل کیا اور

[1] اوپرواڑیکا لفظ شہری لوگوں میں متروک ہوگیا ہے لیکن گجرات کے دیہاتیوں کی زبان پر اس وقت بھی چڑھا ہوا ہے کہتے ہیں ”اپنے مکان کے پیچھے کھڑے رہ کر اوپرواڑے سے مّیاری (دہی فروش) کو ہانک مارو (پکارو) کہ دودھ آتھنی دودھ جمانے کی ہنڈی دے جائے“۔پھر کہتے ہیں ”دھوری مارگ (شاہراہ) میں ریت زیادہ ہے اس لئے پگ ڈنڈی یعنی اوپرواڑے سے جاؤ کھیتر (کھیت) کے سیڈھے سڈھے اور پَل واڑ سے پہلے جاؤ۔ بہت جلد پہنچ جاؤ گے“۔
واڑ بمعنی کانٹوں کی باڑ۔ واڑا بمعنی احاطہ۔ پل بمعنی پال ۔ کنارۂ موضع اور سیڈھا بمعنی حدِ فاصل پس ”اوپرواڑے کارستہ“ کے یہ معنی ہیں کہ آسان اور نزدیک کی راہ۔اقربُ الطریق۔۱۲

ف:۔۲۳۷ دھینگا[1] مستی کر کے اس جہان سے ایمان لے گئے اگر بندہ کے زمانہ میں ہوتے تو بندہ کی قدر کرتے'' ف:۔۲۳۸ ۔پھر اپنے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''تم نے بندہ کو مفت پایا'' پھر فرمایا کہ ''ہمارے بھائی سیدھا اور نزدیک کا رستہ چھوڑ کر ٹیڑھے اور دور کے رستے سے چکّر کھاتے ہوتے چلے۔ لیکن چونکہ وہ اپنی طلب میں سچے تھے اور مقصود خدا تھا اس لئے اپنے مقصد کو پہنچ گئے''

ف:۔۲۳۹ ۔صحابہؓ نے عرض کیا مرانجی چکّر اور دور کا راستہ کون سا اور سیدھا اور نزدیک کا راستہ کونسا؟'' آپ فرمایا

**''اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جانا یہی نزدیک کا راستہ ہے''**

ف:۔۲۴۰ ۔پس انہوں نے بے اختیار ہو کر شرع محمدیؐ کے موافق عمل کیوں نہ کیا کہ یہی راستہ آسان اور نزدیک تر تھا۔ انہوں نے کس لئے تمام عمر کے روزے رکھے اور حلال چیزوں کو چھوڑ دیا اور چلے کئے اور کنویں میں اُلٹے سر لٹکے اور اِس قسم کے عمل جو خدا نے نہیں فرمائے اختیار کر کے گردش میں پڑے''۔

برعکس اس کے حضرت مہدی مراد اللہ خلیفۃ اللہ داعی الیٰ رویت اللہ۔ امام الاولیا، ہمسر رسول اللہ فرماتے ہیں ''ہم کو اختیار دیا گیا ہے کہ اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جائیں۔ ف:۔۲۱۴// ۔پھر فرماتے ہیں ''بے اختیار ہو جاؤ کہ اختیار بُرا ہے'' ف:۔۲۱۵// پھر فرماتے ہیں ''(بندہؑ) بے اختیار بختیار ہے'' پھر فرماتے ہیں۔

''مرغ میدہ کھاؤ۔ صاف ستھرا اور مہین پھنو۔ سنگھاسن[2] اور گھوڑے پر بیٹھو''

ف:۔۲۱۶//

---

[1] دھینگا و دھینگانہ ہندی لفظ ہے۔ اس کی معنی ہے لڑائی۔ جنگ۔ بڑ زوروں کی لڑائی کو دھینگا مستی کہتے ہیں۔ لڑکے کھیل میں محو و مست ہو کر شور و غوغا مچاتے ہیں اُس کو بھی دھینگا اور دھینگ کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

[2] سنسکرت لفظ ہے سینہ بمعنی شیر۔ آسن بمعنی نشست گاہ یعنی ایسا تخت جو شیر کے مجسمہ پر نصب کیا گیا ہو جیسے شاہ جہاں بادشاہ کا مؤرآسن یعنی تختِ طاؤس۔ ۱۲

## ''اپنی بے اختیاری سے خدا کو حاصل کرو'' ف:۔۲۴۱

بے اختیاری کس کو کہتے ہیں؟ اتباعِ شریعت کا نام بے اختیاری ہے۔ فرائض ولایت کی پابندی کا نام بے اختیاری ہے۔ حدودِ دائرہ پر قائم رہنے کا نام بے اختیاری ہے جس طرح عکس (سایہ) شخص کے تابع ہے ہم چلے تو سایہ بھی چلا ۔ہم نے ہاتھ اُٹھایا تو سایہ نے بھی ہاتھ اُٹھایا۔ یوں سایہ کی طرح فرمانِ خدا اور رسولؐ مہدیؑ کے تابع ہو جانا بے اختیاری ہے شیوۂ اطاعت و بندگی اختیار کرنا بے اختیاری ہے ''عزّت اور لذّت کو چھوڑ نا اور دم وقدم کی نگہبانی رکھنا'' بے اختیاری ہے موتوا قبل ان تموتوا یعنی خواہشاتِ نفسانی کو ترک کر کے خودی خود بینی سے نکل کر مردہ بن جانا بے اختیاری ہے۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''خدا اور بندہ کے بیچ میں بندہ کی ذات ہی حجاب ہے'' ف:۔۱۴۲//۔

پس خود بیچ میں سے نکل جانا اور خدا ہی خدا رہ جانا بے اختیاری ہے ؎
برعارفاں جز خدا ہیچ نیست (سعدیؒ) سیدنا مہدیؑ کے ہاں معراج ایمان دیدار خدا ہے پس آپ نے جو فرمایا کہ ''بے اختیار بختیار است'' اس کے یہی معنی ہیں کہ بے اختیار اہل جنت نہیں بلکہ اہل رویت ہے۔

گروہِ مقدّسہ میں غوث الاعظم۔ قطب الاقطاب وغیرہ شاندار الفاظ چھوڑ کر بندہ اور بندگی اور بندگی میاں کے جو سادہ الفاظ پسند کئے گئے ہیں اپنے اندر بہت ہی گہرے معنی رکھتے ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف لفظ عبدہٗ سے کی جہاں فرماتا ہے۔ ﴿سُبحَانَ الَّذِی اَسریٰ بِعَبدِہٖ لَیلاً مِّنَ الـمَسجِدِالحَرَامِ﴾ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ہم دو ہی عبداللہ ہیں بندہ اور محمد رسول اللہؐ '' ف:۔۲۴۲۔ عبدہٗ بندۂ ذاتی ہے۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''خدا

ہونا آسان ہے بندہ بننا مشکل ہے'' ف :۔۲۴۳ ۔مقامِ عبدیت مقام الوہیت و ربوبیت سے بالاتر ہے۔ مقام ربوبیت میں انیت و دعویٰ و حرکت ہے۔ مقامِ عبدیت میں نہ خودی ہے نہ دعوی انا الحق ۔ نہ کسی قسم کی حرکت۔ محض چشمہ کافور کی طرح سرد و بے حرکت و بے جنبش ہے۔ مقام بندگی انتہائے بے خودی کا مقام ہے۔ مقامِ غیب ھویّت ہے۔ اس لئے غوث و قطب و اوتاد وغیرہ شاندار القاب کے عوض گروہ پاک میں بندگی و بندگی میاں جیسے بظاہر سادہ اور معمولی مگر باطناً بہت بلند مقام کی خبر دینے والے الفاظ مستعمل ہوتے ہیں جہاں بندگی میراں یا بندگی میاں کا لفظ آیا فوراً سمجھ لیا جائے کہ یہ بزرگ مرشد کامل ہیں ۔عام فقرا اور کاسبوں کے نام کے ساتھ یہ الفاظ کبھی نہیں لکھے جاتے۔ بندگی کا چھوٹا سا لفظ ۔قدوۃ السالکین ۔ زبدۃ العارفین ۔ امام المحققین ۔پیشوائے دینِ متین وغیرہ تمام القابات کو حاوی ہے۔

میرے مرشد حضرت سید نجی میاں صاحب مہاجر (وفات ۔۸ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ ہجری جمعہ بعمر ۵۸ سال نے بے اختیاری یعنی عبدیت و بندگی کی تعریف میں آپ کے اس احقر کی بیاض میں مندرجہ ذیل اشعار لکھ دیے تھے جو راقم آثم کو پسند آنے پر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

بندگی از عکس آموزی اگر ــ بہرہ ور گردی ازیں علم و ہنر
بندگی عینِ کمالِ بندہ است ــ بندہ آں باشد کہ او دل زندہ است
بندہ آں باشد کہ در بندِ حق ست ــ بندگاں را وصلِ ذات مطلق ست

جس طرح ہر چیز کی دو شانیں ہوتی ہیں۔ ظاہر و باطن اسی طرح اوپر واڑے کا رستہ یعنی اقرب الطریق کی بھی دو شانیں ہیں اقرب الطریق کی ظاہری شان

ظاہری اتباع یعنی شریعت کا تحفظ اور حدودِ دائرہ کی پابندی ہے۔ اور اقرب الطریق کی باطنی شان تعلیمات مہدیہ و معرفتِ تصدیق مہدی ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''دانستن ایمان و گفتن کفر'' ف:۔١١١// ۔حضرت رسول اکرم کی طرح حضرت مہدیؑ بھی فرماتے ہیں ''جس نے مجھے پہچانا اُس نے خدا کو پہچانا'' ف:۔٢۴٥۔ پھر فرماتے ہیں ''جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا'' ف:۔٢۴٥۔ خاتمین علیہما السلام کی باطنی شناخت اور باطنی دید یعنی آپ کو حقی و حقیقی شان میں دیکھنا اقرب الطریق ہے۔ پھر فرماتے ہیں ''تصدیق بندہ بینائی خدا''۔ یعنی تصدیق مہدی کی حقیقی شان سے واقف ہونا اقرب الطریق ہے'' ف:۔٢۴٦۔ پھر فرماتے ہیں ''بندہ کے واسطہ سے کوئی خالی نہیں ہے'' ف:۔٢۴٧۔ پس تعلیماتِ مہدی سے مہدیؑ کے واسطے کے لائق بننا اقرب الطریق ہے۔ پھر فرماتے ہیں ''بندہ کے ہاں شدنی سے ابتدا ہے'' ف:۔٢۴٨۔ مسلکِ مہدی کا عرفان حاصل کرنا اقرب الطریق ہے۔ پھر فرماتے ہیں ''آمدنِ ما بے کاری است بایدہ کے بیکار رشوید'' ف:۔٢۴٩۔ اس تعلیم کو کماحقہ سمجھنا اقرب الطریق ہے یہ باتیں مرشدِ کامل کو جوتیاں سیدھی کیے بغیر کتابوں بلکہ لپیٹیوں (بوق) کی خانگی تعلیمات سے بھی اگرچہ کہ وہ لفظ بلفظ اوپر سے چلی آتی ہیں حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ علم علم سفینہ نہیں ہے علم سینہ ہے۔ علم کسبی نہیں ہے علم سکوتی ہے۔ اس علم کا منبع و مصدر محض مرشدِ عارف کی زبان دُرفشاں ہے جس نے مرشد کامل کی سامنے دامن پسارا اُسی نے بہرۂ فیض ولایت مقیدہ محمدیہؐ سے اپنا ''کھولا'' بھرلیا۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے

ہیں ''انشاء اللہ ہمارے سلسلہ میں (۱) دینی اصول اور (۲) باطنی فیض اور (۳) مقصود خدا قیامت تک باقی رہے گا''۔ زہے نصیب جن کو مہدیؑ کا فیض بندگی میاںؓ کے واسطے سے پہنچا۔ پہنچ رہا ہے اور قیامت تک پہنچتا[۱] رہے گا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

[۱] سیدنا مہدی علیہ السلام نے ایک روز بمقام فرہ فرمایا کہ بندہ کے فیض کی نہریں بندہ کے صحابہؓ سے بڑے زوروں سے بہہ رہی ہیں جن کا شور بندہ کے کانوں میں آرہا ہے لیکن یہ سب نہریں بھائی سید خوندمیر کے دریا سے ملیں گی اور ان کے فیض کا دریا قیامت تک جاری رہے گا۔ ف:۔ ۲۵۰۔ (تشخیص مہدی مصنفہ حضرت سید اشرف)۔

حضرت ثانی مہدی اور ثانی امیر رضی اللہ عنہما۔ ذاتی برادر حقیقی۔ وہم رتبہ ہیں اس لئے ثانی امیر کی طرح ثانی مہدی کا فیض بھی قیامت تک جاری ہے۔ اس طرح کے امام الانام حضرت مہدیؑ کا فیض آپ کی اس بشارت کی بنا پر کہ ''اس لڑکی (بی بی فاطمہؓ) کے شکم سے ایسا فرزند پیدا ہوگا جو میرے مدعا کو تازہ کرے گا'' ف:۔ ۲۵۱۔ پھر فرمایا ''خاتم الزمان'' ف:۔ ۲۵۲۔ پھر فرمایا ''قمر ولایت'' ف:۔ ۲۵۳۔ پھر فرمایا ''شمع زمانہ آخر'' ف:۔ ۲۵۴۔ بندگی میاںؓ نے فرمایا جس نے مہدیؑ کی صورت نہ دیکھی ہو اس بچہ کو دیکھ لو''۔ (ق) حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما نے جو فیض اپنے والد و مرشد کی صحبت کے علاوہ حضرت ثانی مہدیؓ کا فیض حضرت کی اس بشارت سے کہ ''بھائی سید خوندمیرؓ میں تمہارے گھر آتا ہوں تم میری کیسی رعایت کروگے'' گھر آنے سے مراد آپ کا فیض حضرت خاتم المرشدؓ کی ذات میں آنے سے ہے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا ''ایک ماموں کے ہمنام'' یعنی بندگی میاں سید محمودؓ کے اور دوسرے ماموں کے قائم مقام ''یعنی بندگی میاں سید اجملؓ کے اور آپ کے والد بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا فیض حضرت خلیفہ گروہؓ کے واسطہ سے آپ کو پہنچا یوں سیدین رضی اللہ عنہما کا فیض حضرت خاتم المرشدؓ کی ذات میں مقید ہوا۔ اسی وجہ سے آپ کو فیض مقید کہتے ہیں۔ پھر اس تالاب مقید سے نہریں جاری ہو کر گروہ پاک کے سب سلسلوں اور خاندانوں میں پہنچیں پس بنظر انہار جاریہ فیض مقید کو فیض مطلق کہتے ہیں جیسے تخم مقید ہے اور درختِ مطلق ولایتِ مصطفیٰ مقید ہے ولایت عیسیٰؑ کو جس نے ولایت مقیدہ محمدیہ سے فیض حاصل کیا۔ ولایت مطلقہ کہتے ہیں۔ گروہ مقدسہ میں مقید یعنی اجمالی شان کو مطلق پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسی اصول پر سیدنا مہدیؑ نے حضرت شیخ سعدیؒ کی نسبت (۱) ''بابائے عاشقاں'' و (۲) ''گلستان بوستاں میں ۱۵ پارے عشق کے بیان کیے ہیں'' ف:۔ ۲۵۵۔ کے علاوہ تیسری بشارت یہ دی کہ ''مطلق سے مقید کو پہنچے'' (دفتر دوم۔ انتخاب المو الید)۔

انسان دونور کے بغیر دیکھ نہیں سکتا۔ ایک نور اپنی آنکھ کا۔ اور دوسرا نور آفتاب یا شمع کا۔ اسی طرح دیدار خدا کے لئے اقرب الطریق باطنی کے ساتھ اقرب الطریق ظاہری لازمی ہے۔ دونوں لازم وملزوم اور شرط ومشروط ہیں سید نا مہدیؑ فرماتے ہیں۔ ''جس نے میری حدیں توڑیں اُس نے اپنی مرادیں توڑدیں'' اُدھر فرائض ولایت آپ کے حدود ہیں اور اِدھر وہ تعلیمات جو آپ کی زبان مبارک سے دی گئیں۔

اللّٰھم[1] ارزقنی اتباع الخاتمین علیھما السلام فی الشریعۃ وفی الطریقۃ و فی الحقیقۃ و فی المعرفۃ۔

اللّٰھم[2] ارزقنی اتباع الخاتمین علیھما السلام فی الظاھر وفی الباطن۔

"اللّٰھم[3] ارزقنی اتباع الخاتمین علیماالسلام فی کل شان و فی کل حال"

"اللّٰھم[4] الحقنی برفیق الاعلی" بحرمتہ النبی و المھدی صلی اللّٰہ علیھماو سلم"

## (۱۰) جہاد فی سبیل اللہ

بندگی میاں شاہِ دلاورؓ فرماتے ہیں'' آگ تین قسم کی ہے۔ آتشِ شمشیرِ فقر۔ آتشِ شمشیرِ آہن۔ آتشِ دوزخ۔ پس جو شخص راہِ خدا میں دشمنانِ ظاہری یعنی کفار کے ساتھ آتشِ شمشیر آہن سے یا دشمنان باطنی یعنی نفس وشیطان کے

[1] ترجمہ اے اللہ تعالیٰ شریعت میں۔ طریقت میں۔ حقیقت اور معرفت میں مجھے حضرت خاتمین علیہما السلام کی پیروی عنایت کر۔

[2] اے اللہ ظاہر اور باطن میں مجھے حضرت نبی مہدی علیہما السلام کے نقش قدم پر چلا۔

[3] اے اللہ ہر شان اور ہر حالت میں مجھے حضرت رسالت مآب و ولایت مآب علیہما السلام کا پیرو بنا۔

[4] ''الٰہی مجھے رفیق اعلیٰ سے (یعنی ذات خدا سے) ملادے'' حدیث

ساتھ آتشِ شمشیرِ فقر سے (یعنی فقیری سے جو سراسر عشق ہے) نہیں جلا تو اُس کے لئے تیسری آگ یعنی آتشِ دوزخ تیار ہے۔" (حاشیہ انصاف نامہ)۔

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "اگر تم کو دشمنوں سے ایذا اور تکلیف پہنچے تو سمجھو کہ خدا نے تم کو یاد کیا ہے اور تم بندہ کے (یعنی میرے) ہو۔ لیکن جب لوگوں سے بہت سی فتوح آنے لگے تو جانے رہو کہ درگاہِ خداوندی سے بھولے بسرے ہو گئے اور تم بندے کے بھی نہیں ہو۔ ف:۔۲۵۷۔ (حاشیہ) پھر فرماتے ہیں کہ" مہدی اور قومِ مہدی کو کسی جگہ مقام و مسکن نہیں ہے" ف:۔۲۵۸۔ (شواہد الولایت) پھر فرماتے ہیں "ہمارے کوئی جالے[1] بُہارنے مریں" ف:۔۲۵۹۔ پھر فرماتے ہیں "ہمارے کوئی اُڑوڑتے اُڑکھرتے[2] مریں" ف:۔۲۶۰۔ (انتخاب المَوالید)

مذکورۂ بالا فرائض کے علاوہ اور بھی احکام ہیں۔ جن کی پابندی طالب خدا کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مثلاً امام الاولیا۔ برگزیدۂ اصفیا۔

---

[1] جنگل کے چھوٹے چھوٹے بیکار پودوں کو ہندی میں جالے کہتے ہیں اور بُہارنے کی معنی (۱) کاٹ کر ادھر اُدھر ڈالے ہوئے پودوں کو جلانے کے لئے ایک ڈھیر کر کے اُٹھالینا (۲) یا دائرہ باندھتے وقت کاڑی کی جھاڑ دسے اُس زمین کو صاف کرنا اور پودوں کو چھپرے باندھنے کے کام میں لینا۔ میرے مرشد حضرت سعد اللہ صاحب اکیلوی حیدآبادی (دکن) نے اپنی تصنیف زبدۃ العرفان کی اخیر یعنی چھٹی جلد کو اسی جالے بُہارنے کے عنوان پر ختم کیا ہے۔ جس میں ظاہری معنی کے قطع نظر جالے بُہارنے کے حقیقی مطلب اور حقیقی معنوں کو تعلیمی شان میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہی ۱۲۔

[2] ضعفِ بدن۔ بخار یا نشہ کی حالت میں انسان سیدھا اور قدم جماتا ہوا نہیں چل سکتا۔ اِس چال کا نام اُڑکھڑتے چلنا ہے۔ پہاڑ یا کسی بلندی سے لوٹتے ہوئے زمین پر آنا جس کو ہندی میں اُڑوڑتے آنا کہتے ہیں یہ بھی انسان کا بے اختیاری اور حالتِ بے خبری کا فعل ہے۔ یعنی عاشقانِ خدا ذکر و فکر میں ایسے بے خبر و مستغرق رہتے ہیں کہ ایک طرف لذّتِ دیدار کے باعث اور دوسری طرف فقر و فاقہ کی وجہ سے کمالِ عبدیّت و فرطِ عشق میں اپنی جانیں جاناں پر نثار کرتے رہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں" طالبِ خدا کو ف:۔۲۶۱۔

## راہِ خدامیں چار حجاب

ہیں۔ دو اُس کے اختیار میں ہیں یعنی (۱) ترکِ دنیا و (۲) عزلتِ خلق۔ اور دو اُس کے اختیار سے باہر ہیں یعنی (۳) نفس (۴) شیطان۔ چونکہ دنیا اور خلق اُس کے اختیاری ہیں اس لئے اُن کو ترک کرے۔ اور نفس وشیطان اُس کے اختیار سے باہر ہیں اور اُن کو دیکھ بھی نہیں سکتا اِس لئے خدا سے پناہ مانگتا رہے" (انصاف نامہ باب ۶)۔

پھر فرماتے ہیں۔

## دینِ خدا

کو دو چیزوں سے نصرت ہے اور دو سے ہزیمت۔ (۱) اتفاق اور (۲) بذل سے (یعنی جسم سے۔ مال سے۔ جان سے۔ ایک دوسرے کی امداد کرنا) نصرت ہے۔ اور نفاق (۱) اور (۲) بخل سے (یعنی باہمی مخالفت اور ایک دوسرے کی ہر قسم کی امداد سے کنارہ کشی کرنا ہزیمت ہے" ف:۔۲۶۲۔ اِس لئے آپ فرماتے ہیں کہ" (طالبانِ خدا) ایک جگہ مل کر رہیں اور ایک دوسرے کی خدمت کریں تا کہ یادِ خدا آسان ہو جائے" ف:۔۲۶۳۔ (انصاف نامہ باب ۱۵)۔

بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ نے سیدنا مہدی علیہ السلام سے عرض کیا "اگر ارشاد ہو تو خلوت کی غرض سے دائرہ کے باہر رہوں"۔ آپ نے فرمایا" ایسی جگہ رہو جہاں نماز با جماعت ہو اور دینی چرچا رہے۔ خواہ تم دوسروں کو سناؤ یا دوسرے تم کو سُنائیں" ف:۔۲۶۴۔

سیدنا مہدی علیہ السلام کے حضور میں حاتم طائی کی سخاوت اور نوشیرواں کا عدل وانصاف کی نسبت بڑی تعریف کے ساتھ ذکر آنے پر آپ نے فرمایا ''حاتم بخیل تھا کہ اُس نے اپنی ذات خدا کو نہ دی'' یعنی اپنی ہستی وخودی سے نکل کر درجۂ فنا حاصل کرنا یا کفار سے جنگ کر کے اپنی جانِ عزیز جاناں پر نثار کر دینا تھا۔ ''اور نوشیرواں ظالم تھا کہ اُس نے اپنی ذات پر انصاف نہ کیا'' انصاف یہی کہ رسول الزمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کر اُن کے بتلائے ہوئے امرونہی پر اپنی ذات سے عمل کرنا تھا۔ (حاشیہ)۔

راہِ خدا میں اِس بات کی احتیاط سخت ضروری ہے کہ

## حلال کو حرام کر کے نہ کھائیں

دائرہ میں کہیں سے کھانا آ گیا اگر لانے والا اوّلا اللہ کا نام نہ لے کر بھیجنے والے کا نام لیتا تو حکم خدا کے خلاف سمجھ کر ہرگز نہ لیا جاتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿وَلَا تَاكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾۔ ترجمہ:۔ ''اور جس (کھانے) پر خدا کا نام نہ لیا جائے۔ اُس میں سے مت کھاؤ۔ اور (ایسا کھانا کھانا) بیشک (خدا کی) نافرمانی (اور گناہ) ہے (۱/۸) لیکن اگر اللہ کے نام پر آتا تو لے لیا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ ترجمہ:۔ ''اور جس کھانے پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اُس میں سے کھاؤ'' (۱/۸) پھر فرماتا ہے کہ ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾۔ ترجمہ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہی (سب کچھ) اللہ کا ہے۔ پھر فرماتا ہی ﴿مَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ﴾۔ ترجمہ:۔ ''جو کچھ نعمتیں تم کو ملتی رہتی

ہیں سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں" پس جس کی مِلک اور جس کی جانب سے بھیجی ہوئی چیز اُسی کا نام بھیجنے والا بادشاہ لانے والا بندۂ خدمتگار لہٰذا دیتے وقت بادشاہِ حقیقی کا نام لیا جائے اور لینے والا بھی مُرسل حقیقی ہی کو دیکھے۔ مُرسِّلِ مجازی کو نہ دیکھے۔

اکثر صحابہؓ سے سنا گیا ہے کہ "کھاتے وقت باتیں نہ کریں اور ایک ایک لقمہ ذکر اللہ کے ساتھ کھائیں۔ غفلت کے ساتھ نہ کھائیں کیونکہ جو کھانا غفلت کے ساتھ کھایا جاتا ہے وہ طریقت میں حرام ہو جاتا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿یَآ یھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾۔ ترجمہ اے ایمان والوں خدا نے جو ستھری چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں اُن کو حرام نہ کرو۔ اور (لذیذ کھانا دیکھ کر) حد سے (بھی) نہ بڑھو کیونکہ اللہ حد سے بڑھنے والوں یعنی (لذّت و نفس پروری کی غرض سے دو لقمے زیادہ کھانے والوں) کو دوست نہیں رکھتا"

(پ ۷)۔

در شریعت ہر آنچہ ہست حلال     در طریقت ہماں بُود مُردار

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "بہت کھانے والا خراب۔ تھوڑا کھانے والا تھوڑا خراب" ف:۔۲۶۶۔ پھر فرماتے ہیں "پیٹو نا دین کا نا دنیا کا" ف:۔۲۶۷۔ (حاشیہ)۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "اذان سن کر کھانا نہیں کھانا چاہئے" بلکہ آپ اور کُل صحابہؓ بانگِ نماز کا اِس قدر ادب کرتے کہ ہاتھ میں لیا ہوا لقمہ

برتن میں رکھ کر نماز کیلئے اُٹھ کھڑے ہو جاتے۔" ف:۔۲۶۸۔ (انصاف نامہ باب ۱۱)

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "اذان سُننے کے بعد کام کرنا جائز نہیں ہے۔" ف:۔۲۶۹۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ جمعہ)۔ ترجمہ:۔ اے ایمان والوں جب جمعہ کے دن نماز کی اذان کہی جائے۔ تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دَوڑو اور خرید وفروخت (نوکری۔ چاکری۔ کھانا۔ پینا۔ کام۔ کاج سب) چھوڑ دو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ (۱۲/۲۸)۔ اگرچہ کہ اِس آیت میں مَورد نماز جمعہ کے لئے خاص بتایا گیا ہے لیکن بنظرِ عمومیت ہر نمازِ پنجگانہ کے لئے اذان سُننے کے بعد یہی فرمانِ شاہی صادر ہوتا ہے جس کی تعمیل ہر مرد وعورت پر یکساں فرض ہے۔

## دو باتیں کاسبوں کے لئے

[کاسبوں کے دَروازۂ حیات پر سیدنا مہدیؑ
کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا یہ کلام ہر وقت کندہ رہے]

"ایک دل خدا کو دیجئے۔ مَن مانا سو کیجئے" ف:۔۲۷۰۔ (حاشیہ انصاف نامہ)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ "بے حدّ ی فقیری سے تو ہمارا کسب ہزار درجہ بہتر

ہے کہ اس میں کئی باتوں کی رخصت ہے جس کی وجہ سے کاسب گنہگار نہیں ہوتا“

جس طرح تارک الدنیا کے لئے سیدنا مہدیؑ نے شرطیں بتلائی ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان اگلے اوراق میں گذرا اسی طرح آپ نے کاسبوں کیلئے بھی یہ بارہ شرطیں بتائی ہیں، جس کی پابندی کاسبوں کو ویسی ہی لازمی ہی جیسی فقیروں کو حدود دائرہ کی۔

آپ فرماتے ہیں:۔

ا۔ خدا پر توکل کرے اور کسب پر نظر نہ رکھے۔

۲۔ پانچوں وقت نماز باجماعت پڑھے۔

۳۔ ذکرِ دوام کرتا رہے۔

۴۔ کمانے میں حرص نہ کرے۔ قوت لایموت اور سترِ عورت کی نیت ہو۔

۵۔ عشر پورا پورا نکالے۔ ۶۔ بندگانِ خدا کی صحبت رہے۔

۷۔ اپنی ذات پر ہمیشہ ملامت کرتا رہے (کہ اب تک ترکِ دنیا کی سعادت حاصل نہیں کی!)

۸۔ دونو وقتوں کی حفاظت کرے یعنی فجر سے طلوعِ آفتاب تک اور عصر سے عشا تک۔

۹۔ بانگِ نماز کے بعد کام کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کیا تو وہ کسبِ حرام ہے۔

۱۰۔ جھوٹ نہ بولے۔

۱۱۔ جو احکام قرآن مجید میں وارد ہیں اُن پر عامل ہو۔

۱۲۔ اور نواہی سے پرہیز کرے۔ ف: ۱۷۱

اگران حدود پر قائم رہاتو اللہ تعالیٰ اُسے ترکِ دنیا کی توفیق عطا فرما کر اپنے دیدار سے مشرف کرے گا۔ لیکن اگر اِن حدود کو توڑا تو ایمان ہونا محال ہے۔

(حاشیہ انصاف نامہ)

کاسب اِن شرطوں کو دیکھیں اور خود انصاف کریں۔ کہ اُنکی کمائی جسکو وہ بغیر بجا آوریِ شرائطِ مذکورہ پاک اور حلالِ طیّب سمجھے ہوئے ہیں، کیسی ہے! نیز اپنی اکتسابی زندگی کا بھی معائنہ کریں کہ موجودہ اکتسابی زندگی وحالتِ کسب جسکو فقیرانہ زندگی سے بہتر سمجھے ہوئے ہیں کیا فی الحقیقت بہتر ہے یا محض مغالطۂ نفس واغوائے شیطانی ہے۔

بندگی میاں سید محمود سیدن جی خاتم المرشدین[1] دریہ[2] فیض مقیدِ حسین[3] ولایت رضی اللہ عنہ

---

[1] بندگی میاں سید محمود ابنِ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ”ہر چہ از مشرق تا مغرب کسے را چیزے اندک یا بیش دادہ می شود بندہ رانمودہ دادہ می شود“ پھر فرماتے ہیں کہ ”مقالید جنت وجہنم بلکہ ہمہ خزائنِ آسمان وزمین بدست بندہ دادہ شدہ اند۔ اپنے اواخر الایام میں فرماتے ہیں۔ کہ ”فرمانِ حق تعالیٰ شود کہ ترا صاحب زمان وصاحبِ فرمان وحاکمِ زمانہ کردیم وخاتم مرشداں گردانیدیم۔ ہر کہ پیش تو صحیح شد مقبولِ درگاہِ ماست وہر کہ پیش تو صحیح نہ شد مردودِ درگاہِ ماست۔“ بعد ازاں بندگی میاں سیدن جیؒ از فرمانِ خدا تعالیٰ واز اشارۂ ارواح خاتمین وبندگی میاںؒ فرمودند کہ ”بندہ اگر از خود می گفتہ باشند تا ظالم ست مگر محض از فرمانِ خدائے تعالیٰ کہ مکرر شدہ می گوید کہ ہر کرا گروہ مہدی علیہ السلام صدقۂ مہدی می رسد از انِ بندہ می سد وہر کہ اینجا آمدہ صحیح می شود او مقبولِ درگاہ خدائے تعالیٰ است“ (انتخاب المموالید) ۱۶

[2] دریہ ہندی میں شہر کے اُس مقامِ تجارت کو کہتے ہیں جہاں شہر کے اطراف ونیز ممالکِ غیر سے ہر قسم کے پان اوّلاً اُدھر لائے جاتے ہیں۔ پھر وہ یہاں سے تاجر خرید یہاں کر کے بازاروں اور محلّہ کی دوکانوں میں لے جاتے ہیں (فرہنگِ آصفیہ مولفۂ سید احمد دہلوی) پس جس طرح دریہ پان کی تجارت کا مرکز ہے اسی طرح حضرت خاتم المرشدین کی ذاتِ مبارک گنجینۂ دین ہے جہاں سے پاکانِ حق فیض لے لے کر طالبانِ خدا کو عنایت کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ ۱۲

[3] آپ کو یہ بشارت حضرت ثانی مہدیؓ کی زبانِ مبارک سے دی گئی ہے۔ (نقلیات بندگی میاں سید عالم ابن حضرت شاہ یعقوب حسنِ ولایتؓ) ۱۲

کے زمانہ تک کاسب لوگ دائرہ میں نہیں رکھے جاتے تھے لیکن حضرت سید ابراہیمؒ نبیرۂ خاتم المرشدؓ نے اِن شرائط کے ساتھ رہنے کی اجازت دی کہ:۔

## کاسبوں کو دائرہ میں رہنے کی مشروطی اجازت

ا۔تمام فقرا کے ساتھ کاسب بھی اجماع اور بہرہ عام میں شریک رہیں۔

۲۔نوبت جاگیں۔

۳۔نماز پنج وقتہ جماعت سے پڑھیں۔

۴۔سلطانُ اللیل اور سلطانُ النہار یعنی عصر سے عشا تک اور فجر سے دن نکلے تک مُصلّے پر بیٹھے ذکرؒ اللہ میں لگے رہیں۔

۵۔تجارت میں کوئی فعل خلاف شرع نہ کریں۔

۶۔ضرورت کے وقت فقیروں کو قرضِ حسنہ دیں۔

۷۔عشر اور زکوۃ نکالیں۔

۸۔کوئی دینی ضرورت پیش آجائے تو اپنے مال سے مدد کریں۔

۹۔باوصف اِن تمام شرائط کی تعمیل کے ترک دنیا نہ کرنے پر ہر وقت افسوس کرتے ہیں۔ (وصیت نامۂ بندگی میاں سید ابراہیمؒ)

شرائطِ مذکورہ کے علاوہ کاسبوں کو حضرت ثانی مہدیؑ و نیز حضرت ثانی امیرؓ کے اِن فرمانوں کی تعمیل بھی سخت ضروری ہے۔آپ کاسب امیروں کو ہدایت

کرتے ہیں کہ:۔

”جو فقیر سودا سلف کو بازار میں آئیں اُن کو دیکھ کر اپنے گھر کھانے کے لیے مت لے جاؤ۔ اگر تمہارے گھر بن بُلائے آجائیں تو اُن کو کچھ مت دو بلکہ مار کر نکال دو تم لوگ اُن کو دے دے کر خراب کرتے ہو۔ جو کچھ دنیا دلانا ہے بس اُن فقیروں کو دو جو اپنا قدم قید کر کے دائرہ میں محض مُتوَ کّلاً عَلَی اللہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہی فقیر مستحقِ فتوح ہیں“۔ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے.

لِلۡفُقَرَاءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ز یَحۡسَبُہُمُ الۡجَاہِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعۡرِفُہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ ج لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ط وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ۔ (۲۔ بقرہ۔ ۳۷/۲۷۳)۔

ترجمہ:۔ (عشر۔ زکوٰۃ۔ فطرہ۔ صدقہ۔ کفارہ۔ وغیرہ) اُن (ہی) فقیروں کا حق ہے جو راہِ خدا میں گھر بیٹھے ہیں (دائرہ چھوڑ کر) کہیں جاتے نہیں (اُنکی اندرونی حالت سے بے خبر شخص اِن (فقیروں) کی بے پروائی (اور خوداری) کے باعث غنی سمجھتا ہے (لیکن اے مخاطب) تو اِن کو دیکھے تو اِن کی صورت سے صاف پہچان جائے (کہ محتاج ہیں مگر ہاں) لگ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔ اور جو کچھ بھی تم لوگ (اپنے) مال سے اِن حقدار فقیروں کی امداد کی

نیّت سے خرچ کرو گے تو (خوب یقین رکھو کہ) اللہ اس کو جانتا ہے (بے شک اللہ برمحل خرچ کرنے پر ثوابِ عظیم عطا فرمائے گا۔ (۵/۳)۔ (انصاف نامہ باب ۶ ۵۰)۔

اِسی طرح سیدنا مہدیؑ فقیرانِ دائرہ کو فرماتے ہیں "اگر عرس پر زیادہ فتوح آجائے تو دو دو تین تین وقت کر کے دائرہ ہی کے فقیر کھلائے جائیں" ف:۔۲۷۲ ۔ (انصاف نامہ باب ۶)

جو چیز کاسبوں کی آخرت کی زندگی کا ستیاناس کر ڈالنے والی اور دنیا میں بھی اُن کو ترکِ دنیا کرنے اور دیدار خدا کے جیسی دولتِ لازوال کے حصول سے روکتی رہتی ہے وہ ہوس مال و بخل ہے۔ جسکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ وَا لَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴾ (۹ توبہ ۵۔۳۴/۳۵)۔ ترجمہ: اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اُن کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے پیغمبر) ان کو (روز قیامت کے عذاب دردناک کی خوش خبری سنا دو جبکہ (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں (رکھ کر) تپایا جائے گا۔ پھر اُس سے اُن کے ماتھے اور اُن کی کروٹیں اور اُن کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور انکو کہا جائے گا کہ یہ ہے تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کیا تھا تو (آج) اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو (۱۰/۱۱)۔

پس ہر کاسب کو چاہئے کہ رات کو سوتے وقت اور صبح اٹھتے وقت آیتِ مذکورہ

کے معنی کو پیش نظر رکھے اور ساتھ ہی امام الانام حضرت مہدیؑ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا یہ کلام پڑھے۔

"مارا برائے دیدن یار آفریدہ اند ورنہ وجودِ ماںچہ کار آفریدہ اند

آں روز خود مباد کہ بے یار بگذرد گرچہ ہزار عیش بود زار بگذرد

افسوس صد ہزار کہ بے تو رود دمے لعنت برآں حیات کہ بے یار بگذرد"

(اپنی ذات کی طرف اشارہ کر کے کہے لعنت بریں حیات) ف:۔۲۷۳۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے ذکر اللہ کے لئے اِن پانچ وقتوں کی پابندی نہایت مفید بتائی ہے۔ اس لئے کاسبوں کو چاہیئے کہ اگر دن بھر محنت ومشقت کی وجہ سے پچھلی رات کو جلدی نہیں اُٹھ سکتے تو کم از کم ان اوقات کی پابندی اپنے پر ایسی لازم کرلیں جیسے دوکان پر بیٹھنے کی یا نوکری کے گھنٹوں کی۔

## کاسبوں کے لئے اوقاتِ ذکر اللہ

۱:۔اوّل فجر سے طلوع آفتاب تک۔

۲:۔عصر سے عشا تک۔

۳:۔کھاتے پیتے وقت۔

۴۔سوتے وقت۔

۵ اپنی بی بی سے صحبت کرتے وقت۔ ف:۔۲۷۴۔

یا در ہے کہ فرمانِ خلیفۃ اللہ ہے۔ حکم داعی الی اللہ ہے۔ دیکھنے کو تو بڑا ہی آسان ہے لیکن سیکڑوں فائدے اس میں پوشیدہ ہیں۔ ان اوقات کی مواظبت معاملہ میں سچائی۔ امانت داری۔ وعدہ وفائی کے علاوہ تہذیبِ نفس اور شوقِ دیدار پیدا کر کے حسب فرمان حضرت مہدیؑ بالآخر اُس کو ترکِ دنیا پر کمر بستہ کر دے گی۔

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْآ اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۱۶النحل۔۱۵/۱۱۹)۔ ترجمہ:۔ پھر جو لوگ براہِ جہالت بُرے عمل (یعنی حیاتِ دنیا) کرتے رہے پھر اس کے بعد توبہ کی اور (ترکِ دنیا و ہجرتِ وطن وغیرہ سے اپنی ذات کی) اصلاح کر لی۔ تو (اے پیغمبر) بے شک تمہارا پروردگار توبہ اور اصلاحِ (حالت) کے بعد البتہ (اپنا دیدار) بخشنے والا مہربان ہے (۲۱/۱۴)۔

لیکن جب تک کہ دولتِ دیدار سے محروم ہیں سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں ہر وقت پڑھا کریں۔ ف:۔۲۷۵۔

۱:۔ کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (۸۳تطفیف ۱۴/۱)۔ ترجمہ:۔ ایسا نہیں۔ بلکہ اُن کے دلوں پر اُن (ہی) اعمال (بد) کے زنگ بیٹھ گئے ہیں۔ (۸/۳۰) فائدہ یہ آیت اپنی ذات پر صادق کر کے کہے ''میرے دل پر میرے ہی کرتوت کا کاٹ چڑھ گیا ہے۔

۲:۔ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا (۱۷بنی اسرائیل ۲/۸۲)۔ ترجمہ:۔ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راہِ (دیدار) سے بہت بھٹکا ہوا ف۔ اشارہ اپنی ذات کی

طرف کرے اور کہے کہ یہ آیت میرے حسبِ حال ہے۔

۳:۔ خود بینی وغیرت سے نکل کر بے اختیاری و تسلیمی پیدا کرنے کے لئے حسبِ فرمان حضرت مہدیؑ یہ آیت پڑھتے رہیں اور اس کے معنی دل میں جمائیں ﴿وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَایَشَآءُ وَیَخْتَارُ ط مَاکَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ ط﴾ (۲۸۔ قصص۔ ۷/۲۸)۔ ترجمہ:۔ اور تمہارا پروردگار جو (شان اور جو حالت) چاہتا ہے۔ (ہم میں) پیدا کرتا ہے، اور تکلیف وراحت میں صحت و بیماری میں۔ عزت وذلت میں محبت ودشمنی میں افلاس وغنا میں۔ عبادت وسخاوت میں۔ قبض وبسط میں۔ خوشی ورنج میں غرض ہر حالت اور ہر شان میں جلوہ گر ہونے کا اللہ ہی) اختیار رکھتا ہے (ہم لوگوں کو اس امر میں کچھ بھی) اختیار نہیں ہے۔

ف:۔۲۷۶ ۔(۲۰/۱۰)۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ: جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے (انصاف نامہ) اس یقین کو بڑھاتا رہے کہ میں تو مردہ بدستِ غسّال ہوںؔ۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست  می بَرَد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

اِن آیات کے علاوہ سیدنا مہدیؑ کا یہ فارسی کلام بھی پیش نظر رکھیں۔ آپ فرماتے ہیں ''بہشت چہ بابائے تو راست کنانیدہ است کہ در وے خواہی رفت تا آں زمان کہ اوصرتا پونور نہ شومی در بہشت نہ روی''۔ ف:۔۲۷۷ ۔

(63) عقیدہ:۔ اے طالبانِ حق کہ مہدی راگروید اید معلوم باداز'' اوّل تا آخرِ رحلتِ آں ذات مادام کہ ایں بندہ در صحبت وے بود در ہیچ حکم ازیں احکام تفاوت نیافتیم وبریں جملہ اعتقاد وایمان داریم۔ ہر کہ در بیانِ وے

چیزے تاویلے یا تحویلے کند۔ مخالفِ بیان آں ذات باشد"

ترجمہ:۔ اے طالبانِ حق جنہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی ہے معلوم ہو کہ "حضرت امام علیہ السلام کی پہلی (ملاقات) سے لگا کر آپ کیا خیر وقتِ رحلت تک یہ بندہ جب تک کہ آپ کی صحبت میں رہا ان احکام میں سے ایک حکم میں بھی فرق نہیں دیکھا اور ہم ان تمام احکام پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہیں (پس) جو شخص آپ کے بیان میں کچھ بھی تاویل یا تحویل کرے بلاشبہ آپ کے بیان سے مخالف ہے۔ (ق)۔

سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس امر میں اجماع ہو چکا ہے کہ "حضرت میراں علیہ السلام ہر روز جو بیان کرتے تھے امر خدا سے کرتے تھے اور جو کچھ آپ نے فرمایا حکم خدا سے فرمایا" حضرت میراں علیہ السلام خود بھی فرماتے ہیں کہ "جو حکم کہ بندہ بیان کرتا ہے خدا سے اور امرِ خدا سے بیان کرتا ہے جو شخص بندہ کے احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہوگا خدا کے ہاں گرفتار ہوگا"۔ پس حضرت کے فرمان میں تاویل یا تحویل نہیں کرنی چاہیے۔ اور تطبیق دینے میں بھی ہرگز نہ پڑیں۔ جو کچھ میراں علیہ السلام نے فرمایا اُس پر ایمان لائیں اور عمل کریں

ف:۔ ۲۰// ۔ اگر عمل نہیں ہو سکتا تو ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ "یہ ہمارا قصور اور ہماری بدی ہے کہ عمل نہیں کرتے سر پر خاک ڈالیں اور روتے

رہیں لیکن تطبیق دینے کے خیال میں پڑ کر رخصت کی صورت نہ نکالیں اور (زمانہ کی روش اور) اپنے حال کے موافق بنالینے کی بیجا کوشش ہرگز نہ کریں۔ یہ ملاؤں اور مخالفوں کی باتیں نہیں ہیں بلکہ امام الانام حضرت میراں علیہ السلام کا بیان ہے جو کہ مطلق ہے اور ہم بھی مطلق ہی بیان کرتے رہیں "۔(انصاف نامہ باب ۹)۔

حضرت خاتم المرشدؒ فرماتے ہیں "جو شخص فرمانِ مہدیؑ میں تاویل یا تحویل کرے۔ وہ منافق اور داخل حزب الشیطان ہے"۔(خلاصۃ التواریخ)(ق)۔

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (۴-۲/۱۴)۔ترجمہ:۔اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور حدود اللہ سے بڑھ چلے (تو اللہ اُس کو دوزخ میں (لے جا) داخل کرے گا اور اُس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا اور اُس کو ذلّت کا عذاب ہوگا" (۴/۱۳)۔اسی طرح سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "قالِ بے حال وبال وقائل گردد پائمال" پس ہر وقت اس بات کی کوشش رہے کہ حسبِ فرمانِ حضرت میراںؑ حال پیدا ہو"۔ ف:۔۲۷۸۔

# دعا

خداوند تو ہی ہم کو تیرے فرمان ﴿وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ﴾ ترجمہ:۔ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے اُسی پر قائم ہو جا۔ (۳/۲۵) پر قائم کر کے قولاً۔ فعلاً۔ حالاً اس آیت کے مصداق بنا دے۔ ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (۶ انعام۔۲۰/۱۶۴)۔ ترجمہ:۔ کہو کہ میری نماز اور میری تمام عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ (ہی کیلئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔) کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے (کہ قولاً۔ فعلاً۔ حالاً۔ اعتقاداً سب طرح سے اپنی ذات اُسی خدائے وحدہ لاشریک کے تسلیم کردوں) اور میں اس کے فرمانبرداروں میں پہلا (فرماں بردار) ہوں۔ (۷/۸)۔

یہ دعا بحق خاتمین علیہما السلام و بطفیل سیدین صالحین رضی اللہ عنہما قبول فرما۔ آمین۔ ثم۔ آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

**تمت بالخیر**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مکتوبِ مرغوب

از قلم ......

بندگی ملک الہداد۔ الملقب بہ خلیفہ گروہؓ...... خلیفہ خاص

حضرت صدیق ولایتؓ۔ مؤلفِ رسالہ عقیدہ شریفہ

نستنصر باللہ و بہ نستعین . وَ كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○ (۶/۱۳)۔

واضح باد کہ بعضے کساں در مہدیت سید محمدؑ در آیتِ قولہ تعالیٰ۔ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا (۱۱/۴)۔ بحث می کنند وایراو بر مہدیؑ بدیں آیت می آرید کہ بندگی میراں سید محمد درنا گورآیتِ مذکور را بر حجت مہدیتِ خود بدیں عبارت خواندند کہ ”فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا شد. وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ شد. وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ شد. وَقَاتَلُوْا وَ قُتِلُوْا کہ ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد۔ پس ایں صفت در ایشاں یافتہ نمی شود۔ معلوم باد کہ بندگی میراں سید محمدؑ در وقت فرمودنِ ”مَاشَاءَ اللّٰہ“ دیگر ہیچ کیفیت نہ فرمودند کہ بچہ صورت شود وبکدام طریق روئے نماید۔ پس بعدِ آں بیان بندگی میراں سید محمدؑ ہر کہ ایں فعل را بصورتے ودر کیفیتے آرد بداند کہ ایں قید از بیان بندگی میرا سید محمدؑ نیست۔ ونیز بدانید کہ اگر کسے را مشکل آید کہ باکلمہ

گویاں قتال چو شود او معلوم کند کہ حق تعالیٰ مہدی را مخصوص بہ کلمہ گویاں فرستادہ است و مشرکاں در حکم تعمیم اند۔ و از آیت فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ مبین گشت کہ اخراج و ایذا از ایشاں محقق شد۔ ناچار قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا با ایشاں شود۔ ایں زمان شہادت یافتن بندگی میاں سید خوندمیر و بعضے یاراںؓ حجت سید محمد مہدیؑ بر ہمہ فرض و لازم شد و ہمہ نشانہا و علامتہا محقق گشت۔

و نیز از بندگی میراں سید محمد مہدیؑ معلوم است کہ در فرہ اصحاب خویش را فرمودند کہ "مہدی را و قوم وے راہیچ مقام و مسکن و ہیچ جائے نیست" آں نیز محقق شد کہ یارانِ او در راہ حق شہادت یافتند۔

و دیگر علاماتِ مہدی ایں است کما قال النبیؐ المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین ویملأبه الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ بعضے کساں در حدیث نبوی کہ یملأالارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ مسطور است مراد پادشاہی می دارند و ایراد مہدیت سید محمد می آرند۔ لیکن از لفظ حدیث پادشاہی معلوم نمی شود زیراچہ در قرآنِ مجید و فرقانِ حمید بسیار جائے لفظ قسط و عدل مذکور است چنانچہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ لا وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ (۳/۱۱)۔ وَقولہ تعالیٰ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَاِنْ

تُطِعۡ اَکۡثَرَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یُضِلُّوۡکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ط اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ (۱/۸) وقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ (۱۴/۱۹) بداں کہ ہر جائے مراد پادشاہی وملک گیری نیست وانجا کہ ہست لفظ ارث واستخلف آمدہ است۔ کا قال سبحانہ وتعالیٰ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ یُوۡرِثُھَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ط وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ (۴/۹) وقولہ تعالی وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَااسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ (۱۸/۱۳)۔

معلوم باد کہ علما باللہ از ارض مراد قلب داشتہ اند۔ واز عدل مراد توحید داشتہ اند۔ واز قسط مراد برابری داشتہ اند۔ کقولہ تعالیٰ وَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ (۸/۶) فاماّ در حدیث مذکور است کے یملأبہ الارض ودر کلام مجید سطور ست قولہ تعالیٰ اِعۡلَمُوۡااَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِھَا (۱۸/۲۷)۔ معنی ایں آیت صاحب مدارک گفتہ است واز ارض مراد قلب داشتہ است پس بنظر انصاف بہ بینند۔ وباید کہ بعد از ظہور بندگی میراں سید محمد مہدیؑ بسیار دلہا توحید شدند واز مُردگی بیروں آمدند ودر دلہائے ایشاں اثرِ حیات پیدا شدہ وحیاتِ جاودانی یافتند۔

وصاحب فتوحاتِ مکی آیہ قُلۡ ھٰذِہٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ فقہ علٰے بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیۡ ط وَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ ۝ وَمَآاَنَامِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (۱۳/۶) درشانِ مہدیؑ مراد داشتہ است وہمہ کساں را معلوم است کہ شب و روز دعوت سید محمد سوئے توحید خدا بود کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ یعنی امرِ خدائے

تعالیٰ داعی است سوئے توحید او۔ نہ کہ بہ بادشاہی وملک گیری۔ کمال قال سبحانہ وتعالیٰ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ فقه علٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ط وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۔ وقولہ تعالیٰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا م بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ٥ (۹/۳) اے ایستادہ اند بر حد خدائے تعالیٰ ہمچوں میزان یعنی از حدِ عبودیّت سر نمی کشند و دعوی ربوبیت ہر دو طریق را برابر نگاہ می دارند۔ و نیز برابری او معلوم است کہ در دعوت و در ملاقات با خلق و در قسمت میانِ یارانِ خود و در عالم و اُمّی ۔ و در غنی ۔ و فقیر ۔ و در حر و عبد ۔ و در صورت و معنی ہیچ فرق نہ کردہ است زیرا کہ صفتِ اہل توحید ہمیں ست کہ یکساں و یکدل باشد کقولہ تعالیٰ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۔ ہر بعد ازیں انصاف نیارد و از مہدیّت حضرت سید محمدؑ منکر شود او را حق تعالیٰ جواب فرمودہ است قولہ تعالیٰ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ج (۲/۱۲) وقولہ تعالیٰ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (۴/۱۹)۔

دیگر معروض باد کہ اصحاب مہدیؑ را فرض و لازم شدہ است کو آنچہ از بندگی میراں سید محمدؑ معلوم کردہ اند اعلام کنند زیرا کہ حق تعالیٰ فرمودہ است وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ ج اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (۶/۳) و در قرآن صفتِ اُمتِ محمدؐ مذکور شدہ است کما قال سبحانہ وتعالیٰ كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْ

مِنُوْنَ وَ اَکْثَرُ هُمُ الْفٰسِقُوْ نَ ○ لَنْ یَّضُرُّ وْ کُمْ اِلَّآ اَذًی ط (۴/۳)۔

دیگر ہر کہ در شہادت یا فتن اصحاب مہدیؑ شکل آید باید کہ دو شہادت یا فتن اصحاب مصطفیؐ نظر کند و بعد مصطفیؐ در کشتن حضرت امام حسنؓ و حسینؓ را نظر کند وایں علامات نیز در متابعت اولادِ مصطفیؐ روشن گشت چنانچہ بعد مصطفیؐ اولادِ او کشتہ شد ہمچناں بعد مہدیؑ اولاد اورا کشتند۔ ومی گویند کہ نشانہائے مہدی یافتہ نمی شود۔ با وجود ہمہ نشان نہا بدانید کہ آنچہ مذکور است بہ نشانہائے مہدیؑ در قرآن ایں است کما قولہ تعالیٰ یَمُرُّ وْنَ عَلَیْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِ ضُوْنَ○ (۶/۱۳)۔

وقال النبیؐ اللّٰهم اهدقومی فانه لایعلمون . حسبنا اللّٰه و نعم الوکیل ونعم المولی و نعم النصیر .

تمام شد

کتب مہدویہ

اشتہار

# اَحسنُ السِّیر

مولفۂ عالم صوری و معنوی مرشدنا حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب اکیلوی صاحب تصانیف کثیرہ۔ اس کتاب میں مولانا مرحوم نے امامِ آخرالزمان حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے حالاتِ پاک نہایت خوبی سے (اُردو) مُسدس میں قلمبند کئے ہیں۔ میری والدہ نے بغرض افادۂ قوم مہدویہ اس نیت سے چھپوائی ہے کہ جو رقم خرچ شدہ وصول ہو جائے اس سے گروہ مقدسہ کی دوسری دوسری کتابیں شائع ہوتی رہیں۔

قیمت دبیز و چکنا کاغذ ایک روپیہ حالی =۱۴ کلدار۔ کھرا کاغذ ۱۲، حالی =۱۰، انگریزی

المعلن محمد علی خاں گُتہ دار محلہ چنچل گوڑہ۔ حیدر آباد دکن

## عرس نامہ

بعض اولیائے پیشیں و اکثر بزرگانِ مہدویہ کے عرس معہ سلسلۂ نسب۔ تربیت۔ صحبت۔ مدت عمر۔ سالِ وفات مقامِ دفن وغیرہ ضرویات متعلقہ مملو۔ مُرتبہ حضرت فقیر سید قطب الدین خوندمیری عرف خوب میاں صاحب پالن پوری۔

کاغذ دبیز۔ رائل سائز۔ حجم۔ ۱۴ صفحہ

قیمت سکۂ انگریری ۱۲ سکتۂ عثمانیہ

المشتہر محمد منور خاں دولت زیٔ بن اعظم خاں صاحب مرحوم جمعدارِ نظمِ جمعیت سرکارِ عالی ممالک محروسۂ نظام۔ محلہ چنچل گوڑہ حیدآباد دکن۔

## نوٹ

شرح عقیدۂ سید خوندمیر۔ اَحسن السیر اور عرس نامہ یہ تینوں کتابیں محمد منور خاں صاحب کو لکھنے سے بھی مل سکتی ہیں۔